

خلیفہ حضور کارکرہ اشاد الطالبین حضرت مولانا شاہ محمد علاء الدین طاہر القادری
قدس سرہ النور ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک سنتہ مجموعہ
پیغام

حَيَاةُ طَالِبٍ



تألیف

حضرت مولانا آغا خاں علام جبلائی مصباحی



شعبہ نشر و اشاعت
خانقاہ تیغیہ علانیہ، چکناش رفیض مساجد مظفر پور

جملہ حقوقِ حق مؤلف محفوظ

نام کتاب	: حیات طالب
تالیف	: حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی
استاد جامعہ صدیہ پچھوند شریف، اوریا (یوپی)	
س ن اشاعت	: ۱۴۳۸ھ / ۲۰۱۷ء
تعداد	: ۱۱۰۰
صفحات	
ناشر	: شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف مظفر پور
پروف ریڈنگ	: حضرت مولانا غلام مجید الدین راجی مصباحی،
	: حضرت مولانا غلام ربانی مصباحی روارہ چندن
کمپوز	: خواجہ بک ڈپ، میا محل، جامع مسجد، دہلی۔ ۶
تیمت	: ۱۰۰

خلیفہ حضور سرکار سر کانٹی ارشاد الطالبین حضرت مولانا شاہ محمد علاء الدین طالب القادری
قدس سرہ النورانی کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک مستند مجموعہ

بنام

حیات طالب

نالین

حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی

ملنے کی پتے

- (۱) خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف، ضلع مظفر پور بہار
- (۲) خواجہ بک ڈپ، میا محل، جامع مسجد، دہلی
- (۳) مدرسہ حنفیہ غوشیہ، روارہ چندن، پارو ضلع، مظفر پور بہار
- (۴) کتبہ صدیہ پچھوند شریف، ضلع اوریا (یوپی)
- (۵) جامعہ الحضراء، مردن ضلع مظفر پور بہار

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

خانقاہ تیغیہ علائیہ، چکنا شریف، ضلع مظفر پور

تشکر و امتنان

استاد مکرم حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ تنقیٰ علائی اور والد گرامی وقار حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین نوری صاحب قبلہ کی بے پناہ عنایات توجہات کی بدولت ہی مجھے علم و بے باشاعت سے یہا ہم کام انجام پذیر ہو سکا، جسے میں اپنے لئے دنیا میں سرمایہ حیات اور آخرت میں ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔

ساتھ ہی ہم مشکور و منون ہیں عالی جناب محمد علی صاحب ابن محمد بشیر الدین تنقیٰ مرحوم جین محمد پور، کرجا، مظفر پور (بہار) حال مقیم: رائے پور، چھتیس گڑھ جنہوں نے کتاب کی طباعت و اشاعت کی خدمت انجام دی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالی جناب محمد علی بھائی صاحب کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضور سرکار سرکاری نہیں اور صاحب تذکرہ حضرت شاہ طالب القادری و دیگر اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیوض و برکات سے مالا مال کرتے ہوئے دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین
نیاز مند

غلام جیلانی مصباحی

اعتزاز

”حیات طالب“ میں حتی الامکان صحت و درستگی کا خیال رکھا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی یا غلطی نظر آئے تو اطلاع فرمادیں، آئندہ اصلاح کر لی جائے گی۔
والعدر عند الكرام قبول

انتساب

شیخ المشائخ تاجدار ولایت سرکار سرکاری نہیں حضرت شاہ تنقیٰ علیٰ
علیہ الرحمۃ والرضوان

اور ان کے خلیفہ اجل

ارشاد الطالبین، علاء الملة والدین حضرت مولا ناشاہ
محمد علاء الدین طالب القادری قدس سرہ النورانی
کے نام

جن کی نگہ دنو از نے نہ جانے کتنے ویران دلوں کو آباد کیا اور
ہزاروں گم شنگان راہ کو ساحل مراد سے ہم کنار کیا۔

غلام جیلانی مصباحی

روارہ چندن، پوسٹ پارو، ضلع مظفر پور (بہار)

	حادثہ سے قبل اطلاع
	اوراد قادر یہ
	تعلیم خمسہ
	دعائے مبارک عطاے رحمانی
	طالب القادری: تاثرات کے آئینہ میں
	علامہ جید القادری صاحب
	سید شعیب صادق صاحب
	مفتی محمد مطع الرحمن رضوی صاحب
	مفتی حامد القادری صاحب
	مولانا ابوالخیر تغیی صاحب
	مولانا علی رضا مصباحی صاحب
	حافظ محمد امیر الدین نوری صاحب
	مولانا سجاد علائی صاحب
	مولانا عبدالحليم علائی صاحب
	ادیب عصر بدر محمدی صاحب
	منظوم خرجن عقیدت
	شبہم کمالی پوکھری روی صاحب
	حافظ نقی احمد انظر علائی صاحب
	جناب افضل مظفر پوری صاحب
	شجرہ مبارکہ
	خانقاہ علائیہ کی چند اہم خدمات

	بزرگوں سے عقیدت
	خانوادہ رضویہ سے شیفتگی
	خانوادہ اشرفیہ کا احترام
	مفتی اعظم کا پورے عقیدت
	علماء اہل سنت سے روابط
	وصال
	غسل و جنازہ
	فن شاعری میں مہارت
	نقیبہ شاعری
	نعت شریف (فارسی)
	نعت شریف (اردو)
	نعت شریف (اردو)
	منقبت درشان سرکار سرکار نہی
	شجرہ منظومہ
	ارشادات عالیہ
	کشف و کرامات
	طوفان کاٹل جانا
	ڈاکووں سے حفاظت
	روحانی علاج
	روشن ضمیری
	آگ سے حفاظت
	غیر مسلم کی سزا سے قید سے رہائی
	وست غیب

فہرست عنوانوں میں

عنوان	عنوان	عنوان	عنوان
زہد و تقوی	زہد و تقوی	کلمات طیبات	کلمات طیبات
درس و تدریس	درس و تدریس	تقریظ جلیل	تقریظ جلیل
اسماے تلامذہ	اسماے تلامذہ	تقریظ جلیل	تقریظ جلیل
دعوت و تبلیغ	دعا و تبلیغ	حرف آغاز	حرف آغاز
خطابت	خطابت	تقدیم	تقدیم
ایفاے عہد و روشن ضمیری	ایفاے عہد و روشن ضمیری	عرض حال	عرض حال
رد بدمہ بہاں	رد بدمہ بہاں	آغاز سخن	آغاز سخن
مناظرہ شاہ پور و یاثالی	مناظرہ شاہ پور و یاثالی	ولادت	ولادت
واقعہ سوندھو گزار باغ	واقعہ سوندھو گزار باغ	بشرات بوقت ولادت	بشرات بوقت ولادت
تصنیف و تالیف	تصنیف و تالیف	تعییم و تربیت	تعییم و تربیت
اطہار حقیقت	اطہار حقیقت	دوران تعییم کا عجیب واقعہ	دوران تعییم کا عجیب واقعہ
انوار قادری کی ترتیب و تبویب	انوار قادری کی ترتیب و تبویب	رشته ازدواج اور اولاد	رشته ازدواج اور اولاد
گلزار حرم و انوار طالب	گلزار حرم و انوار طالب	عادات و حصائل	عادات و حصائل
تعلیمی اداروں کا قیام	تعلیمی اداروں کا قیام	بیعت و ارادت	بیعت و ارادت
مدرسہ حفظیہ غوشیہ	مدرسہ حفظیہ غوشیہ	مختصر حالات سرکار سرکار نہی	مختصر حالات سرکار سرکار نہی
دارالعلوم ضیاء القرآن	دارالعلوم ضیاء القرآن	سرکار سرکار نہی سے پہلی ملاقات	سرکار سرکار نہی سے پہلی ملاقات
مدرسہ احیاء العلوم	مدرسہ احیاء العلوم	بنگرامیں قیام	بنگرامیں قیام
مریدوں سے حسن سلوک	مریدوں سے حسن سلوک	اجازت و خلافت	اجازت و خلافت
خلفا	خلفا	سرکار سرکار نہی کی خصوصی نظر کرم	سرکار سرکار نہی کی خصوصی نظر کرم

محيط ہے۔

گویا مولانا المختار م نے آنے والی نسلوں کو حدیث مذکور پر عمل کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس گنہگار کی دعا ہے کہ رب قدر مولانا المختار م کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور خالصاً لوجه اللہ مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور علم عمل و اخلاص کی برکتوں سے نوازے۔ آمین بجاح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

فقط

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الطلبہ جامعہ صدیہ دار الخیر پچھوند شریف اور یا (یوپی)
۲۲ جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۲۰ء
بروز چہارشنبہ

کلمات طیبات

جامع و معقول و منتقل استاذ اعلما حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب دامت طلاقہ شیخ الحدیث و صدر المدرسین جامعہ صدیہ پچھوند شریف اور یا (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحba اجمعین آیات و احادیث سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی سیرت اور ان کی تعلیمات کو قائم رکھا جائے کیونکہ اللہ کے نیک بندوں کی سیرت اور ان کا کردار ہمارے لیے مشعل راہ اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں بھی یہی تعلیم مرحمت فرمائی، ارشاد فرمایا: من کان مستنا فلیستن من قد مات (الحدیث) جو کسی کی پیروی کرنا چاہے تو ان کی پیروی کرے جو گزر گئے۔

بڑی مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ میرے بے پناہ محب و مخلص فاضل گرامی حضرت علامہ مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی صاحب جو جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے ایک بہترین فاضل اور جامعہ صدیہ دار الخیر پچھوند شریف کے ایک موقر و قدیم استاذ، استاج کے ایک شاندار خطیب، اکابر کی بارگاہ کے مودب اور مخلص فی العمل ہونے کے ساتھ ساتھ زبان و قلم کے رزم گاہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اہل سنت کی ایک اہم شخصیت عالم با عمل شیخ طریقت رہبر راہ شریعت حضرت مولانا محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات سے روشناس کرنے کے لیے "حیات طالب" نامی ایک ایسی کتاب تحریر فرمائی ہے جو حضرت طالب القادری ندیس سرہ کی زندگی کے اکثر گوشنوں کو

اس عظیم کارنامہ کی تکمیل پر میں انہیں مبارک باد دیتے ہوئے دل کی اتحاہ گھرا ہیوں
سے دعا گو ہوں کہ رب قدر مرتب عزیز کو لمبی عمر کے ساتھ علم و آگہی اور فضل و مکال کا اوافر
حصہ عطا فرمائے، اور دین و دیندار کی خدمت کی مزید توفیق فسیق ارزانی فرمائے۔

اللّٰهُمَّ زِدْيُوماً فَيُومًا۔ آمین

دعا گو دعا جو محمد مطیع الرحمن غفرانہ رضوی

۲۳۸ نمبر ایڈ ۲۵ ربیع الغوث ۱۴۳۸ھ
بانی و خادم جامعۃ الخضراء، مرون، ضلع مظفر پور (بہار)

تقریبِ جلیل

مناظر اہل سنت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی صاحبہ دام ظله
بانی و سربراہ اعلیٰ جامعۃ الخضراء، مرون، ضلع مظفر پور (بہار) سالن شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی شریف (یونی)

یہ جان کر بے حد سرست ہوئی کہ عزیز القدر مولانا غلام جیلانی مصباحی سلمہ شیخ طریقت
حضرت مولانا شاہ محمد علاء الدین طالب القادری قدس سرہ انورانی کی سوانح حیات بنام
”حیات طالب“ ترتیب دے چکے ہیں۔ تصنیف و تالیف ہر شخص کے بس کی بات نہیں،
نیز پھر کسی کی حیات و خدمات کا بے افراط و تفریط ذمہ دارانہ طور پر سمجھا کرنا کارے دار د۔
عزیز موصوف مولانا المختار م! محمد تعالیٰ محتشم و جفاش اور باصلاحیت مدرس ہونے
کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب خطیب تو ہیں، ہی سونے پہ سہا گہ یہ کہ ایک اچھے قلم کار اور
ادیب و سیرت نگار بھی ہیں اور ”کارا مروز بفر دمیگلن“ کے مطابق وقت پر کام کرنے کا
جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ ۔

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہ فردا
بلاشہہ جو کام تقریباً تیس برسوں کی مدت طویل سے لیت و لعل اور امروز فردا کی
کش مکش میں زیر التوارہ، اسے انجام دے کرنہ صرف حضرت مددوح کی حیات مبارکہ کا
صف و شفاف آئینہ پیش کیا ہے، بلکہ ”یاد رفیقان“ کی سعادت عظمی بھی حاصل فرمائی
ہے۔ ۔

خدا یا آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عالم کردے

حرف آغاز

حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد شہاب الدین قادری تیغی عالیٰ صاحب قبلہ
سجادہ نشیں خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف مظفر پور (بہار)

سیدی و مرشدی والی پیر دشگیر ارشاد الطالبین علاء الملة والدین حضرت مولانا الشاہ محمد علاء الدین طالب قادری علیہ رحمۃ الباری کی سوانح عمری پر بہت ہی خوبصورت اور جامع کتاب ”حیات طالب“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ حضرت سرکار سرکار نہیں علیہ الرحمۃ کی کتاب زندگی کی تفسیر اور ان کی مجلس وعظ و نصیحت کی تقریر تھے۔

سرکار چکنا علیہ الرحمۃ کے وصال کو بیس سال ہو گئے جس وقت ابا حضور کا انتقال ہوا اس وقت میری عمر تقریباً ۲۳ سال تھی، میں ان کا تھاوارث ہوں، سرکار چکنا درویش کامل تھے اور ایک درویش کے آنکن کی زینت غربت ہوا کرتی ہے، آپ پیر کامل تھے اور ایک پیر کے لیل فہار کی رونق صبر و شکر اور توکل واستغنا ہوا کرتا ہے و راشت میں مجھے بھی دولت صبر و شکر اور توکل ہاتھ آئی جسے میں نے اب تک زندگی کے ہر گام پر بر باد ہونے سے بچائے رکھا۔ آپ حضرات دعا میں کریں کہ زندگی کے آخری لمحہ تک یہ دولت میرے پاس محفوظ رہے۔

اس دورنا ہو شی میں دنیا بھر کی الجھنیں پہاڑ بن کر میرے سامنے کھڑی ہو گئیں، بے انتہاء مصائب و آلام نے مجھے اپنے بھیا نک دام میں جکڑ لیا، اذیت ناک پریشانیوں نے میری نیندا چاٹ کر دی، نہ جانے کتنے حوصلہ شکن طوفان آئے اور رو گٹھے کھڑی کر دینے والی مہیب آندھیاں چلیں جنہیں دیکھ کر میرا وجود رکرہ جاتا، رات رات بھر میں روتا

تقریظ جلیل

حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد عبد الحمید حامد قادری تیغی المصباحی صاحب زیب سجادہ خانقاہ قادری تھتیاں شریف
محب مکرم جناب مولا نا غلام جیلانی المصباحی ازید مجدد
سلام و رحمت..... مزان جہا یوں؟

یہ معلوم کر کے از حد خوشی و مسرت ہوئی کہ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ کی شہرہ آفاق و عہد آفرین شخصیت حضور سیدنا شیخ المشائخ مرشد برحق پیر کامل الحاج الشاہ محمد تنع علی قادری سرکار سرکار نہی شریف علیہ الرحمۃ والرضوان کے غلیفہ اجل حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد علاء الدین طالب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعارف کے لیے ایک کتاب بنام ”حیات طالب“ مرتب و مکمل کر لی ہے۔

آپ کا یہ کارنامہ یقیناً سلاف شناسی کی راہ میں زریں حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ پچاسوں عنوانات پر مشتمل یہ کتاب جہاں صاحب تذکرہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی و عملی فکری و قلمی، دینی و مسلکی خدمات کا روش چہرہ سامنے لاتی ہے وہیں آپ کی تحریکی صلاحیتوں اور مذہب حق کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ تیغیہ کی اشاعت سے قلبی تعلق کو آشکارا کرتی ہے۔ میری پر غلوص دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خداوند قدوس آپ کی اس تازہ فتنی خدمت کو قول فرمائے اور دین و سنت و شریعت کے ساتھ تصوف و طریقت سے گھری وابستگی عطا فرماتے ہوئے مزید زبانی و علمی خدمات کا دائرہ وسیع فرمائے۔ آئین ثم آمین مولانا الحترم! اس قابل فخر کارنامہ پر آپ میری طرف سے مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیں۔ فقط السلام

حامد قادری تیغی المصباحی

حامد جامعہ مدینۃ العلوم پکھولی شریف مظفر پور

جاروب کش خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ / مطابق ۲۵ ربیع الأول ۱۹۶۰ء

ہے جسجو کہ خوب سے بھی خوب تر ملے
اب دیکھئے ٹھہر تی ہے جا کر نظر کہاں
میری نظر انتخاب جب گلشن علائی کی سیر کرتی اور بار بار سیر کرتی، سیر کرتے ہوئے
ایک گل رعنای پر مرکوز ہو گئی یعنی جب میں نے علماء بزم علائی کا جائزہ لیا تو میری
نظر انتخاب کا محور و مرکز عزیز گرامی حضرت علامہ مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی کی
شخصیت بن جاتی ہے، مولانا موصوف با صلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ مایہ
ناز مصنف و مؤلف بھی ہیں، موصوف بہترین مدرس و مفکر بھی ہیں، اور میدان خطابت
کے شہسوار بھی ہیں، مولانا نے بڑے عمدہ پیراے میں خوبصورت انداز تحریر کے ساتھ
سلیس زبان کا استعمال کرتے ہوئے اس عظیم کارنا مے کو بحسن و خوبی انجام دیا ہے۔
حیات طالب کے مطالعہ سے احساس ہوتا ہے کہ اس کم عمری میں اتنا بڑا کارنامہ انجام
دینا اور اتنا بڑا کمال حاصل کر لینا یوں ہی نہیں ہے بلکہ بزرگان دین کا بالخصوص سرکار چکنا
حضرت شاہ طالب اللہ قادری علیہ الرحمہ کا ان پر خاص فیضان ہے اور خداۓ وحدہ لا
شریک کا ان پر خاص کرم ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

میری دعا ہے کہ خداۓ عزوجل مولانا غلام جیلانی مصباحی صاحب کی عمر میں، علم
میں عمل میں، بے پناہ برکتیں عنایت فرمائے اور اپنے حفظ و امان رکھتے ہوئے دارین کی
سعادتیں نصیب فرمائے۔ آمین، بجاه سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
پھر مولانا غلام جیلانی مصباحی صاحب کے والد بزرگوار مخلص گرامی وقار حضرت
حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین نوری صاحب قبلہ کی کوشش و کاوش کو بھی فرماوش نہیں کیا
جا سکتا موصوف نے ابا حضور کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور عرصہ دراز تک
آپ کی قربت میں رہنے کا موقع ملا ہے، آپ نے ”حیات طالب“ کی تالیف میں بہت

رہتا اور بارگاہ رب العزت میں حصول سکون واطمینان اور ثبات قدیمی کی دعائیں کرتا رہتا
غرض کہ حضرت کی رحلت میرے لیے قیامت سے کم نہ تھی، کن کن مصائب کا تذکرہ کیا
جائے۔

ایک ہنگامہ محشر ہو تو اس کو بھولوں
سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

۳۲ سال کا عرصہ دراز میرے لیے مشکل ترین، مصروف ترین اور مصائب و آلام
سے آلوہ عرصہ رہا، ابا حضور کے انتقال کے بعد بہت ساری ذمہ داریاں میرے ناتوان
کاندھے پر آگئیں، مدرسہ تیغیہ علائیہ کی ذمہ داری، گھر بار اور اہل و عیال کی ذمہ داری،
خدمت عوام الناس اور تعمیراتی مراحل وغیرہ وغیرہ، ان تمام ذمہ داریوں میں الجھ جانے
کے باعث حضرت کی سوانح عمری منظر عام پر آنے میں تاخیر ہوئی، میرے دوست
احباب و برادران طریقت ہمیشہ مجھ سے پوچھتے رہتے کہ حضرت کی سوانح عمری کب منظر
عام پر آرہی ہے، میں ہمیشہ سبھوں کو جواب دیتا کہ انتظار تکجیہ جلد ہی ان شاء اللہ
کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہوگی، ادھر سوانح عمری کی بابت میں غافل نہیں تھا، ہزاروں
اگھنوں میں گھرا ہونے کے باوجود بھی ایک اچھے مصنف و مولف کی تلاش جاری رہی۔

یوں تو گلشن علائی رنگارنگ گلہائے علم و حکمت سے ہمدرم الہمہار ہا ہے جن کی عطر
بیزیوں سے اکناف ہندستان معطر ہے، آسان علم و فن پر علماء بزم علائی کی ایک
کہشاں آباد ہے جس کی شعاؤں سے ہندستان کی باوقار اور اعلیٰ معیار کی درسگاہیں منور
و درختشان ہیں، چمن علائی کے ان شاداب و شلغامیہ پھولوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا
تحا، انھی علماء بزم علائی سے کسی ایک کو یہ ذمہ داری سونپنی تھی جو اس اہم کام کو پوری
ذمہ داری کے ساتھ بحسن و خوبی پایہ تکمیل تک پہونچا سکے اور اس عظیم شاہکار کو
منظر عام پر لاسکے۔ ایسے فنکار و قلمکار کا انتخاب آسان نہ تھا بس تلاش کے سلسلہ میں
میرا حال تو یہ تھا کہ

تقدیم

حضرت مولانا مفتی محمد ساحد رضا مصباحی صاحب
استاذ دارالعلوم غریب نوازدا ہونج کشی نگر یوپی

صوبہ بہار کا مردم خیز خطہ مظفر پور علم و ادب اور معرفت و روحانیت کے حوالے سے اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے، ماضی قریب میں اس سر زمین پر شریعت و طریقت کے کئی درخششہ ستاروں نے اپنی جلوہ سامانیوں سے اہل سنت کی عظمت و رفتہ کو دبلا کیا، اس ضمن میں شیخ المشائخ سرکار شرکانہی حضرت تبغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، امین شریعت مفتی عظیم کان پور حضرت رفاقت حسین علیہ الرحمہ وغیرہ کے اسماء خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت تبغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسامی جیلیہ سے اس پورے علاقے میں اہل سنت کا بول بالا کیا، بد نہ ہیوں اور گمراہ فرقوں کے باطل عقائد و نظریات کو طشت از بام کر کے عوام اہل سنت کی حفاظت فرمائی۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ خود کو خدمت دین کے لیے وقف کر دیا بلکہ اپنی نگرانی اور تربیت میں متعدد ایسے افراد پیدا کیے جو علم و عمل کے پیکر، خلوص و للہیت کے خوگرا اور داعیانہ اوصاف و کمالات سے آرائتے تھے۔ ان شخصیتوں کے اندر آپ کی تربیت کا اثر نمایاں تھا۔ حضرت تبغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دینی تصلب، عاجزی و انکساری، توکل واستغنا، زہد و تقویٰ، صبر و رضا اور عزیمت و استقامت جیسے اوصاف کے لیے مشہور تھے، عشق رسول آپ کی پہچان تھی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے حد درجہ عقیدت مند تھے۔ یہ تمام اوصاف ہمیں آپ کے حلقہ بگوشوں اور آپ کے خلافاً میں بھی پورے آب و تاب کے ساتھ نظر آتے ہیں۔

حضرت تبغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلافاً میں ایک بڑا ہی مبارک نام ارشاد

ساری باتوں کا اکٹھاف کیا اور بہت سے احوال کی جانکاری دیکھر مد فرمائی، میں دل سے ان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب قبلہ کو سلامت رکھے اور صحبت و تندرستی عنایت فرمائے آمین۔ نیز میں ان تمام حضرات کا مشکور و ممنون ہوں جن حضرات نے اپنے گراں قدرتا ثرات سے نوازا یا کسی طرح سے معلومات فراہم کرائی۔ اللہ تعالیٰ سبھوں کو دارین کی نعمتیں عنایت فرمائے۔ آمین

محمد شہاب الدین قادری

خادم خانقاہ تیغیہ علاسیہ چکنا شریف مظفر پور بہار
۱۱ جمادی الاولی ۱۳۸۴ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۰۵ء
بروز جمعرات

نے والوں کی بھی کمی نہیں، لیکن میدان عمل میں آ کر کچھ کر گزر نے کی ہمت کم، ہی لوگ کر پاتے ہیں۔

محب مکرم حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی جو اسال سال عالم دین اور بلند عزم و حوصلے کے آدمی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے، تقریباً ڈیڑھ دہائی سے جامعہ صدیہ پھضوند شریف کی منتدبریس پر رونق افروز ہیں، خطابت کے میدان میں بھی انہوں نے بڑا کمال حاصل کیا ہے، مغربی اتر پردیش کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں اکثر خطاب کے لیے تشریف لے جایا کرتے ہیں، ان کا خطاب دلچسپی کے ساتھ سنا جاتا ہے، تدریس و خطابت کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سترہ اذوق رکھتے ہیں، گاہے گاہے پکھنہ کچھ لکھتے رہتے ہیں، ان کے قلم سے کئی کتابیں معرض وجود میں آچکی ہیں، ہندی زبان میں ”اسلام اور عورت“، ”اسلام اور پرداز“، نامی کتابیں منظر عام پر آ کر شرف قبولیت حاصل کر چکی ہیں، ابھی گز شستہ سال ان کی ایک بڑی کار آمد کتاب ”آداب زندگی“، اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں ایک ساتھ شائع ہوئی، اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی، ان کی حصولیا بیوں کا سلسہ جاری ہے، اور اب انہوں نے ایک نہایت ہی اہم کتاب ”حیات طالب“ ترتیب دے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا ہے اور اپنے عزم و حوصلے کا بھی ثبوت دے دیا ہے۔

پہلی بار کسی شخصیت کی سوانح مرتب کرنا بڑا ہی مشکل اور محنت طلب کام ہوتا ہے، متعلقہ شخصیت کے اور اقی حیات کا گہرائی سے مطالعہ، مختلف گوشوں پر مواد کی حصولیا بی، اس کی چھان پھٹک، پھرا سے سلیقے سے مرتب کرنا جہاں سمجھی چیم اور جذب جنوں کا تقاضا کرتا ہے وہی تحریر و قلم کا شعور، فکری بالیگی، ذہنی وسعت اور سلیقہ مندی بھی ضروری ہوا کرتی ہے، سوانح نگاران اوصاف سے خالی ہو تو سوانح نگاری کا عمل کام یا بہ نہیں ہوتا۔ مؤلف محترم حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی قبلہ ایک بالغ نظر عالم دین، بالیہ افکار و نظریات کے حامل اور انتہائی سلیقہ مندو اواقع ہوئے ہیں، جس کا ثبوت آپ کو اس

الطلابین، علاوہ الملة حضرت مولانا شاہ علاء الدین طالب قادری قدس سرہ کا ہے، جو اپنے اوصاف و کمالات میں اپنے مرشد گرامی کے عکس جميل تھے، انہوں نے حضرت تنقیح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے خوب خوب فیض اٹھایا اور آپ کے علمی و روحانی کمالات کا وفر جسمہ اخذ کیا۔

سلسلہ تیغیہ کے خلافاً میں شاہ طالب قادری کا نام بڑے احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے، اہل علم ان کی دینی و علمی خدمات کی قدر کیا کرتے ہیں۔ ان کے عظیم کارنامے، خصوصاً دینی و مذہبی خدمات اور ان کے اوصاف و کمالات کو پڑھ کر میں بے حد متأثر ہوا اور حیرت بھی ہوئی کہ اپنی جماعت کی اس قدر عظیم شخصیت کا اب تک تعارف نہیں ہو سکا، اور نہ ہی ان کی دینی و علمی خدمات کو شایان شان خراج تحسین پیش کیا جاسکا، اسے ہم یقیناً اپنی کوتاہی اور غفلت ہی کہہ سکتے ہیں، ہم نے اپنی تسائلی اور غفلت کے سبب اپنی جماعت کے کتنے ہی جیالوں اور محسنوں کو فراموش کر کے ہمیشہ کے لیے ان کی دینی، مذہبی اور ملی خدمات کو فتن کر دیا، احسان فراموشی کا یہ سلسہ اب ختم ہونا چاہیے۔

عموماً قومی یا بین الاقوامی شخصیات پر لکھا پڑھا تو جاتا ہے، لیکن پسمندہ علاقوں میں سردو گرم برداشت کر کے خون جگر پیش کر کے گلشن اہل سنت کی آبیاری کرنے والے مجاهدین سےحد درجہ بے اعتمانی بر قی جاتی ہے۔ ہمارا یہ طرزِ عمل کس قدر فrac{ضمان}{ده} ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

محب گرامی قدر حضرت علامہ مولانا الحاج غلام جیلانی مصباحی، استاذ حبامعہ صدیہ پھضوند شریف مبارک بادیوں کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے علاقے کے ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت کا تذکرہ جمیل مرتب کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور مسلسل محنت و مشقت کے بعد ایک جامع اور مستند تذکرہ مرتب کر کے صاحب تذکرہ کے حالات کو ضائع ہونے سے بچالیا۔ زبانی جمع خرچ بہت آسان ہے، لیکن زینی سطح پر کام کرنا کس قدر مشکل ہے، اس کا اندازہ مردمیداں ہی کو ہو سکتا ہے۔ ہمارے یہاں اسی تجھ پر بلند بانگ دعوے کر

کے ادب و احترام میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے، اس حوالے سے بھی متعدد واقعات اس کتاب کی زینت ہیں۔

ہر چند کہ ”الاستقامة فوق الكرامة“ کے تحت عمل بالشريعة ہی اولیاے کرام کی سب سے بڑی کرامت ہے، لیکن اس کے باوجود خرق عادت کا ظہور اولیاے کرام کا و تیرہ رہا ہے۔ حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مختلف موقعوں پر متعدد کرامتوں کا ظہور ہوا، دیکھنے والوں نے دیکھا، محسوس کرنے والوں نے محسوس کیا، آج بھی ایسے افراد باحیات ہیں جو ان کرامتوں کے شاہد ہیں، مولف محترم نے نصف درجن سے زائد کرامتوں کا ذکر معتمد راویوں کے حوالے سے کیا ہے، یہ کرتیں آپ کے روحاںی مراتب کو واضح کرتی ہیں۔

کسی شخصیت کی عظمت و رفتہ پر معاصرین کی شہادت بڑی اہمیت رکھتی ہے، حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مولف نے ارباب علم و فن کے تاثرات جمع کر کے ان کی شخصیت کو واضح کرنے کوشش کی ہے۔ حاصل یہ کہ یہ کتاب ہر جہت سے متأثر کن ہے، اللہ تعالیٰ مولف محترم کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو صاحب تذکرہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے آمین۔

محمد ساجد رضا مصباحی
استاذ دارالعلوم غریب نوازدا ہون گنج ضلع کشی گریوپی
۸ رب جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ / ۲۰۱۷ء دو شنبہ مبارکہ

کتاب میں ملے گا۔ خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے صاحب تذکرہ کی حیات مبارکہ کا نہایت گہرائی سے مطالعہ کیا ہے اور واقعات کی تحقیق و تفہیش میں کوئی دقیقہ فروغراشت نہیں ہونے دیا ہے، اس لحاظ سے ہم اس کتاب کو شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات پر مشتمل اولین مستند ستاویز کہہ سکتے ہیں۔

”حیات طالب“ میں شاہ طالب القادری کے مختلف گوشہ سے حیات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، خاندانی پس منظر، ولادت، ابتدائی تعلیم، حصول علم سے فراغت، ملازمت اور پیر و مرشد کی بارگاہ میں پہلی حاضری کے احوال و کوائف پر بھر پور روشنی ڈالی گئی ہے۔

سوائی نگاری کے باب میں مبالغہ آرائی بلکہ اوصاف و کمالات کے بیان میں غلو عالم ہے، سوائی نگار جب تک زمین و آسمان کے قلابے نہ ملا دے آسودہ نہیں ہوتا، حالاں کہ صاحب تذکرہ کے حقیقی کمالات اور خدمات کو ہی صحیح طریقے سے بیان کر دیتا ان کی شخصیت کی تفہیم کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ”حیات طالب“ میں مولف محترم نے مکمل حزم و احتیاط کے ساتھ حقائق کو منظر عام پر لانے کوشش کی ہے، اور انہیں حالات و واقعات کو شامل کتاب کیا ہے جن کے بارے میں انہیں مستند ذرا رائع سے یقین علم حاصل ہو گیا ہے۔

شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ جامع شریعت و طریقت تھے، اپنے پیر و مرشد کی نگہ التفات سے آپ نے معرفت و روحاںیت کے اعلیٰ مراتب کا سفر طے کیا تھا، بے شمار پریشان حال لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانیوں کا ذکر کرتے اور دامن مرا کو بھر کرو اپس ہوتے۔ مولف نے ایسے متعدد واقعات مستند ذرا رائع سے نقل کیے ہیں جن سے آپ کے روحاںی تصرفات کا پتہ چلتا ہے۔

شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے علاقے کے معتمد علیہ اور مرحج عوام و خواص تھے، ملک کے مستند علماء سے آپ کے گھرے روابط تھے، خانوادہ رضویہ بریلی شریف اور خانوادہ اشرفیہ کھوچھہ شریف کے اکابرین سے عقیدت مندانہ والستگی رکھتے تھے، ان

حال میں عرس علائی کے باہر کرت موقع پر اس کتاب کی رسم اجر اعمال میں آئے۔ ادھر میرا جو حال تھا، من آنکم کہ من دانم، میں اس اہم اور تاریخی دستاویز کی تالیف و ترتیب کی ہمت و گرات اپنے اندر نہیں پا رہا تھا۔ مگر استاذ مکرم حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ کی تعمیل حکم کو اپنی سعادت و فیروز بختی تصور کرتے ہوئے، ہزار بار اپنی کام علمی و بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے، اس اہم کام یعنی ”حیات طالب“ کی تالیف و ترتیب میں مشغول ہو گیا۔

اب میرے سامنے بہت بڑا مسئلہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے حالات مبارکہ اور خدمات جلیلہ کی تحقیقی معلومات کا کٹھا کرنا تھا، اس سلسلے میں جن حضرات کا خصوصی تعاون مجھے حاصل رہا، ان میں خصوصیت کے ساتھ پیر طریقت استاذ گرامی وقار حضرت علامہ شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ، والد گرامی حضرت حافظ و قاری الحاج محمد امیر الدین صاحب قبلہ، جناب صوفی عبد العزیز صاحب نور اللہ پور بنگرا، حضرت مولانا سجاد حسین علائی صاحب چکنا شریف اور حضرت مولانا عبدالحکیم علائی صاحب چکنا شریف وغیرہم ہیں۔ ہم ان سبھی حضرات کا ت岱ل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے حالات و خدمات پر اپنے تیقیت اوقات نکال کر جن حضرات نے اپنے گراں قدر اور معلوماتی تاثرات سے نوازا، ان میں خصوصیت کے ساتھ حضرت صوفی شاہ سید شعیب صادق صاحب قبلہ وفات اوری تینی، حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی صاحب قبلہ، حضرت علامہ شاہ مفتی حامد القادری صاحب قبلہ، حضرت مولانا ابوالخیر صاحب اور حضرت مولانا علی رضا مصباحی صاحب وغیرہم کے ہم صمیم قلب سے مشکور و منون ہیں۔

ہم انتہائی شکر گزار ہیں جامعہ صدیہ پھچوند شریف کے شیخ الحدیث و صدر المدرسین حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب قبلہ، حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی صاحب قبلہ، حضرت مفتی حامد القادری صاحب قبلہ وغیرہم کے جن حضرات نے کتاب پر

عرض حال

منت منه کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شاش ازو کہ بخدمت بداشتت

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ والرضوان کے وصال کو تقریباً بیتیں سال کا ایک طویل عرصہ ہو چکا، اس وقت جب کہ میں نے شعور و آگہی کی آنکھ بھی صحیح سے خسیں کھولی تھیں۔ مگر چونکہ آپ میرے والد ماجد حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین نوری صاحب قبلہ کے ایک عظیم محسن و مرتبی رہے اور میری والدہ ماجدہ کے پیر و مرشد بھی، اور ساتھ ہی آپ میرے نیہاںی رشتے میں ماموں بھی ہوتے ہیں، بایں ہمہ آپ کا ذکر جیل ہمارے گھر کا ہمیشہ سے بہترین وظیفہ رہا، اور ہمارے گھر کے درود یوار ہی نہیں بلکہ فضا بھی آپ کے تذکرہ جمیلہ کی عطر بیز خوشبو سے معطر و مشکب ابر رہتی ہے۔ پھر اسی ماحول میں میری نشوونما ہوئی تو گویا میں حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی عقیدت و محبت کی سوغات لے کر ہی پیدا ہوا اور اسی کے سامنے میں پروان چڑھا۔

چونکہ حضرت شاہ طالب القادری قدس سرہ النورانی کے وصال کو تقریباً بیتیں سال کی ایک طویل مدت گذر چکی ہے اور اب تک آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل کوئی کتاب معرض وجود میں نہیں آسکی، اور امر و زفر دا پر یہ معاملہ موخر ہوتا رہا۔

لہذا استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ قادری تینی علائی دام نظر، زیب سجادہ خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف جو میرے استاد ہونے کے ساتھ نہایت شفیق و کرم فرمائے گئے بھائی بھی ہیں لہذا عزیز ہونے کے سبب مجھ پر ہمیشہ خصوصی لطف و انعام بھی فرمایا کرتے ہیں۔ انھوں نے حکم فرمایا کہ اس کام میں بہت تاخیر ہوتی جا رہی ہے، لہذا جس طرح بھی ممکن ہو فوراً اس کام کو ان خبام دیا جائے اور ہر

ٹائٹل پچ کی خدمت انجام دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس خدمت کا بہتر صلدہ دارین میں عطا فرمائے۔

حتیٰ المقدور جتنی معلومات حاصل ہو سکیں، ان ساری معلومات کو کتاب میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن پھر بھی بہت سی باتیں وہ ہیں جو میری معلومات میں نہ آنے کے سبب ذکر سے رہ گئی ہو گئی، تو یہ کتاب کا نقش اول ہے، ان شاء اللہ نقش ثانی میں جو بھی معلومات پہنچے گی اسے ضرور شامل کتاب کر لیا جائیگا۔

غلام جسیلانی مصباحی

خادم تدریس جامعہ صدیہ پھونڈ شریف اور یا یو پی

متوفی: رتوارہ چندن پوسٹ پارو ڈلٹ مظفر پور بہار

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۷ ۲۰۱۷ء

دعائیہ الفاظ اور تاثراتی کلمات تحریر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کا سایہ ہمارے رسول پر تادیر قائم رکھے۔

ہم سراپا سپاس ہیں، اپنے استاذ مکرم حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ قادری کا جنہوں نے نہ صرف ”حرف آغاز“ تحریر فرمایا کریمی حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ قدم قدم پر اس کتاب کے سلسلے میں میری رہنمائی بھی فرماتے رہے۔ اور حق یہ ہے کہ اگر ان کی خصوصی توجہات و عنایات شامل حال نہ ہوتیں، تو یہ اہم کام پاپیہ تمکیل کو نہیں پہنچ پاتا۔ ان کی ان خصوصی توجہات و عنایات پر ان کا شکریہ ادا کرنا ان کی نوازشات کو منہ چڑانا ہے۔ ان کی توجہات و عنایات کا بدلہ میں اپنے چند رسمی جملوں کے ذریعہ نہیں دے سکتا۔

بڑی ناسپاسی ہو گی اگر میں محب مکرم حضرت مولانا مفتی ساجد رضا مصباحی صاحب قبلہ استاذ دار العلوم غریب نواز دا ہون گنچ کشی نگر یو پی کا شکریہ ادا نہ کروں، جنہوں نے کتاب پر ایک قیمتی اور معلوماتی مقدمہ و تبصرہ تحریر فرمایا نیز اپنے شاگرد عزیز حضرت مولانا محمد عبدالچشتی شفافی صاحب استاذ جامعہ صدیہ، اور برادر عزیز حضرت مولانا عنلام ربانی مصباحی رتواروی کے بھی شکر گزار ہیں کہ ان حضرات نے اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب کی پروف ریڈنگ کا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔

نیز حضرت مولانا غلام مجید الدین راجحی مصباحی جو حضرت شاہ طالب القادری قدس سرہ النورانی کے پوتے اور استاذ مکرم حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ کے صاحب زادے اور میرے عزیز ہیں، جہاں انہوں نے پروف ریڈنگ کا کام بحسن و خوبی انجام دیا وہی کئی حضرات سے تاثرات بھی حاصل کر کے مجھ تک پہنچاتے رہے اور کتاب (حیات طالب) کے سلسلے میں ہر ممکن میری مدد بھی کرتے رہے۔

اپنے ما میو زاد بھائی عالی جانب محمد فیاض ابن حاجی محمد حنیف صاحب مقام ہر پور غوث پوسٹ پارو ڈلٹ مظفر پور (بہار) کے ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کتاب کے

شاگرد پیدا کیے اور ہزاروں بندگان خدا کو معرفت و روحانیت کا جام پلا یا۔
مظفر پور آج بھی اہل علم اور اصحاب فکر و فن کی سرزین کے طور پر متعارف ہے،
یہاں کے علمکاروں کے مختلف علاقوں میں دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
دینی و مذہبی علوم کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے بھی مظفر پور کا نام قابل ذکر
ہے، یہاں متعدد مذہبی تعلیمی ادارے پوری شان و شوکت کے ساتھ تعلیم و تربیت کی
خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مظفر پور کی عوام کی دینی و مذہبی دلچسپی کی وجہ سے
علماء اہل سنت اور مشارخ طریقت نے اس ضلع کو خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا اور ہر زمانے
میں یہاں مشائخ اہل سنت کی آمد و رفت رہی۔

مظفر پور بہار کے ایک مردم خیز گاؤں (رتوارہ چندن) میں صاحب تذکرہ ارشاد
الطالبین علاء الملة والدین صوفی شاہ مولانا محمد علاء الدین طالب القادری خلیفہ حضور شیخ
المشائخ سرکار سرکار کا نبی حضرت شاہ تنقیح علی علیہما الرحمۃ والرضوان جلوہ گر ہوئے، جنہوں نے
اپنی دینی مذہبی خدمات سے خلق خدا کی ایک بڑی جماعت اور آبادی کو مستفید و مستنیر
کیا۔ آپ کی خدمات کا دائرہ دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف، تعلیم و تدریس،
تنظیم و تحریک وغیرہ مختلف شعبوں کو محیط ہے، آپ نے علم و فن کی اشاعت کے لیے کئی
ادارے قائم فرمائے جن کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

ولادت

تلash بسیار کے بعد بھی آپ کی ولادت مبارکہ کی کامل تاریخ دستیاب نہیں ہو سکی،
تلash و جتوکے بعد البته اتنا معلوم ہوا کہ آپ کی ولادت با سعادت ۳۲۳ھ
مطابق ۱۹۲۵ء میں آپ کے نایبہاں برہوا، مہمی ضلع چمپارن بہار میں ہوئی۔

بشارت بوقت ولادت

آپ کی ولادت کے بعد ایک اہم واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ولادت کے چند دن

با سمہ تعالیٰ و تقدس

حامدا و مصلیا و مسلما

آغاز سخن

مظفر پور صوبہ بہار کا ایک اہم ضلع ہے جو کئی جہت سے اہمیت کا حامل ہے۔ علم و فن،
تہذیب و ثقافت، اور تعلیم و تجارت کے میدانوں میں بہار کے تیز رفتاری کے ساتھ ترقی
پذیر اضلاع میں مظفر پور کا نام نمایاں ہے۔ اسلامی علوم و فنون اور مذہبی شخصیات کے
حوالے سے بھی اس ضلع کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ تصوف و روحانیت کی کئی عظیم اور
عقری شخصیتیں یہاں جلوہ گر ہوئیں اور خلق خدا کے ارشاد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔
صوبہ بہار کے حوالے سے خاص طور سے انیسویں صدی کے اوائل اور بیسویں
صدی کے اوخر تک کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو علوم و فنون کی کئی عظیم شخصیتوں
کے اسم مظفر پور کی پیشانی پر چکتے دیکھنے نظر آتے ہیں۔

اس تاریخی سرزین کے آب و گل سے علم و فن اور معرفت و روحانیت کی جو عقری
شخصیتیں عالم وجود میں آئیں ان میں ایک اہم نام شیخ المشائخ، قطب وقت، پیر طریقت
سرکار شاہ حاجی تنقیح علی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہوں نے مظفر پور کی ایک دور افadaہ زمین پر
بیٹھ کر رشد و ہدایت کی ایسی شمع روشن کی جس کی روشنی نے خطہ بہاری نہیں بلکہ ملک کے
اطراف و جوانب میں پھیلی بے دینی اور بے راہ روی کی ظلمتوں کو کافر کر دیا۔

علم و فن اور تصوف و روحانیت کے میدان میں مظفر پور کے نام کو بام عروج تک
پہنچانے میں مرکزی کردار ادا کرنے والوں میں ایک نام مفتی اعظم کان پور حضرت علامہ
مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی ہے جنہوں نے ایک طویل مدت تک علم
و فن کی آبیاری کی، کان پور کی سرزین پر مندرجہ واقعہ کو و نقیب خوشی، سیکڑوں لاٹن

کہ آپ کے پاس کتب کی کتابیں اور کاپیاں خریدنے کے پیسے نہیں ہوتے تھے، بانس کے کنڈے کا قلم خود ہی بناتے اور سیاہی کے لیے چاول کو جلا کر پیس لیتے اور اس سے سیاہی بنانے کا کام لیتے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنے گاؤں سے تقریباً تین کلو میٹر دور قصبه پارو کے ایک ادارے میں داخل فرمایا۔ آپ پوری پابندی کے ساتھ روزانہ تین کیلو میٹر کا پیس دل سفر کر کے تعلیم حاصل کرنے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ عہد طفیل ہی سے حصول علم کا شوق رکھتے تھے، اسی لیے ہر موسم میں صحیح وقت پر مدرسہ تشریف لے جاتے، آپ کونہ تو سردی کی فکر ہوتی اور نہ گرمی کا خیال، بس ایک دھن تھی، جو کشاں کشاں آپ کو مدرسہ کی طرف کھینچ لے جاتی تھی۔ اساتذہ کے دیے ہوئے اس باق کو پوری مستعدی کے ساتھ یاد کرتے اور بلا ناغہ سبق سنایا کرتے، ان سب کی وجہ سے آپ اپنے مدرسے میں ایک سعادت مند اور ذہین طالب علم کی حیثیت سے معروف تھے، ہم درس ساتھیوں کے علاوہ اساتذہ بھی آپ سے محبت کرتے اور آپ کی سعادت مندی کی وفاداری کرتے تھے۔ غرض کہ عہد طفیل ہی سے آثار بزرگ آپ کی مبارک پیشانی سے ہو یاد تھی۔

بالا سے سرش زہوش مندی می تافت ستارہ بلندی

دورانِ تعلیم کا ایک عجیب واقعہ

میرے والد ماجد حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین صاحب قبلہ جو حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ کے فیض یافتہ اور معتمدین میں ہیں، آپ کے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جسے خود حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان سے بیان فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارشیں ہمیشہ مجھ پر ہوتی رہی ہیں، ہر حال میں اللہ تعالیٰ نے میری نصرت و حفاظت فرمائی ہے، بات ان دونوں کی ہے، جب

بعد آپ کے نانا کے دولت کدے پر ایک بزرگ صورت شخص سفید لباس میں ملبوس گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، انہیں وہاں کے لوگوں نے اس علاقے میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، شکل و صورت سے خدار سیدہ معلوم ہوتے تھے، بارعہ چہرہ، کشادہ پیشانی اور بڑی وجہت کے حامل تھے۔ انہوں نے آپ کے نانیہاں کے لوگوں سے فرمایا کہ اب سے چند دن قبل جو بچہ آپ کے گھر میں تولد ہوا ہے، مجھے بھی اس کی زیارت کرائی جائے۔ بچان کی گود میں دیا گیا، انہوں نے بچے کی پیشانی کو بوسدیا، دعا میں دیں اور ارشاد فرمایا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر بہت با کمال اور اپنے وقت کا عالم با عمل اور ولی کامل ہو گا، دنیا اس سے فیض حاصل کرے گی۔

اس اجنبی بزرگ کی یہ بشارت حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی، حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان نہ صرف یہ کہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین ہوئے بلکہ معرفت و روحانیت کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ ان کی ذات والاصفات سے دین متنیں کے عظیم کارنا مے انجام پائے۔ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف اور شعرو و شاعری کے میدانوں میں آپ نے بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں جس کی تفصیل ہم انشاء اللہ آئندہ صفحات میں سپر در قرطاس کریں گے۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم اپنے دولت خانہ پر ہی حاصل کی۔ ان دونوں آپ کے آبائی گاؤں ہر پور رتوارہ میں کوئی تعلیمی ادارہ نہیں تھا اور نہ تعلیم و تربیت کا کوئی دوسرا معقول انتظام تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادے خلف رشید پیر طریقت حضرت مولانا شاہ شہاب الدین صاحب قبلہ زیب سجادہ خانقاہ تیغیہ علاسیہ، چکنا شریف فرماتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد یعنی میرے جدا مجد کا کم سنی میں ہی وصال ہو گیا، جس کی وجہ سے آپ مالی نگ دستی اور مملوک الہائی کے شکار ہو گئے، غربت کا یہ عالم تھا

رشته ازدواج اور اولاد

آپ کا نکاح پارو محبولیا کے جناب محمد خلیل صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، آپ کی زوجہ محترمہ ایک پاک باز، سعادت مند صابرہ، شاکرہ اور دین دار خاتون تھیں۔ شادی کے بعد تقریباً ۷ سال تک آپ کے گھر بچے کی ولادت نہیں ہوئی، آپ نے کئی بار حصول اولاد کی دعا کے لیے اپنے مرشد کریم شیخ الشانح حضرت حاجی شاہ محمد تقی علی رحمۃ اللہ علیہ سے گزارش کرنے کا رادہ فرمایا، لیکن عرض مدعانہیں کر سکے۔ آپ کے پیر و مرشد اپنے وقت کے خدار سیدہ اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، آپ کی کیفیت قبلی ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی۔ ایک موقع پر آپ سے فرمایا کہ با بوعلاء الدین! اگر کوئی حاجت ہو تو میرے شیخ حضرت صوفی شاہ مولانا علی گنجوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ضرور عرض کرنا، اس بارگاہ عالیہ کے توسط سے تمہاری مراد پوری کی جائے گی۔ شیخ کے اشارے کے مطابق آپ علی گنج حضرت صوفی شاہ مولا علی گنجوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ آستان بوسی کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، دورانِ دعا آپ کے ہاتھ میں کہیں سے کاغذ کا ایک ٹکڑا اڑ کر آیا، جس میں لکھا تھا، ایک مذکر چار مونث، گویا اس میں اولاد نہیں سے ایک اور چار صاحبزادیوں کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ شیخ کی نظر کرم اور حضرت صوفی شاہ مولانا علی گنجوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک صاحبزادہ اور چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

عادات و خصائص

آپ پاکیزہ سیرت و کردار، عدل و کرم، حسن اخلاق، ایقائے عہد، حق گوئی و بے با کی، چھپوٹوں پر شفقت، بڑوں کی تعظیم و تو قیر اور مکسر المزاجی وغیرہ اوصاف حمیدہ کے

میں اپنے گھر سے دور پار و قصبه کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے جایا کرتا تھا، وہاں کے اساتذہ مجھ پر بے حد شفقت فرمایا کرتے تھے، میں ہمیشہ مدرسے کے طلباء میں ممتاز رہتا، میں حصول علم میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا، جو اس باقی مجھے دیے جاتے انہیں یاد کر لیتا، میری اس عادت سے اساتذہ خوش ہوتے اور مجھے شabaشی دیا کرتے تھے، میں اپنے تمام اساتذہ کا منظور نظر تھا۔ البتہ ایک بار مدرسے میں ایک نئے مولوی صاحب کا تقرر ہوا، میں جب بھی ان کے پاس سبق سنانے جاتا تو سبق بھول جاتا اور بڑی کوششوں کے بعد بھی سبق نہیں سنایا تا حالاں کہ وہی سبق دوسرے کو سناتا تو صحیح صحیح سنادیتا، یہ ایک عجیب اور پریشان کن بات تھی، میں اس معجمی کو سمجھنے سے قاصر تھا، اسی ادھیڑ بن میں چند روز گزر گئے اور میری پریشانی کا حل اس وقت نکل آیا، جب چند دنوں بعد معلوم ہوا کہ یہ مولوی صاحب جماعت اہل سنت سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ان کا تعلق بدمند ہبou سے تھا۔ اب مجھے سمجھ میں آیا کہ اچھی طرح یاد کیا ہوا سبق اسی بدمند ہب کی خوست کی وجہ سے بھول جایا کرتا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے اس بدمند ہب کی شاگردی سے بچایا اور میری حفاظت فرمائی، اور ہمارے اوپر کسی طرح سے بدمند ہب کا سایہ نہیں پڑنے دیا۔ ذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔

آپ ذہین و فطین ہونے کے ساتھ بہت خوش خط بھی تھے۔ عربی، اردو اور فارسی رسم الخط میں خوب صورت خطاطی فرماتے تھے، آپ کی تحریروں کے جو نمونے موجود ہیں انہیں دیکھ کر آپ کی اس خوبی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آپ نے متعدد اساتذہ سے کسب فیض کیا، خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا سید محمد نذیر الحسن قادری تینی صاحب قبلہ در بھنگوی سے آپ نے ایک زمانے تک تحصیل علم فرمایا۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کی مکمل ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ نے بھائی اور ہر طرح سے انہیں سجائے سنوارنے کی کوشش کی، آپ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد دین میں خدمت میں مصروف ہو گئے۔

مہماںوں کا خوب بڑھ کر اعجاز و اکرام فرمایا کرتے اور شاندار رضیافت کا اہتمام بھی کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر کوئی پریشان حال اپنی پریشانی لے کر آتا اور کھانے کا وقت ہوتا تو اسے اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔

آپ کی بلند اخلاقی اور اعلیٰ طبیعت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ جب اپنے دولت کدے پر تشریف فرمائے تو گاؤں کے معززین عشاکے بعد دیرات تک آپ کی بارگاہ میں حاضر رہا کرتے اور آپ سے نیاز حاصل کیا کرتے تھے اور اس وقت تک آپ کی مجلس سے کوئی نہیں اٹھتا جب تک از خود آپ مجلس کو برخاست نہیں کر دیا کرتے تھے۔

غنو و رُگز آپ کی عظیم خصلت تھی، اپنی ذات کے لیے کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوتے، اگر کسی کی جانب سے آپ کو تکلیف پہنچتی تو بجائے ناراض ہونے کہ آپ اسے فوراً معاف فرمادیا کرتے تھے۔

آپ بچوں پر حد درجہ شفقت و مہربانی فرمایا کرتے تھے، بتایا جاتا ہے کہ آپ کی جیب میں اکثر چاکلیٹ وغیرہ ہوتی جو بچہ آپ کی بارگاہ میں پھونک وغیرہ ڈلوانے کے لیے آتا تو دم فرمانے کے علاوہ اپنی جیب مبارک سے چاکلیٹ بھی نکال کر دیتے تھے۔

آپ کم خوراک ہونے کے ساتھ سادہ سادہ خوراک بھی تھے، آپ کی پسندیدہ غذا موونگ کی دال اور روٹی ہوا کرتی تھی۔

بیعت و ارادت

آپ شیخ المشائخ سرکار سرکار کا نبی کے پیر بھائی حضرت پیر شاہ غلام رسول آبادانی علیہ الرحمۃ والرضوان سے کم سنی ہی میں مرید ہو گئے تھے۔ پیر شاہ غلام رسول علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے ایک خدار سیدہ بزرگ اور با فیض ولی کامل تھے۔ آپ کا مزار پر انوار ضلع مظفر پور پوسٹ ریپورٹ کے گورنی گاؤں بستی میں مرجع خلائق ہے۔ شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ جب آپ سے مرید ہوئے تو اس وقت ان کی عمر بہت زیادہ نہ تھی، بچپن کا زمانہ تھا

حامل تھے۔

ہر طرح کے تکلف، تصنع، اور ریا و سمعہ سے پاک و صاف تھے بالکل سادہ مزانج اور سادگی کو پسند کرنے والے۔

غورو رکبر سے حد درجہ اجتناب فرمایا کرتے تھے، آپ کی بولی میں عنایت درجہ شیرینی اور حلاوت ہوا کرتی تھی، یہی وجہ ہے کہ جو بھی آپ سے ایک بار ملتا آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔

آپ خوش رو، خوش خو ہونے کے ساتھ ساتھ بارع ب شخصیت کے مالک تھے۔ چنانچہ آپ کی ظرافت طبعی کا تذکرہ کرتے ہوئے استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی دام ظلہ بیان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ایک صاحب اپنی نومولو دینچی کے نام کے لیے آپ کی خدمت بابر کت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اکبری اور سروری نام کے وزن پر کوئی نام بتا دیا جائے، آپ نے کچھ نام بتائے مثلاً نوری، اصغری، آخرتی مگر سارے ناموں کے بارے میں اس نے بتایا کہ مذکورہ ناموں میں سے کچھ میری بچپوں کے ہیں تو کچھ حن اندان کی دیگر بچپوں کے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اب میرے ذخیرہ الفاظ میں صرف دونام بچے ہیں جنوری اور فروری، آپ کی اس ظرافت پر سارے اہل محفل تبسم ریز ہو گئے۔

علم دوستی اور علمانو ازی آپ کا خاص وصف تھا، چوں کہ آپ خود بھی ایک جید عالم تھے، لہذا علم اور علمانو ازی کا کوئی موقع فروگذشت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ عالم دوستی اور علمانو ازی کے حوالے سے آپ پورے علاقے میں مشہور و معروف تھے، بلکہ حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ آپ کے وصال کے ساتھ ہی اس دیار سے علم دوستی اور علمانو ازی کا خاتمہ ہو گیا، اہل سنت و جماعت کے کبار علمائے کرام سے رابطہ و تعلق آپ کی علم دوستی اور علمانو ازی کی بین دلیل ہے۔

آپ کی خدمت میں رہنے والے حضرات کا بیان ہے کہ حضور شاہ طالب القادری

مختصر حالات سر کار سر کا نبی قدس سرہ

مدوح گرامی حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے مرشد و مربی حضور شیخ المشائخ سر کار تیغ علی شاہ علیہ الرحمة والرضوان ہیں۔ جن کی بابرکت ذات فانی اللہ و فانی الرسول کے مرتبے پر فائز تھی جو اپنے عصر کے شیخ المشائخ، ولی کامل اور مرشد بر حق تھے۔ یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمة والرضوان نے جس بارگاہ عالیٰ جاہ سے اکتساب فیض کیا اور روحانیت و طریقت کے رموز و اسرار سے واقفیت حاصل کی، یعنی شیخ المشائخ حضرت سر کار تیغ علی شاہ علیہ الرحمة والرضوان کے حالات طیبات بطور اجمال پیش کیے جائیں۔

سر کار تیغ علی شاہ کی ولادت با سعادت میں میں مقام گوریارا ضلع مظفر پور میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ عالیہ ملکتہ سے فارسی کی تعلیم حاصل کی ابھی آپ حصول تعلیم میں مصروف تھے کہ آپ کے والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے آپ سلسہ تعلیم منقطع کر کے گھر واپس آگئے، گھر پر کھیتی باڑی کرتے رہے، پھر کچھ دنوں کے بعد تلاش معاش کے سلسلے میں ملکتہ گئے، اور ملکتہ ہی میں آپ کی ملاقات مرشد برحق حضرت شیخ شاہ عبدالسمیع منوگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی، ان کی پروفتار شخصیت سے متاثر ہو کر آپ ان سے وابستہ ہو گئے، یہاں سے روحانی تعلیم و تربیت کا سلسہ شروع ہوا، پھر شیخ عبدالسمیع منوگیری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ ہی کے حکم سے برادر طریقت حضرت مولانا علی لعل گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سفر معرفت و طریقت توکیل تک پہنچایا۔

آپ کو اجازت و خلافت حضرت مولانا علی لعل گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت صوفی شاہ حکیم سید جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ٹھوٹھوڑی ریف حاجی پور (ویشانی) سے

مگر کہا جاتا ہے کہ شاہ غلام رسول علیہ الرحمہ نے آپ پر ایک خصوصی نظر کرم ڈالی اور سینے سے لگایا، گویا یہ آخری ملاقات ہوا اور آج اس ملاقات میں کبھی آنکھوں سے تو کبھی سینے سے لگا کر معرفت و روحانیت کے بیش بہا خزانوں سے مالا مال کر دینا چاہتے ہوں اور کیوں نہ ہو کہ آج شاہ غلام رسول علیہ الرحمہ کے پیش نظر کوئی عام بچہ نہیں میں بلکہ مستقبل قریب کا ایک عظیم داعی و مبلغ اور با فیض ولی تھا، چنانچہ چند دنوں کے بعد ہی حضرت شاہ غلام رسول علیہ الرحمہ کا وصال ہو جاتا ہے، باس ہم آج ایک بچا پنے ایک چھوٹے مرید کو بس ایک نظر کرم سے سلوک و معرفت کی تمام وادیوں سے گزار دینا چاہتا ہو۔
بہر کیف! پیر کی جس نظر کرم سے آپ طالب بنے تھے اب اس طالب صادق کو ایک ایسے مرشد و مربی کی تلاش تھی جو معرفت و روحانیت کا گنج گراں مایہ رکھتا ہو اور نہ صرف رکھتا ہی ہو بلکہ اس دولت لا زوال سے مالا مال بھی کرتا ہو یعنی حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی نظر طلب شیخ المشائخ، فرید عصر حضرت الحاج الشاہ تیغ علیہ الرحمة والرضوان کی ذات پر لگی۔ سر کار سر کا نبی سے آپ کی پہلی ملاقات کب اور کیسے ہوئی؟ وہ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

سر دست شیخ المشائخ سر کار سر کا نبی حضرت تیغ علی شاہ علیہ الرحمہ کے مختصر احوال قلم بند کیے جاتے ہیں تاکہ قارئین کو بخوبی پہنچیں جل سکے کہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے خصوصی طور پر جس شخصیت سے اکتساب فیض کیا اور جس بارگاہ کرم سے خلافت و اجازت سے نوازے گئے، وہ اپنے عہد کے ایک بے مثل اور حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز سے مالا مال ولی ہی نہیں بلکہ ولی گر بھی تھے۔

آپ کے عہد طفیل سے آپ کی پیشانی پر بزرگی کے آثار نمایاں تھے، چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے ابتدائی حالات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا کہ وہ میری گود سے اتر کر کسی اندر ہیرے مکان کے گوشے میں دوز انبو بیٹھ جاتے اور انگلیوں پر کچھ گنتے رہتے، کبھی آسمان کی طرف انگلیوں کا اشارہ کرتے، اور بھی راتوں کو جب مجھے نیند آ جاتی تو میرے پہلو سے اٹھ کر پائیتی کی طرف بیٹھ جاتے اور میرے پاؤں کے تلوؤں سے ہاتھ مس کر کے اپنے چہرے پر ملا کرتے، یہاں تک کہ میری آنکھ کھل جاتی۔ فرماتی ہیں: کہ اپنے بچے کے عجیب و غریب حالات دیکھ کر مجھے بڑی فکر ہوتی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں یہ عظیم نعمت کھو بیٹھوں۔ پھر آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر کر تخدیث نعمت کے طور پر فرماتی ہیں: کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میری کو کہ سے ایک ہونہار (کامل) ولی پیدا کیا۔ (انوار قادری)

حضرت سرکار سرکار نبی کا دور طالب علمی ہو یا عہد شباب یا پھر منصب تبلیغ و ارشاد پر تمکن کا زمانہ، ہر جگہ آپ کی جاں فضانی اور محنت و مشقت کے ایسے نقوش ثبت ہیں جن سے ہدایت و رہنمائی کافیضان آج بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ دور طالب علمی میں آپ نے نہ صرف علوم ظاہری کے حصول کے لیے محنت و مشقت کی، بلکہ علوم باطنی و روحانی کے لیے بھی کوشش رہے۔ چنانچہ آپ کے استاذ نے آپ کو اور آپ کی پوری جماعت کو ایک اردو جملہ کو فارسی میں تبدیل کرنے کے لیے دیا: ڈھنڈ و را شہر میں لڑ کا بغسل میں۔ طلبہ نے اپنی اپنی استعداد اور فن کے مطابق اس کی فارسی بنائی، مگر سرکار تبغیح علی شاہ نے اس کا ترجمہ فرمایا اور خوب فرمایا، خدا نزد استمی جو یہ بصرہ۔ آپ کے استاذ نے جب آپ کی کاپی پر نگاہ ڈالی اور اس جملہ کا یہ محققانہ ترجمہ ملاحظہ فرمایا تو فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور فرمایا کہ بلاشبہ یہ ہونہار لڑ کا مستقبل قریب میں یکتاںے روزگار اور دنائے اسرار ہو گا۔ کیوں کہ جو فارسی ترجمہ آپ نے کیا تھا وہ مخفی اردو جملے کا فارسی ترجمہ ہی نہ تھا

بلکہ وہ آپ کے واردات قلب کی تربجاتی بھی تھی۔

بانیس سال کے مسلسل جدوجہد کے بعد جب مقامات سلوک اور روحانی مدارج کی تکمیل ہو گئی تو شیخ طریقت عارف زمانہ حضرت شاہ مولانا علی العلی گنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیران سلاسل کے اشارے پر بتارنخ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۴۳۶ھ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ سمعیح احمد صاحب مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر مجمع عام میں اپنے دست مبارک سے آپ کے سر پر دستار خلافت باندھی، اور آپ کا ہاتھ کپڑے ہوئے مزار مبارک کے پاس لے گئے اور عرض کیا:

”لیجیے جو حضور کا حکم تھا اس کی تعمیل کر کے حاضر خدمت کر دیا، اب آگے سرکار کو اختیار ہے،“ (انوار قادری: ۲۹)

دوسرے سال جب حضرت سرکار تبغیح علی شاہ خان پور اپنے مرشد برحق کے عرس میں حاضر ہوئے تو رات کو بعد اختتام مجلس پیر و مرشد کے مزار پر مراقب ہوئے تھوڑی دیر کے بعد یہ مکاشفہ ہوا کہ مزار مبارک کھلا ہوا ہے اور سرکار اقدس (حضرت سمعیح احمد صاحب مونگیری) مسکراتے ہوئے بہت سارے چھوٹے بڑے صندوق آپ کو مرمت فرمائے ہیں، اور یہ ارشاد فرمائے ہیں کہ میاں جی! یہ سب میں تمہیں دیتا ہوں۔

عرفان و ایقان کی یہی وہ عظیم ولازوں دوست تھی جو ساری زندگی شیخ المشائخ کی بارگاہ کرم سے تقسیم ہوتی رہی اور اب ان کے جنت نشان آستانے کی چوکھت سے یہ صدقہ بٹ رہا ہے۔

مندار شاد پر جلوہ گر ہونے کے بعد مشرقی ہندستان میں آپ کی ولایت و بزرگی کا شہرہ ہو گیا۔

آپ کی دعوت و تبلیغ اور مسامعی جیلde کے تذکرے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جدھر سے گزرتے پر و انوں کی بھیڑ لگ جاتی، نگاہ پڑتے ہی دلوں کا نقشہ بدل جاتا، آن کی آن میں روح کی کثافت دور ہو جاتی، جو حلقة غلامی میں داخل ہو جاتا اس کی زندگی

تھا، جس کی وجہ سے معاشر مصالح کا سامنا تھا، بدقت تمام آپ کی تعلیم کا بندوبست آپ کی والدہ ماجدہ کیا کرتی تھیں، حصول تعلیم کے بعد آپ پاروپکھری میں کتابت کے کام پر مامور ہو گئے، اس سے جو بھی آمدی ہوتی، گھر کے اخراجات پورے ہوتے۔

ایک روز پاروپکھری میں آپ اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے، اسی درمیان سامنے سڑک پر نگاہ پڑی، تو دیکھا کہ ایک نورانی شخصیت سواری پر چند مریدین کے جھرمٹ میں جلوہ فرما سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہی ہے، یہ شخصیت اس قدر با وقت اور با تمکنت تھی کہ آپ انہیں دیکھتے رہ گئے، کشادہ پیشانی، نورانی چہرہ، پُرکشش آنکھیں، باوقار انداز، گویا ایک خدار سیدہ شخصیت کے جملہ اوصاف آپ کے اندر موجود تھے۔ آپ کی نظر جیسے ہی صدق و صفا کے اس پیکر مجسم پر پڑی محو بے خود ہو گئے، مریدوں کے جلو میں گزرنے والی اس شخصیت نے بھی اک نگاہ ان پر ڈالی، نگاہوں کا تصادم ہوا، بس کیا تھا، دل کی دنیابدل گئی، قلم ہاتھ سے کب گرا، احساس ہی نہیں رہا، جب تک قافلہ نظر آتا رہا، ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔

یہ پُرکشش شخصیت شیخ المشائخ حضرت سرکار شاہ تریغ علی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جو اس وقت اپنے چند مریدین کے ساتھ چتر پی گھصہ پاروایک دعوت میں تشریف لے جا رہے تھے۔

اب کیا تھا آپ کے دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی، نہ آپ کا کتابت میں دل لگ رہا تھا، اور نہ ہی اور کسی کام میں طبیعت جنمی تھی، بس ایک ہی دھن تھی کہ کیسے اور کتنی جبلدی اس عظیم شخصیت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سکون دل حاصل کریں۔ آپ نے اگلے روز کچھری نہ جا کر سائکل اٹھائی اور سیدھے سرکا نہی شریف کے لیے روانہ ہو گئے، راستے بھر آپ کی کیا کیفیت رہی ہوگی، اس کو کوئی طالب صادق ہی محسوس کر سکتا ہے، کہ جب مطلوب و مقصود سے وصال کی گھڑیاں قریب ہوتی ہیں تو دلوں کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔

چنانچہ شیخ المشائخ سرکار تریغ علی شاہ علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، سلام و قدم بوی کے بعد ایک گوشے میں نیازمندانہ انداز میں بیٹھ گئے، سرکار سرکا نہی کی نگاہ ولایت

کے صحیح و شام شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھل جاتے، آپ نے خلق خدا کے رشد و بہادیت کا جو عظیم فریضہ انجام دیا اس کی مثال دور دور تک نہیں ملتی، آپ کا حلقہ جو آپ کی تبلیغ کا مرکز تھا دینی تعلیم سے دور جہالت و گمراہی میں ڈوبا ہوا تھا، اکثر لوگ دین سے غافل اور خرافات میں مشغول تھے، ان کے رشد و بہادیت کے لیے کوئی ایسا شیخ کامل نہیں تھا جو اپنے روحانی فیوض و برکات سے ان کے دل کی دنیابدل ڈالے، یہ پورا علاقہ گویا تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، ان کی بے بی کا عالم یہ تھا کہ کوئی پیر صاحب آتے اور ان کی چھری پر دم کر کے تشریف لے جاتے، اور پھر سال بھر تک اُسی چھری سے جانور حلال کیے جاتے تھے۔ ایسے ماہول میں آپ نے تبلیغ و ارشاد کی ایک عظیم تحریک چلائی، آپ کی مسلسل جدو جہد اور روحانی فیوض و برکات سے جہالت کی تاریکی چھٹی اور دینی ماہول پیدا ہوا، لوگ دین سے قریب ہوئے، حق و باطل اور بہادیت و گمراہی میں امتیاز پیدا ہوا، آج اس پورے علاقے میں دین و سنت کی جو بہاریں ہیں وہ یقیناً آپ ہی کی مسائی جمیلہ کی مر ہوں منت ہیں۔

سرکار سرکا نہی سے پہلی ملاقات

گزشتہ صفحات میں حضرت شاہ طالب القادری کے مرشد طریقت حضرت شاہ سرکار تریغ علی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و روحانی شخصیت کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت سرکار تریغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی شخصیت اپنے اندر اس قدر جاذبیت اور کشش رکھتی تھی کہ جو بھی آپ کو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا، مددوح مکرم حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ بھی پہلی ہی زیارت میں آپ کے بندہ بے دام ہو گئے، پھر پہلی زیارت نے آپ کے اندر جو کیفیت پیدا کی اس کی سحر انگیزی سے آپ کبھی بے نیاز نہیں ہو سکے۔

حضرت شاہ طالب القادری کی ہر دسالی ہی میں آپ کے والدگرامی کا انتقال ہو گیا

کات سے بہرہ ور ہوئی، گویا سرکار سرکار نبی کے بھرنا پیدا کنار سے آپ نے پوری سخاوت کے ساتھ روحانی فیوض و برکات تقسیم کیے۔

اجازت و خلافت

حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ کے گونا گوں خصائص و مکالات کو دیکھ کر، چار سال کی تربیت، چله، وظیفہ اور ذکر قلبی کے بعد شیخ المشائخ سرکار سرکار نبی حضرت شاہ تنغ علی علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو خلافت طریقت سے نواز، ویسے تو حضرت سرکار شاہ تنغ علی رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً چھتیس خلافا ہیں، لیکن سرکار سرکار نبی نے جن خلفا پر خصوصی نوازشات فرمائیں اور ان پر مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا، ان میں ایک نام حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے، حضرت سرکار شاہ تنغ علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ کے علم عمل پر کامل اعتماد فرمایا کرتے تھے، جب کبھی بد عقیدوں سے مناظرہ کرنا ہوتا یا علماء کے کرام کو اپنی خانقاہ پر مدعا فرمانا چاہتے تو سرکار سرکار نبی علیہ الرحمۃ کی نظر ان تھاب بر جست شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ پر ہی پڑتی تھی۔

نور اللہ پور بنگرا کے جناب صوفی عبدالعزیز صاحب، حضرت مولانا صوفی شاہ سید شعیب صادق صاحب قبلہ بیلسیر اور خصوصیت کے ساتھ حضرت مفتی حامد القادری صاحب قبلہ تھتیاں شریف وغیرہ کا بیان ہے کہ اس وقت مشہور تھا کہ حضرت سرکار سرکار نبی کے خلاف میں تین حضرات جلیل القدر عالم ہیں، ان تین میں سے ایک اہم شخصیت حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تھی۔ چنانچہ بد مذہبوں سے مناظرہ کرنا ہو یا مخالف میلا دو غیرہم میں نعمت و منقبت کے علاوہ تقدیر کرنا ہوتی یا پھر کسی بڑے عالم و خطیب کو اپنی خانقاہ میں بلا نا ہوتا یا اس قسم کی جو بھی دینی و علمی خدمات ہوتیں خصوصیت کے ساتھ اس وقت یہ ساری خدمات سرکار سرکار نبی علیہ الرحمۃ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کے سپرد فرمایا کرتے تھے۔

جانشی تھی کہ آنے والا کون ہے اور کس مقصد سے آیا ہے، انہوں نے شاہ طالب القادری سے برجستہ فرمایا کہ مولانا! آپ کچھری میں کام نہ کریں، آپ نے عرض کیا کہ میں جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوا تھا، اسی وقت میں نے دل میں ارادہ کر لیا تھا کہ اب کچھری میں کتابت کا کام نہیں کروں گا، بلکہ اب تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضور کی ہی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ گویا پہلی ہی ملاقات میں آپ شیخ المشائخ سرکار سرکار نبی کی بارگاہ کرم میں سرپا مدد عابن کریوں عرض گزار تھے:

میری عرض تمنا بھی عجب عرض تمنا ہے
تمہیں سے مانگتا ہوں اور تمہیں کو مانگتا ہوں میں
سرکار سرکار نبی مسکرائے اور آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: ”اب آپ کو کہیں
جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“

نور اللہ پور بنگرا میں قیام

پھر آپ کو نور اللہ پور بنگرا جو سرکار نبی شریف سے متصل ہے، دینی خدمات پر مامور فرماتے ہوئے وہاں کی درس و امامت کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی، اور ارشاد فرمایا کہ آپ روزانہ میرے پاس آیا کریں، میں آپ کو معرفت و روحا نیت کا درس دیا کروں گا۔ نور اللہ پور بنگرا کے جناب صوفی عبدالعزیز صاحب جو شاہ طالب القادری کے معتمدین میں ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ روزانہ پنج وقتہ نماز کے بعد سرکار سرکار نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے، یہ سلسلہ تقریباً چار سال تک قائم رہا، ان چار سالوں میں پنج وقتہ نماز کے بعد روزانہ اپنے مرشد برحق کی بارگاہ ولایت میں حاضر ہو کر اپنے مرشد برحق کی خصوصی نگاہ ولایت سے فیضیاب ہوئے اور معرفت و روحا نیت کے ایسے گنج گراں مایہ حاصل کیے کہ جس سے آپ نے نہ جانے کتنے دلوں کی دنیا بدل ڈالی، کتنے ویران دلوں کو آباد کیا، خلق خدا کی ایک بڑی جماعت آپ کے فیوض و بر

علی شارہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی خانقاہ میں محفل میلاد شریف منعقد کرتے اور نعمت شریف بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار کو بڑے ذوق و شوق سے سنائے تھے۔ گویا کہ نعمت شریف کے اشعار میں آپ کے لیے روحاںی غذا ہوا کرتی تھی، اپنے مرشد کریم کے لیے اس روحاںی غذا کی فراہمی کی سعادت بھی بالعموم حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے حصے میں آتی تھی، چون کہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ ایک مستند اور باکمال خطیب و شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ خوش آواز بھی تھے، بلکہ بتانے والوں نے بتایا کہ آپ کی آواز میں حد درجہ سوز و گداز ہوا کرتا تھا، آپ جب اپنے پر دردلب و لبجھ میں نعمت شریف پڑھتے تھے تو ایک عجیب سماں بندھ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ مظاہر قطب الانام المعروف بہ انوار قادری ص: ۵۰ پر خود حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کا بیان منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت سرکار قبلہ قدس سرہ العزیز شجاول پور برادر طریقت محمد عباس صاحب کے یہاں تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ہمراہ تھا، بروز جمعہ بعد نماز جمعہ آپ نے مسجد میں لوگوں کو ٹھہرالیا، اور مجھے حکم فرمایا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ نعمت شریف پڑھو۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جب راہ چل دیے ہیں کوچے باد دیے ہیں

دست بستہ کھڑے ہو کر میں نے تعییل حکم کی، اور اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی مذکورہ نعمت شریف پڑھی۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر اسی طرح کا ایک اور واقعہ مذکور ہے جس سے آپ پر مرشد برحق کی توجہ خاص کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخالف میلاد میں حضرت تنقیح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے، اس کے علاوہ آپ کے پر درد لبجھ سے آپ کے مرشد برحق کے ساتھ ساتھ محفل میں کس طرح سماں بندھ جایا کرتا تھا۔ ”ایک بار آپ برادر طریقت ہمت علی ولادت حسین صاحبان کی دعوت پر موجود

چنانچہ ایک دفعہ سرکار محدث اعظم ہند مظفر پور شہر میں کسی پروگرام میں تشریف لائے ہوئے تھے، سرکار سرکارہ بھی نے ان کو اپنی خانقاہ میں مدعو کرنا چاہا، اس وقت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی بستی ہر پورتوارہ اپنے دولت کدے پر تشریف فرمائے تھے، سرکار سرکارہ بھی نے اسی وقت اپنے ایک خادم کو آپ کے گاؤں (ہر پورتوارہ) بھیج کر آپ کو بلوایا اور حضرت محدث اعظم ہند کی خدمت میں دعوت پیش کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سرکار محدث اعظم ہند نے دعوت قبول فرمائی اور سرکارہ بھی شریف تشریف فرمائے، بعد نماز عشا جلسے کا آغاز ہوا، پھر جب سرکار محدث اعظم ہند کی تقریر شروع ہوئی تو آپ کی تقریر اصلاح معاشرہ کے حوالے سے عین شباب پر تھی کہ اچانک بارش شروع ہو گئی، حضور محدث اعظم ہند نے آسمان کی جانب اپنارخ کیا اور ارشاد فرمایا، میں خدا کی راہ میں خدا کے لیے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو انہیں منتشر کرتا ہے۔ جناب عزیز میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ فوراً بارش بند ہو گئی اور آپ کی تقریر جس روایتی سے ہو رہی تھی اسی طرح ہوتے ہوئے بحسن و خوبی کمل ہوئی۔

سرکار سرکارہ بھی کی خصوصی نظر کرم

شیخ المشائخ سرکار سرکارہ بھی حضرت تنقیح علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ طالب القادری پر نہ صرف شفیق و مہربان تھے بلکہ آپ کے علم و عمل کی پختگی پر حد درجہ اعتماد بھی فرمایا کرتے تھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں آپ نے پڑھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بد عقیدوں سے مناظرہ کرنا ہوتا، یا علمائے کرام کو سرکارہ بھی شریف اپنی خانقاہ پر مدعو فرمانا چاہتے، تو سرکار سرکارہ بھی علیہ الرحمۃ کی نظر انتخاب بلا تامل حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ پر ہی پڑا کرتی تھی، اسی طرح وعظہ و تبلیغ کے سلسلے میں جب کہیں کسی بستی یا علاقے میں تشریف لے جاتے تو اکثر شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ سرکار تنقیح

تقوی شعاراتی و پرہیزگاری کے معرف ہیں۔ آپ صاحبِ تقویٰ وطہارت، پاکیزہ نفس اور اعلیٰ کردار کے حامل تھے۔ احکامِ شرعیہ پر سختی کے ساتھ موازنی و مداومت رکھتے تھے۔ شریعت و سنت کے اس درجہ پابند تھے کہ ان کی عملی زندگی کو دیکھ کر سلف صالحین کی یادیں تازہ ہو جایا کرتی تھیں۔

چنانچہ ایک دفعہ آپ کسی سفر پر تھے، راستے میں نماز کا وقت ہو گیا، نماز ادا کرنے کی غرض سے آپ سواری سے اترے، آپ کی نظر اپنے کرتے پر پڑی، جس کے کارکا بیٹن ٹوٹ گیا تھا، اور آپ کے سینے کا کچھ حصہ نظر آ رہا تھا، بروقت دوسرا تنظام نہ ہونے کے سبب پہلے بول کے کانٹا سے آپ نے اپنا کھلا ہوا سینہ اور گلاب بند کیا پھر نماز ادا کی۔ آپ نماز کے خوبی پابند تھا اور احباب و مریدین کو بھی سختی کے ساتھ نماز کی پابندی کا حکم دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر آپ کا کوئی مرید اپنی کسی پریشانی کا تذکرہ آپ کی بارگاہ میں کرتا تو آپ فرماتے کہ نماز پڑھتے ہو یا نہیں اگر نہیں پڑھتے ہو تو فوراً نماز پڑھنا شروع کر دو، اللہ چاہے گا تو ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ اتباع شریعت کا جذبہ بیکاراں پروردگار نہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، یہی وجہ ہے کہ ناگزیر سے ناگزیر حالات میں بھی آپ اتباع شریعت سے سرمواحراف نہیں کرتے تھے بلکہ ہر حال میں شریعت و سنت کا بھرپور خیال کرتے۔ حتیٰ کہ حنفی اولی امور کے اتنکا بکوچی ناپسند فرمایا کرتے تھے۔

میرے والدگرامی حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین صاحب قبلہ فرماتے ہیں: مدرسہ احیاء العلوم تھیاں شریف میں جن دنوں حضرت شاہ طالب القادری تشریف فرماتھے۔ میں وہاں تعلیم حاصل کرتا تھا اور حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہا کرتا تھا، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے لیے کسی مسجد میں تشریف لے گئے، لوگوں نے آپ سے امامت کی درخواست کی۔ مگر آپ نے اس مسجد کے امام صاحب کی ہی اقتداء میں نماز ادا کی، اور امامت کے لیے

گوری گانواں (گوریا) تشریف لے گئے، رات کو ہمتِ علی صاحب کے یہاں میلاد شریف تھی، جناب مولوی شاہ محمد علاء الدین صاحب تقریر کے لیے کھڑے ہوئے، اور خطبہ کے بعد نعمت شریف پڑھنے لگے، موصوف نے یہ شعر پڑھا:-

نبی ہمارے اگر حکم دیں اشاروں میں
تو مردے کلمہ طیب پڑھیں مزاروں میں

تو آپ پروجد طاری ہو گیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر دستِ بستہ کھڑے ہو گئے، اس وقت کا کچھ عجیب ہی منظر تھا، آپ کا اٹھ کر کھڑا ہونا تھا کہ سارا مجتمع مکیف ہو گیا، جس کو دیکھیے بجاے خود وجد و کیف میں ڈوبا ہوا نالاں کنالا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انوار و تجلیات کی پھوہاریں پڑھ رہی ہیں اور ساقی کو ترجمہ بکھل میں جلوہ فرمائیں۔

(انور قادری ص: ۳۶)

اس کے علاوہ سرکار سرکا نبی حضرت تنی علی شاہ علیہ الرحمہ کی آپ پر خصوصی توجہات و عنایات کی ایک طویل فہرست ہے، یہ خصوصی توجہات و عنایات کا ثمرہ نہیں تو اور کیا ہے کہ سرکار سرکا نبی کبھی آپ کو ”مناظر“ تو کبھی ”بڑے مولانا“ تو کبھی غایت درجہ شفقت و پیار فرماتے ہوئے ”بابو“ کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔

زہد و تقویٰ اور اتباع شریعت

احکامِ شریعت کی پابندی، زہد و روعِ مومن کامل کی علامت و شناخت ہے اور منازل طریقت تک رسائی کا پہلا زینہ بھی۔ شریعت کے احکام سے بے نیاز ہو کر کوئی بھی شخص طریقت کی راہ کا مسافر نہیں بن سکتا، اس لیے استقامت علی الشریعہ کو ولایت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

یوں تو حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی زندگی کا ہر پہلو نہیات تابندہ و درخششہ ہے مگر جو حضرات آپ کی تقویٰ شعار زندگی سے واقف ہیں وہ آج بھی آپ کی

وفضل کی بارش بر ساکر نہ جانے کتنے پڑھ مردہ گلیوں کو زندگی عطا کی۔ اور آپ کے گلستان علم و حکمت سے خوشہ چینی کرنے والوں میں کئی ایک علم و حکمت اور فلکر و دانش کے نامور عالم و مفتی بنے۔

آپ کی بافیض تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا کیسا زبردست اثر تھا اس سلسلے میں استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب قبلہ دام ظله بانی و سربراہ جامعۃ الخضر اپنی ان تیرہ سالہ زمانہ تدریس جو حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہم کی صحبت و معیت میں آپ ہی کے گلستان علم و حکمت مدرسہ احیاء العلوم تھیاں شریف میں بعہدہ صدارت گزاری، ان تیرہ سالوں کی صحبت و رفاقت کے دوران، انہوں نے آپ کی درس و تدریس کا جو فیض ان آپ کے شاگردوں پر دیکھا، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ غالباً اپنے سلسلہ کے خلافاء تیغیہ میں حضرت علامہ جید القادری کے علاوہ پہلے خلیفہ و مجاز تھے جو مندا آرائے تدریس رہے، فارسی زبان و ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کی فارسی دانی سے حضرت سعدی علیہ الرحمہ کی یادتاوازہ ہوتی بلکہ ایسا محسوس ہوتا کہ آپ نائب سعدی یا بہار کے سعدی ہوں۔ آپ کو فارسی زبان و بیان پر اس قدر عبور و اعتماد تھا کہ حضرت سعدی کو پچھا سعدی کہہ کر یاد کیا کرتے تھے، آپ جہاں اردو زبان و ادب کے ایک کہنہ مشق شاعر تھے، وہیں فارسی زبان ادب کے بھی ایک باکمال شاعر تھے اور بلا تکلف اشعار کہا کرتے تھے، آپ کے تقریباً درجن بھر تھیاں کے وہ شاگرد جو تعلیم کی تکمیل سے قاصر ہے اور گلستان، بوستان وغیرہ آپ سے پڑھ کر معاشی ذمہ داریوں میں مشغول ہو گئے، ان میں آج بھی ایسے ہیں جو ہل چلانے، دکانداری سنن جانے میں گلستان بوستان کے اشعار گنگنا تر رہتے ہیں۔ (مکتوب)

ذکورہ بالا اقتباس سے آپ کی تدریسی خوبیوں کو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ میدان درس و تدریس کے ایک باکمال استاد اور بافیض معلم تھے۔

تینار نہیں ہوئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب آپ اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرے کا رنگ متغیر دیکھا تو عرض کیا کہ حضور کیا بات ہوئی؟ اس پر شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھے نماز کی ادائیگی میں خلاف اولیٰ امور کا ارتکاب بھی سخت ناپسند ہے۔ اور ابھی مغرب کی نماز میں ایک ایسے ہی امر کا ارتکاب ہوا جو مجھے پسند نہیں۔

درج بالا واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ ساتھ خلاف اولیٰ امور کا ارتکاب بھی آپ کو سخت ناگواروناپسند تھا گویا کہ ایک طبیعت تھی جو پورے طور سے شریعت کے قابل میں ڈھلی ہوئی تھی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

درس و تدریس

تعلیم و تعلم اور درس و تدریس ایک بابرکت عمل ہے، اس مبارک عمل میں اپنا قیمتی وقت صرف کرنے والوں کے لیے قرآن و حدیث میں بڑی دلنواز بشارتیں آئیں۔ لیکن اس دشت کی سیاحی کے مشکلات بھی اپنی جگہ مسلم ہیں، کامیاب معلم و مدرس وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے دل میں حد درجہ اخلاص، اپنے فرائض سے آشنا، طلبہ کے روشن مستقبل کی فکر ہو اور جو شخصیت سازی کے ہنر سے پوری طرح مالا مال ہو۔ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ مذکورہ اوصاف سے بدرجہ اتم متصف تھے، ساتھ ہی ایک چیز جو پوری زندگی اس دشت کی سیاحی پر آپ کو مجبور کیے ہوئی تھی وہ آپ کے مرشد طریقت حضرت سرکار سرکار نہیں کا حکم شریف تھا۔ آپ پہلے کچھری میں کتابت کے کام پر مامور تھے، گرحضور شیخ المشائخ سرکار سرکار نہیں سے واہستی کے بعد ان ہی کے حکم سے کتابت کا کام چھوڑ کر درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کے اس مبارک میدان میں قدم رنجھ ہوئے۔

آپ نے اس مبارک سلسلے کا آغاز نور اللہ پور بنگرا سے کیا، پھر متعدد مقامات پر علم

- (۹) حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین نوری صاحب قبلہ رتوارہ چندن
 (۱۰) حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب قبلہ نور اللہ پور بنگرا
 (۱۱) عالی جناب محمد اسلام صاحب قبلہ نور اللہ پور بنگرا

دعوت و تبلیغ

اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کی ترویج و اشاعت امت مسلمہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری ہے، یہی وجہ ہے کہ دعوت و تبلیغ اور امت مسلمہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء، علماء اور صوفیا کا خاص مشغله رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے رشد ہدایت و رہنمائی کیلئے سب سے پہلے اپنے انبیاء کے کرام کو میبووث فرماتا رہا، پھر جب یہ سلسلہ پیارے آقا خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہوا تو امت محمدیہ کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اولیائے کاملین اور علماء ربانیں ہر دور میں ادا کرتے رہے، ان حضرات نے اپنے پاکیزہ کردار و عمل، عمدہ اخلاق، زبان و قلم اور بیعت و ارشاد کے ذریعہ ایسی شاندار دعوت و تبلیغ فرمائی کہ آج بھی پوری شان و شوکت کے ساتھ اسلام کا سورج چمک رہا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کو راہ ہدایت ملتی ہے، کفر و بے دین میں پھنسی ہوئی مخلوق اپنے خالق و مالک سے آشنا ہوتی ہے، ظلم و جر کا خاتمہ ہوتا ہے، عدل و انصاف کی فضای ہمار ہوتی ہے، اسی لیے ہر دور ہر زمانے میں اس کی اہمیت و افادیت مسلم رہی ہے، بلکہ دعوت و تبلیغ کے عنوانات سے متعدد احکامات اور بیش بہا فوائد و ثمرات کا ذکر قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کنتم خیر امۃ اخر جت للناس تأمورون بالمعروف و تنهون عن المنکر۔ (سورہ آل عمران)
 ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلانی کا حکم دیتے

آپ کی پڑھائی ہوئی کتابوں کا یہ حال ہوتا کہ طلبہ کو پوری پوری عبارت زبانی یاد ہو جاتی۔ اور اس طرح سے از بر ہوا کرتی تھی کہ کبھی بھی نہیں بھولتے، آپ اپنی درس گاہ میں مفہوم و مطالب اس قدر پر تاثیر لے لجئے میں بیان فرماتے کہ وہ طلبہ کے دلوں میں نقش کا لمحہ ہو جاتا، آپ کی تدریس کے ساتھ آپ کا علمی و روحانی فیضان بھی طلبہ کو مالا مال کرتا، گویا کہ آپ کی شخصیت درس علم و عمل اور روحانیت کی ایک حسین سماں تھی۔

اسماء تلامذہ

یوں تو آپ نے متعدد مقامات پر درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا، اور اس اعتبار سے آپ کی بارگاہ سے اکتساب علم و فضل کرنے والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ہے۔ مگر خصوصیت کے ساتھ جن حضرات نے آپ کی بارگاہ علم و فضل سے علم و حکمت کا گوہر درخشش حاصل کیا، ان میں آپ کے صاحبزادہ عالی مرتبہ استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین صاحب قبلہ زیب سجادہ خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف کے علاوہ اور بھی کئی نامور ذوات و شخصیات ہیں۔

(۱) حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد عبد الحمید حامد القادری تنہی مصباج صاحب قبلہ زیب سجادہ خانقاہ قادری تھتیاں شریف

(۲) حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب قبلہ تھتیاں شریف

(۳) حضرت مولانا فدا حسین صاحب قبلہ تھتیاں شریف

(۴) حضرت حافظ محمد خلیل صاحب قبلہ تھتیاں شریف

(۵) حضرت مولانا محمد حنفی صاحب قبلہ کویاں، تھتیاں شریف

(۶) حضرت مولانا ابوالخیر تنہی علائی صاحب قبلہ چکنا شریف

(۷) حضرت مولانا سجاد حسین تنہی علائی صاحب قبلہ چکنا شریف

(۸) حضرت مولانا عبد الحمید تنہی علائی صاحب قبلہ چکنا شریف

لیے اس نے ”کعبہ کی حقیقت“، نامی کتاب لکھی جو متعدد باطل نظریات و کفریہ عقائد پر مشتمل تھی، تو آپ نے اس کے مکروہ فریب کو اجاگر کرتے ہوئے اس کے باطل نظریات اور کفریہ عقائد کے تارو پود کی زبردست بخش کنی فرمائی اور بھولی بھالی عوام اہل سنت کے عقائد و معمولات کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے ”اظہار حقیقت“، نامی کتاب تصنیف فرمائی اور پوری جماعت اہل سنت کی جانب سے کفارہ ادا کر دیا، یعنی جماعت اہل سنت کی جانب سے شیع نیازی کی حقیقت کو بے نقاب کیا، اور اس کی مردوذ مانہ کتاب (کعبہ کی حقیقت) کا ونداش تکن جواب تحریر فرما کر ایک زبردست علمی مواد فراہم کیا۔

یونہی لوگوں کو جب دین سے دور اور دینی تعلیمات سے نابدد پایا تو کئی مقامات پر آپ نے مدارس و مکاتب قائم فرمائے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ گاؤں، دیہات اور قصبه جات کا سفر کیا اور ہر ممکن حد تک لوگوں کی صلاح و فلاح اور دعوت و تبلیغ کا مقدس فریضہ انجام دیتے رہے۔

خطاب

دعوت و تبلیغ کا ایک اہم ذریعہ خطاب بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وصف سے بھی مالا مال کیا تھا، عموماً کئی نہیں میں آتا ہے کہ اگر کسی کو تقریر میں مکمال حاصل ہوتا ہے تو وہ تحریر کی دنیا میں زیادہ کامیاب نہیں ہوتا۔ مگر پروردگار عالم نے حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت اور اصلاح امت سے تعبیر تھی۔ چوں کہ آپ حلقة بگوشان سرکار سرکار کا نہیں میں اہم حیثیت کے حامل تھے اسی سبب سے کبھی اپنے مرشد برحق کی ہمراہی میں تو کبھی تہبا پورے علاقے میں دین و سنت کی خدمات انجام دیتے رہے، کبھی تقریر کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل فرماتے تو کئی دفعہ اپنے مرشد برحق سرکار سرکار کا نہیں کی مبارک معیت میں بدمذہبیوں سے بحث و مناظرہ کرتے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ ہم اگلے صفحات میں ذکر کریں گے۔ یونہی جب شیع نیازی کی دریدہ دہنی بڑھی اور اس کی گستاخیوں کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ سیدھی سادی عوام کو گمراہ کرنے کے

ہوا اور برائی سے منع کرتے ہو۔

علامہ آلوی نے روح المعانی میں ایک حدیث نقل فرمائی، سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من خیر النّاس؟ قال امْرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاتْقَاهُمُ اللّٰهُ تعالٰٰي وَأوْصِلُهُمْ لِلرَّحْمَنِ۔

ترجمہ: آقائے کائنات علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے اچھے کون ہیں؟ فرمایا جو سب سے زیادہ بھلائی کا حکم دینے والے ہیں اور سب سے زیادہ برائی سے روکنے والے ہیں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور سب سے زیادہ صلح رحی کرنے والے ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ من امر بالمعروف و نہی عن المنکر فهو خلیفۃ اللہ و خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلیفۃ کتابہ۔

ترجمہ: جس نے بھلائی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو وہ اللہ کا خلیفہ ہے اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور اس کی کتاب کا خلیفہ ہے۔

مذکورہ آیت اور احادیث کریمہ کی روشنی میں جب ہم حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت اور اصلاح امت سے تعبیر تھی۔ چوں کہ آپ حلقة بگوشان سرکار سرکار کا نہیں میں اہم حیثیت کے حامل تھے اسی سبب سے کبھی اپنے مرشد برحق کی ہمراہی میں تو کبھی تہبا پورے علاقے میں دین و سنت کی خدمات انجام دیتے رہے، کبھی تقریر کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل فرماتے تو کئی دفعہ اپنے مرشد برحق سرکار سرکار کا نہیں کی مبارک معیت میں بدمذہبیوں سے بحث و مناظرہ کرتے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ ہم اگلے صفحات میں ذکر کریں گے۔ یونہی جب شیع نیازی کی دریدہ دہنی بڑھی اور اس کی گستاخیوں کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ سیدھی سادی عوام کو گمراہ کرنے کے

آپ کی بات سن کروہ سب کے سب نہایت نادم و شرمندہ ہوئے اور آپ سے معافی طلب کرنے لگے، آپ نے ان سب کو معاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ میرے آنے سے پہلے جو کچھ کہہ رہے تھے آئندہ کسی کے بارے میں ایسی بدگمانی کرنے سے پرہیز کریں اور اس گناہ سے اپنی حفاظت کریں۔ آپ کی اس روشن ضمیری اور ایفاے عہد سے وہ سب کے سب اس قدر متاثر ہوئے کہ توبہ کر کے آپ کے حلقوے ارادت میں داخل ہو گئے۔

مذکورہ واقعہ جہاں آپ کے زبردست ایفاۓ عہد کی خبر دیتا ہے، وہیں آپ کے کشف کی واضح دلیل بھی ہے، نیز اس واقعہ سے آپ کے خلوص ولہیت کا بھی پتہ چلتا ہے، اس کے علاوہ ان لوگوں کے لیے درس عبرت بھی ہے جو بلاوجہ شرعی بد عہدی کرتے نظر آتے ہیں۔

اللہ کے محظوظ بندے کبھی بھی دنیا اور مال دنیا کی حرص و طمع میں مبتلا نہیں ہوتے، ان کے پیش نظر صرف اللہ کی رضا ہوتی ہے، ان کا ہر کام رضاۓ الہی کے لیے ہوتا ہے، دین کی تبلیغ اور احکام شرعی کی ترویج و اشاعت ان کا خاص سُج نظر ہوتا ہے، ان کا خطاب برائے خطابت نہیں ہوتا، وہ محافل میلاد اور جلسوں میں صرف اس غرض سے شرکت کرتے ہیں کہ ان مجالس کے توسط سے اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اللہ کے محظوظ بندے تھے، ان کا ہر عمل بنی بر اخلاص ہوا کرتا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر سختی سے عامل تھے، پھر ان سے بد عہدی اور وعدہ خلافی کا تصور کس طرح کیا جاسکتا تھا، اس طرح کا خیال اگر کسی دنیا دار اور پیشہ ور خطیب کے تعلق سے کیا جائے تو درست ہے۔

آن ہماری جماعت کے خطبا کو حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس طرزِ عمل سے درس عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ بعض خطبا ایسے ہیں جنکے ناگفتہ بہ حالات اور ان کی حرص و طمع کو دیکھ کر اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ کسی دین کے داعی و مبلغ اور

اخلاص و ہمدردی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ایفاے عہد اور روشن ضمیری

عزیز گرامی حافظ و قار عظم جو حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کے نواسے ہیں، عزیز موصوف اپنی بستی نور اللہ پور بنگرا سے متصل مٹھن پورہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ: جناب فرید صاحب ساکن مٹھن پورہ متصل نور اللہ پور بنگرا نے ایک بارا پنے گھر پر میلاد شریف کی محفل کا انعقاد کیا اور حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کی دعوت کی، اس وقت آپ چکنا شریف میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، آپ نے جناب فرید صاحب سے فرمایا کہ میں بذریعہ بس ”مرون“ عصر کے وقت تک پہنچ حباؤں گا، وہاں سے آپ مجھے سائیکل سے لے لجیے گا۔ حسب حکم مقررہ تاریخ اور وقت پر جناب فرید صاحب سائیکل لے کر مرون پہنچ گئے اور انتظار کرنے لگے، کافی دیر انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا مگر آپ اب تک تشریف نہیں لائے، پھر بھی جناب فرید صاحب کا بیان ہے کہ مجھے پورا بھروسہ تھا کہ حضرت ضرور تشریف لا میں گے، چونکہ اب ہر طرف اندھیرا چھانے لگا تھا و کاندار اپنی دوکانوں کو بند کر کے اپنے گھروں کو جا رہے تھے، وہاں موجود چند مقامی مسلم دوکانداروں نے ان سے کہا کہ وہ اب نہیں آئیں گے، آنا ہوتا تو اب تک ضرور آ جاتے، وہ کوئی دوسری دعوت لے لیے ہوں گے، اور وہیں چلے گئے ہوں گے، تم بلا وجہ ان کا انتظار کر رہے ہو۔ رات ہو رہی ہے، واپس اپنے گھر چلے جاؤ، ابھی ان کی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک بس آ کر رکی اور حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ بس سے نیچے اترے اور سیدھے ان مسلم دوکانداروں کے پاس تشریف لے گئے، جواب سے کچھ دیر پہلے آپ کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا تھے، اور آپ نے ان مسلم دوکانداروں سے فرمایا کہ ”مجھے علاوہ الدین کہتے ہیں میں وعدہ توڑنے والوں میں سے نہیں، ہر حال میں وعدہ پورا کرنا میراث یہو ہے۔“

القاب سے نوازا۔

چنانچہ نور اللہ پور بنگرا کے جناب صوفی عبدالعزیز صاحب اور آپ کے شہزادہ گرامی حضرت علامہ مولانا شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ دام ظله کے علاوہ متعدد لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت شاہ طالب القادری کو سرکار سرکار نبی علیہ الرحمہ کبھی مناظر تو کبھی بڑے مولانا کے اہم القاب سے نوازا کرتے تھے۔

ذیل میں ہم ایسے دو اہم واقعات کو قدرتے تفصیل سے تحریر کر رہے ہیں جن میں آپ نے یا تو بدمنہبوں سے اپنی زبردست قوت استدلال کی بدولت حق تسلیم کروالیا، یا پھر ان بدمنہبوں نے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

مناظرہ شاہ پور، ویشاںی

آپ کے خلف رشید، استاد مکرم حضرت مولانا شاہ محمد شہاب الدین قادری تنگی علائی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ موضع شاہ پور ضلع ویشاںی کے رہنے والے مولانا عبدالوہاب شمشی جو بدمنہبوں کے زبردست عالم و مبلغ سمجھے جاتے تھے۔ جن کا دورہ ملک اور بیرون ملک بھی ہوا کرتا تھا، اکثر موضع شاہ پور اور اس کے اطراف میں عفتائد و معمولات اہل سنت کی مخالفت میں تقریریں کیا کرتے تھے، نیز بزرگان دین کی بارگاہوں میں مسلسل بے ادبی و گستاخی جناب کامحبوب مشغله بنا ہوا تھا، اسی دوران شیخ المشائخ سرکار سرکار نبی حضرت شاہ تنقیح علی علیہ الرحمہ کے ہمراہ حضرت شاہ طالب القادری قدس سرہ موضع شاہ پور تشریف لے گئے۔ کسی طرح عبدالوہاب شمشی کو ان حضرات کے آمد کی اطلاع پہنچی تو وہ بجائے ملاقات کے ان حضرات سے مناظرہ کرنے کے لیے آگیا، جب سرکار سرکار نبی نے اس کے ارادے کو ملاحظہ فرمایا تو حضرت شاہ طالب القادری قدس سرہ کو اس سے مناظرہ کرنے کا حکم فرمایا۔

اپنے مرشد برحق کا حکم ملتے ہی شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے عبدالوہاب شمشی

کوئی مذہبی انسان ہیں، بلکہ محسوس ہوتا ہمیکہ کرایے کے ایکٹر ہیں، اور اپنے ایکٹ کا بھر پور معاوضہ وصول کرنا چاہتے ہیں، انہیں نہ تودینی ضرورتوں کا خیال ہے اور نہ ہی عموم مسلمین کی مالی حالت کا۔ ان کے ناز و خزرے کا یہ حال ہے کہ انتظام و انصرام میں کہیں سے کوئی کوتا ہی نظر آگئی تو آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں، مقررہ نذرانے میں سے کچھ کم دے دیا گیا تو وعدہ خلافی کی وعیدوں پر مشتمل کئی احادیث ایک ہی سانس میں سناؤ لاتے ہیں، اس کے علاوہ خطاب کا یہ حال ہوتا ہے کہ سامعین کے معیار اور ان کی کیفیت کو ملاحظہ کیے بغیر آنکھیں بند کیے مقررہ خطاب طے شدہ لب و لبجے میں ختم کرنے کے بعد ہی آنکھیں کھولتے ہیں۔ افسوس! یہ ہمارے آج کے واعظین اور مصلحین کہلانے والی جماعت کے افراد کا حال ہے، ایسے دنیاداروں سے اصلاح عوام کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

گر ہمیں مکتب و ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

رد بدمنہبیاں

بدمنہبوں کی تردید وابطال اور عقائد اہل سنت کی نشوواست اعانت اکابرین اہل سنت کا شیوه رہا ہے، اس ضمن میں خاص طور سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سرفہرست نظر آتے ہیں، مددوح گرامی شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ والرضوان نے بھی وسیع پیمانے پر گمراہ فرقوں اور بدمنہبوں کی تردید فرمائی، آپ نے یہ مبارک فریضہ کبھی تحریر کے ذریعہ انجام دیا اور کبھی تقریر کے ذریعہ۔ ”اطہار حقیقت“ نامی معرکۃ الاراء کتاب لکھ کر بدمنہبوں کی حقیقت کو طشت از بام کیا۔ اپنی مدل تقریروں کے ذریعہ بھی بدمنہبوں کا رد بلبغ فرمایا اور دلائل و برائین کی روشنی میں انہیں عاجزو مجبور کر دیا حتیٰ کہ کئی مقامات سے بدمنہب بھاگنے پر بھی مجبور ہوئے۔

آپ کی زبردست قوت استدلال کو دیکھ کر آپ کے مرشد برحق شیخ المشائخ سیدنا شاہ تنقیح علی علیہ الرحمہ والرضوان نے کبھی آپ کو ”مناظر“ تو کبھی ”بڑے مولانا“ جیسے اہم

کی عقیدت و محبت میں سرشار یہ ارشاد فرمایا کہ شکست کی صورت میں تمہیں میرے مرشد کے دست کرم پر تائب ہو کر ان کی غلامی میں داخل ہو جانا پڑے گا، گویا آپ اپنی تمام تر کامیابیوں اور حصول یا بیوں کو اپنے مرشد برحق سرکار سرکار کا نبی حضرت شاہ تنعی علی علیہ الرحمۃ الرضوان کا فیضان سمجھتے تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخند خداے بخشندہ

واقعہ سوندھو، گلزار باغ ضلع ویشائی

میرے والد گرامی حضرت حافظ و قاری الحاج محمد امیر الدین صاحب قبلہ نے بتایا کہ سوندھو، گلزار باغ ضلع ویشائی میں ایک دفعہ کہیں سے کوئی بد مذہب مولوی آگیا جو تو سل واستعانت کی بڑے شدومد کے ساتھ مخالفت کرتا اور اپنی تقریروں میں مسلسل تزدید کرتا رہتا تھا، اس بد مذہب مولوی کی مخالفت اور تزدید سے اس پورے علاقے کے خوش عقیدہ سنی مسلمان پریشان تھے، بالآخر وہ لوگ سرکار سرکار کا نبی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنایا، سرکار سرکار کا نبی نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ پریشان مت ہو، ہم لوگ کسی دن آتے ہیں، فوراً ہی سرکار سرکار کا نبی نے شاہ طالب القادری کو طلب کیا اور پھر دونوں حضرات دوسرے ہی دن سوندھو، گلزار باغ تشریف لے گئے، علاقے کے کافی لوگ جمع ہو گئے۔ سرکار سرکار کا نبی نے اس بد مذہب مولوی کو بھی بلا یادہ مولوی بھی آکر خاموشی سے محفل کے ایک گوشے میں بیٹھ گیا، جب سارے لوگ آگئے یہاں تک کہ وہ بد مذہب مولوی بھی آگیا تو سرکار سرکار کا نبی نے حضرت شاہ طالب القادری کو اپنا عصاے مبارک عطا کرتے ہوئے تو سل واستعانت کے عنوان پر تقریر کرنے کا حکم فرمایا، اپنے مرشد برحق کا حکم پاتے ہی آپ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور تقریب ادا و گھنڈ تو سل واستعانت کے عنوان پر ایسی زبردست تقریر کی کہ پورے مجتمع سے برابر نعرہ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔

سے فرمایا کہ میں تم سے مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں مگر میری ایک بات تھیں مانی پڑے گی کہ اگر میں تم پر دلائل و براہین کی روشنی میں عقائد و معمولات اہل سنت کو واضح کر دوں نیز تمہارے سوالوں کا جواب دے دوں تو تم میرے مرشد برحق تا جدار ولایت سرکار سرکار کا نبی کے دست حق پرست پر توبہ کر کے ان کی غلامی اختیار کرلو گے، عبدالوہاب شمشی نے کہا کہ میں تیار ہوں البتہ مناظرہ میں اپنی لا اجبری مرضی بھی ہے تو میں بھی تیار ہم دونوں ہوں گے، آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، اگر تمہاری مرضی بھی ہے تو میں بھی تیار ہوں۔ الغرض عشاکی نماز کے بعد اپنے مرشد برحق کی دعا میں لے کر ایک بند کمرے میں اس سے مناظرے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ پوری رات دونوں کے درمیان مناظرہ ہوتا رہا پھر حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسے ایسا لا جواب کیا کہ فخر کے وقت جب دونوں باہر نکلے تو یہنے والوں نے دیکھا کہ عبدالوہاب شمشی جو بد مذہب ہوں کا زبردست عالم وبلغ کہا جاتا تھا حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کے لا جواب کر دینے کے بعد سرکار سرکار کا نبی کے قدموں میں گرا ہوا تھا اور قریب ہی حضرت شاہ طالب القادری کھڑے تھے جن کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ اور آنکھوں میں شکر کے آنسو تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ حسب وعدہ عبدالوہاب شمشی نے اسی وقت توبہ کی اور سرکار سرکار کا نبی کی غلامی میں داخل ہو گیا۔

درج بالا واقعہ میں ایک طرف صاحب تذکرہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے علم وفضل اور مناظرانہ صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے، وہیں دوسری طرف سرکار سرکار کا نبی حضرت تنعی علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصرف اور شاہ طالب القادری پر حد درجہ اعتماد و اعتبار کا بھی علم ہوتا ہے۔

اس واقعہ کا ایک باریک بہلو یہ بھی ہے کہ حضرت شاہ طالب القادری رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالوہاب شمشی سے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم مناظرے میں شکست کھا گئے تو میرے ہاتھ پر توبہ کر کے عقائد اہل سنت کا پیروکار بن جانا پڑے گا بلکہ اپنے مرشد برحق

سے تحریر کی زینت میں اضافہ فرمادیتے ہیں۔ غرض یہ کہ کسی بات کو آسان سے آسان لب و لبج میں پیش کرنے کافی حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ خوب جانتے تھے۔ ذیل میں ہم آپ کی تصنیفات و تالیفات پر ایک مختصر تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) اظہار حقیقت

یا آپ کی ایک اہم تصنیف ہے۔ جب مرتد شیع نیازی کعبہ شریف کو قبر آدم قرار دیتے ہوئے طواف جیسے پاکیزہ عمل کو بت پرستی سے تشبیہ دے رہا تھا، نیز جب اس نے عقائد کفر یہ کوین العوام رانج کرنے کی ناپاک کوشش کی اور ایک کتاب بنانے کے کعبہ کی حقیقت تصنیف کی، اس وقت آپ نے ”اظہار حقیقت“ کے ذریعہ اس کے باطل افکار و خیالات کی تردید فرماتے ہوئے اپنے قلم حق رقم سے ایسا زبردست تعاقب فرمایا کہ آج اس فرقے کا کوئی وجود کہیں نظر نہیں آتا۔ گویا آپ کا قلم حق رقم ملک رضا کی صورت میں فرقہ نیازیہ پر کچھ اس طرح برق بارہوا کہ ہمیشہ کے لیے اس فرقے کا نام و نشان ہی مٹ گیا۔ یہ کتاب کب کیوں اور کیسے لکھی گئی، اس سلسلے میں ایک خط جو آپ کی بارگاہ میں جناب ڈائٹر فضل کریم قادری تنگی چکنی مظفر پور نے بھیجا تھا جو آپ کی کتاب ”اظہار حقیقت“ میں شامل اشاعت ہی ہے، اس کتاب کی تالیف کا سبب یہی خط بنا۔ ذیل میں ہم اس خط کو من و عن نقل کرتے ہیں تاکہ اظہار حقیقت کے سبب تالیف سے بخوبی آگاہی ہو سکے۔

حضور سیدی و مرشدی جناب مولوی صاحب دام ظلّمکم

السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ

بندہ مع الخیرہ کر آں حضور کی خیریت کا طالب ہے۔ گزارش ایں کہ بندہ تو حضور کی صحت کے لیے بہت گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرتا ہے، لیکن مصلحت الہی کو کیا کرے کہ آپ کی حالت اب تک نہیں سدهری، ابھی حال میں شیع نیازی کی لکھی ہوئی کتاب

وہ بدمذہب مولوی دوران تقریر وہاں سے اٹھا اور خاموشی سے رات ہی کو گاؤں چھوڑ کر فرار ہو گیا، اس طرح سے اس علاقے کے لوگوں نے بڑے سکون و راحت کی سانس لی اور پھر سے اہل سنت کا بول بالا ہو گیا۔

سرکار سرکار کا نہی حضرت شاہ تنغ علی علیہ الرحمہ کی بروقت حکمت و دانائی کے ساتھ کاروائی نے جہاں مذکورہ گاؤں سے ایک بڑے فتنے کا دفاع کیا، وہی حضرت شاہ طالب القادری کے محققانہ خطاب نے اس بدمذہب مولوی کو ایسا مجبور ولا جواب کیا کہ رات و رات وہ اس گاؤں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے راہ فرار اختیار کیا۔

حضرت شاہ طالب القادری قدس سرہ کے یہ وہ عظیم کارنامے ہیں جو رہتی دنیا تک کبھی فراموش نہیں کیے جاسکتے ہیں۔

تصنیف و تالیف

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ ایک اچھے واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی بھی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے، جب آپ نے قلم اٹھایا تو لکھا اور خوب لکھا۔

آپ نے مختلف عنوانوں پر کئی مضامین لکھے، جو اس وقت کے کئی رسائل و جرائد میں مثلاً الحجوب، استقامت وغیرہ میں گاہے بگاہے شائع ہوتے رہے، آپ کے لکھے ہوئے مضامین میں سے چند ایک کو میں نے خود بھی دیکھا اور پڑھا ہے، ماشاء اللہ ہر تحریر آپ کی قلمی صلاحیت کا مکمل آئینہ دار ہے، آپ کی تحریروں کو پڑھنے کے بعد بے ساختہ ہر پڑھنے والا کہنے پر مجبور ہو گا کہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی تحریروں کا زبان انتہائی سادہ، سلیس اور عام فہم ہے، قصص، بناؤٹ مفہوم و مسجع اور ٹنگلک عبارتوں سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ روایاں دوال اور اثر انگیز ہے۔ ہر تحریر تحقیق کا خزانہ ہے۔ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے تمام گوشوں کو جاگر کر دیتے ہیں نیز دلائل و برائیں

کتاب اس قدر مدل ہے کہ عوام و خواص ہر حلقے میں اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

ناظرین! مذکورہ خط اور حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے جواب سے بخوبی واضح ہو گیا کہ ”اظہار حقیقت“ کب، کیوں اور کیسے لکھی گئی ہے۔ مزید ہم ایک اقتباس اور پیش کرتے ہیں تاکہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی مؤلفہ کتاب کی عظمت و اہمیت سے بھی اچھی طرح آگاہی ہو جائے۔

چنانچہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی مؤلفہ کتاب (اظہار حقیقت) کے جواب میں شمع نیازی کی جانب سے ”حقیقت“، نامی کتاب لکھی گئی جو بقول شاہ طالب القادری ”گالیوں کا ایک پلنڈہ ہے“، اس کے سوا کچھ نہیں۔ شمع نیازی کی اسی حقیقت نامی کتاب کے رد میں پھر ایک کتاب بنام ”قہر باری بر شمع ناری“، لکھی گئی اس کتاب کی ابتداء میں جناب بشیر زیدی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ناظرین کرام! آج سے چند سال پہلے گونڈھے ضلع یوپی کے ایک سپاہی جی مسمی شمع نیازی جواب مسلمانوں میں اپنے کرتوت اور کفری عقاں کی بنار پر شمع ناری سے مشہور ہیں، کعبہ کی حقیقت نامی ایک کتاب تصنیف کی، جس میں انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ کعبہ مزار آدم ہے بیت اللہ نہیں، ساتھ ہی خداوند قدوس، انبیائے کرام اور علمائے دین کی شان میں ایسی گستاخیاں کی تھیں کہ جن کے بیان سے اہل ایمان کے رو ٹکٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت سے دنیا نے اسلام میں ختم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی، ضلع مظفر پور کے ایک باہوش مسلمان ڈاکٹر کی درخواست پر مخدوم گرامی حضرت شاہ طالب القادری صاحب نے آج سے کچھ دنوں پہلے ایک رسالہ بنام ”اظہار حقیقت“ کعبہ کی حقیقت کے رد میں شائع فرمایا، جس میں موصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ کعبہ بیت اللہ ہے مزار آدم نہیں، ساتھ ہی شمع ناری کے عقاں کفریہ کی تشدید ہی کر کے اس پر حکم شرعی بھی بیان فرمادیا، جس پر مشاہیر علمائے کرام و مشائخ عظام

”کعبہ کی حقیقت“ نظر سے گزری جس کے پڑھنے سے طرح طرح کے شکوہ میں بتلا ہو گیا۔ اس میں ایسی ایسی باتیں لکھی ہوئی ہیں جو آج تک کسی عالم کی زبان سے سنی گئیں نہ کسی اور کتاب میں دیکھی گئیں، کتاب حاضر خدمت ہے اس کو اول سے آخر تک بغور دیکھیں اور اگر صحت اس قابل ہو کہ کچھ لکھ سکتے ہوں تو وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں کہ مصنف نے کعبہ سے متعلق جواباتیں لکھی ہیں وہ کس حد تک درست ہیں، کیوں کہ اس کتاب میں کہیں کسی معتبر کتاب کا صحیح حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ لہذا حقیقت سے آگاہ فرمائ کہ ہمارے شکوہ کا ازالہ فرمائیں نیز مصنف کا راز فاش کر دیں کہ وہ کون ہے؟ اور ایسی بہکی بہکی باتیں لکھ کر ہزاروں کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی یوں کوشش کیوں کر رہا ہے۔ زیادہ والسلام مع الاکرام

نیازمند

ڈاکٹر فضل کریم قادری تینی چکنی مظفر پور

لیکم ستمبر ۱۹۶۵ء (بحوالہ اظہار حقیقت قلمی نسخہ)

مذکورہ خط کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: برادر مکرم جناب ڈاکٹر فضل کریم صاحب گرامی نامہ مع کتاب ”کعبہ کی حقیقت“ اس وقت موصول ہوا جب کہ علالت شباب پر تھی اور اور کچھ لکھنا تو کجا چند منٹ بیٹھنے اور بولنے کی بھی سکت باقی نہیں چھ ماہ مسلسل صاحب فراش رہنے کے بعد اب بفضلہ تعالیٰ اس قابل ہو سکا ہوں کہ لکڑی کے سہارے دس قدم ہل بھی لیتا ہوں اور کچھ دیر لیٹے لیٹے کتابوں کا مطالعہ بھی کر لیتا ہوں ابھی کئی روز پہلے بابو یوسف سلمہ کے یاددا نے پر آپ کی مرسلہ کتاب کعبہ کی حقیقت بکس سے نکلوائی اور ازاول تا آخر بغور مطالعہ کرنے کے بعد جواب حاضر کر رہوں۔ (بحوالہ اظہار حقیقت)

پھر آپ کے قلم حق رقم سے یہ عظیم شاہکار معرض وجود میں آیا، جس نے شمع نیازی کے عقاں اور اس کے گمراہ کن افکار و نظریات سے عوام اہل سنت کو آگاہ کیا، آپ کی یہ

علیہ الرحمہ کی سوانح عمری بنام مظاہر قطب الانام المعروف بـ انوار قادری (جو جامع علوم ظاہری و باطنی حضرت حافظ شاہ محمد حنفی قادری تینی علیہ الرحمہ کی تصنیف کردہ ہے) اس کی ترتیب و تبویب ہے۔ آپ نے حضرت حافظ شاہ محمد حنفی قادری تینی علیہ الرحمۃ کی اس مبارک تصنیف کی ترتیب و تبویب کی خدمت انجام دیتے ہوئے اپنے مرشد برحق سرکار سرکانہی قدس سرہ النورانی کی حیات و خدمات کی جمع و ترتیب میں شامل ہو کر عظیم ترین سعادت کی دولت سے مالا مال ہوئے اور اپنے مرشد برحق کی مبارک سوانح عمری کو جمع کرنے کی خدمت میں اپنے برادر طریقت جامع علوم ظاہری و باطنی حضرت حافظ شاہ محمد حنفی قادری تینی علیہ الرحمہ کے معاون و شریک رہے۔ واضح ہو کہ انوار قادری حضرت سرکار سرکانہی کی معتبر و مستند سوانح ہے، یہ کتاب آپ کے احوال و کوائف میں بنیادی ماذکی حیثیت رکھتی ہے اور حلقة تیغیہ کی آنکھوں کا نور و سرور سمجھی جاتی ہے۔

کتاب (انوار قادری) کی ترتیب و تہذیب کی خدمت انجام دینے پر حضرت علامہ مولانا محمد شمس الحق قادری بلیاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں! آخر میں عزیز محترم مولانا شاہ محمد علاء الدین صاحب طالب القادری کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انھوں نے اس کتاب کی ترتیب و تبویب میں حضرت مصنف علام کی کافی اعانت فرمائی، مولا تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت عطا فرمائے تھے میں (انوار قادری ص: ۷)

(۳) گلزار حرم (۲) انوار طالب

گلزار حرم اور انوار طالب آپ کے دوالگ الگ مجموعہ کلام ہیں۔

گلزار حرم جس میں تھیاں شریف کے چند شعراء کا کلام بھی شامل ہے۔ یہ مجموع آپ کی حیات مبارکہ ہی میں طبع ہو چکا تھا، جو کافی محبوب و مقبول ہوا۔

انوار طالب: یہ آپ کا دوسرا مجموعہ کلام ہے۔ جو آپ کی حیات ظاہری کے بعد آپ کے صاحبزادہ گرامی پیر طریقت استاد مکرم حضرت مولانا شاہ محمد شہاب الدین

نے اپنی مہر تصدیق و تصویب ثبت فرمادی۔” (بکوال تہبری برشیع ناری) مذکورہ خطوط و اقتباس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے کن حالات میں یہ کتاب تحریر فرمائی نیز اس کتاب کے مشمولات کیا ہیں۔ اس کے علاوہ مذکورہ اقتباس جس کا ایک ایک لفظ جہاں کتاب (اطہار حقیقت) کی اہمیت کو واضح کر رہا ہے وہیں صاحب کتاب یعنی حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی عظمت و بزرگی اور آپ کی دینی غیرت و حیمت کی روشن دلیل بھی ہے۔

نیز جماعت اہل سنت کی بلند پایہ، فقید المثال اور عظیم المرتب شخصیات مثلاً مفتق عظیم کا پور سلطان المناظرین، امین شریعت حضرت علامہ شاہ مفتق محمد رفاقت حسین علیہ الرحمہ، رئیس اتحاد حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور ادیب شہیر حضرت علامہ قتیل دان اپوری علیہ الرحمہ وغیرہم کی تاسیلات و تصدیقات اور گراں قدر تاثرات و تقریبات جو کتاب (اطہار حقیقت) کے شروع میں مندرج ہیں کتاب کی عظمت و اہمیت کو دو بالا کرنے کے ساتھ آپ کی جلالت علمی پر دلالت کرتے ہیں۔

آپ کی اس تصنیف پر مذکورہ بالا جلیل القدر علام کی تقریبات بڑی اہمیت کی حامل ہیں، یہ وہ عظیم شخصیتیں جو جماعت اہل سنت کے ماضی قریب کے عہدی علام میں مسلم سمجھی جاتی ہیں، ان حضرات کی تصدیق و تصویب کے ساتھ کسی کتاب کا منظر عام پر آنا اس کی اہمیت و افادیت کو واضح کرتا ہے۔

واضح ہو کہ آپ کی یہ اہم تصنیف فرقہ نیازیہ کے تابوت میں آخری کسیل ثابت ہوئی۔ جلد ہی آپ کی یہ اہم تصنیف جدید تقاضوں کے ساتھ دوبارہ منظر عام پر پیش کی جائیگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) انوار قادری کی ترتیب و تبویب

آپ کا دوسرا اہم قلمی کارنامہ آپ کے مرشد برحق سیدنا شیخ المشائخ سرکار شاہ تنقیع علی

(۱) مدرسہ حنفیہ غوثیہ، رتوارہ چندن پوسٹ، پارو ضلع مظفر پور

رتوارہ چندن ضلع مظفر پور کا ایک مردم خیز گاؤں ہے اور یہی گاؤں صاحب تذکرہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ اور ان کے آباء و اجداد کی جائے سکونت بھی ہے۔ اسی بستی کی آغوش میں حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی نشوانہ ہوئی اور یہیں پر آپ پروان چڑھے، پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ کس طرح افت سینیت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

میرے والد ماجد حضرت حافظ و قاری الحاج محمد امیر الدین صاحب قبلہ دام ظله نے بتایا کہ ابتدأ اس گاؤں میں دینی تعلیم کا باقاعدہ نظام و ضبط نہیں تھا، حصول تعلیم کے لیے بیہاں کے بچے تقریباً ۳ کلو میٹر دور پارو قصبه جایا کرتے تھے، خود حضرت شاہ طالب القادری حصول تعلیم کے لیے روزانہ اتنی مسافت طکر کے پارو جایا کرتے تھے، لہذا اس ضرورت دینی کو محسوس کرتے ہوئے آپ نے مدرسہ حنفیہ غوثیہ کا قیام سن ۱۹۸۰ء میں فرمایا۔

میرے والد گرامی دام ظله فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے جب اس ادارے کی بنیاد رکھنے کا ارادہ فرمایا تو اس موقع پر ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ شیر بہار حضرت علامہ مفتی اسلم رضوی علیہ الرحمہ اور قرب جوار کے بہت سے علماء کرام اور حفاظ و قراء بھی تشریف فرماتے، پھر آپ نے شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ اور قرب و جوار کے ان تمام علماء کرام اور حفاظ عظام کی موجودگی میں اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ اور اس طرح سے آپ نے ہمیشہ کے لیے آنے والی نسلوں کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمادیا۔

بحمدہ تبارک و تعالیٰ یہ ادارہ اپنے قیام سے لے کر آج تک خدمت دین انجام دیتا آ رہا ہے، خدا کرنے صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ تادم تحریر اس مدرسے میں

قادری تینی علائی دام ظلمہ نے نہ صرف شائع کیا بلکہ آپ کی نعمتیہ شاعری کے حوالے سے ایک اہم تحریر جو پیر طریقت استاذ العلماء حضرت علامہ شاہ جید القادری صاحب قبلہ کی تھی، اس کے ساتھ شائع فرمائی۔ ”انوار طالب“ آپ کی نعمتیہ شاعری کا ایک حسین گلdestہ ہے، جس میں حمد و نعمت اور منقبت وسلام کے علاوہ آپ کا نظم کردہ شجرہ منظومہ بھی شامل ہے۔ زیر نظر کتاب میں آپ کے اس مجموعہ کلام سے دو چند کلام بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

تعلیمی اداروں کا قیام

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ والرضوان نباض وداعی وبلغ تھے، انہیں اس بات کا احساس تھا کہ معاشرے میں پھیلی ہوئی بد عقیدگی اور برائیوں کا سبب جہالت اور احکام خداوندی سے ناقصیت ہے، جب تک اس مرض ناسور کا اعلان نہ کیا جائے، ان برائیوں کا خاتمہ ناممکن ہے، اسی لیے حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے جہاں ایک طرف تحریر و تقریر کے ذریعہ گم گشتگان راہ کو ساحل مراد سے ہم کنار کیا، وہیں دوسری جانب علوم دینیہ سے لوگوں کی بے اعتنائی کو دیکھ کر علم و فضل کی شمع روشن کرتے ہوئے کئی ایک تعلیمی ادارے بھی قائم فرمائے۔ قائم شدہ اداروں سے آج بھی پوری شان و شوکت کے ساتھ حضرت شاہ طالب القادری کا علمی فیضان تقسیم ہو رہا۔

یوں تو آپ نے کئی گاؤں میں مساجد و مکاتب کی بنیاد رکھی مگر خصوصیت کے ساتھ جن اہم تعلیمی اداروں کا قیام آپ نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے کیا، وہ حسب ذیل ہیں:

- (۱) مدرسہ حنفیہ غوثیہ رتوارہ چندن (۲) دارالعلوم تیغیہ علائیہ ضیاء القرآن حپکنا شریف (۳) مدرسہ احیاء العلوم تھتیاں شریف۔

ذیل کی سطروں میں ان مدارس کے احوال و کوائف اور خدمات کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

میں پہنچ کر سن فراغت سے مالا مال ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ عالیٰ وقار پیر طریقت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ دام ظله العالیٰ نے اپنی مساعی جمیلہ سے اس جھونپڑی کو پختہ عمارت میں منتقل کیا اور تعلیم و تربیت کے میدان میں اس ادارے کو اور بھی ترقی بخشی، تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

بحمدہ تبارک و تعالیٰ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کا علمی فیضان آج بھی اس ادارے سے پوری شان و شوکت کے ساتھ جاری و ساری ہے، اس ادارے میں اس وقت حفظ و قرأت اور درجات عالیہ کی ابتدائی تعلیم کا معقول و مناسب بندوبست ہے۔

خدا کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات کو ان کے قائم کر دہ اداروں سے اسی طرح جاری و ساری فرماتا رہے۔

(۳) احیاء العلوم، تھقیل شریف ضلع مظفر پور

سرکار سرکار نبی سیدنا شاہ تغییل علی علیہ الرحمہ کے حکم سے ابتدأ آپ نور اللہ پور بنگرا میں کئی سال تک درس دیتے رہے پھر حکم ہوا تو آپ تھقیل شریف تشریف لائے۔ اس وقت تھقیل شریف میں کوئی مدرسہ نہیں تھا بلکہ مکتب میں تعلیم ہوتی تھی، حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی تشریف آوری کے بعد یہاں میں باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہوا۔ یہاں تک کہ آپ کے بافیض حلقة درس میں شامل ہونے کے لیے قرب و جوار سے طالبان علوم نبویہ کا قافلہ جو ق در جو ق آنے لگا، پھر حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ نمازی علیہ الرحمہ دونوں بزرگوں کے باہمی مشورے سے مدرسہ احیاء العلوم کی سنگ بنیاد رکھی گئی۔ بحمدہ تبارک و تعالیٰ اس ادارے سے آج بھی علم دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔

مذکورہ بالا اداروں کے علاوہ اور بھی بہت سے اداروں کے قیام میں آپ کسی نہ کسی طرح شامل رہے۔ نیز کئی مقامات پر مساجد و مکاتب بھی قائم فرمائے۔ غرض یہ کہ ہر ممکن

تقریباً تین درجن بیرونی طلباء کے علاوہ مقامی دوسوچے اور بچیاں زیور علم سے آراستہ ہو رہی ہیں اور تقریباً نصف درجن اساتذہ ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے علمی فیضان کا شمرہ ہے کہ آج اس بستی میں تقریباً ۱۰۰۰ ہائی درجن علام و حفاظ موجود ہیں۔ اس اعتبار سے اس گاؤں کو امتیاز حاصل ہے کہ ضلع مظفر پور کے کسی گاؤں میں شاید اتنے کثیر تعداد میں علماء و حفاظ موجود ہوں۔ ف الحمد للہ علی ذلک

(۴) دارالعلوم تیغیہ علائیہ ضیاء القرآن، چکنا شریف، ضلع مظفر پور

چکنا شریف کی سرز میں کیا ہے! سریا تھانہ سے متصل ایک آبادی جواب صرف آبادی، ہی نہیں بلکہ آبادیوں کی جان ہے۔ جہاں آپ کی آخری آرام گاہ ہے اور آپ کا مزار پر انوار فیض گاہ خاص و عام ہے۔ آپ جب یہاں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے اس سرز میں کو کچھ اس طرح سے نوازا کہ ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کرہ گئے۔ آپ جب یہاں تشریف فرما ہوئے تو یہاں کی مسجد میں رہتے تھے اور مسجد ہی کی بو سیدہ چٹائی پر بیٹھ کر قوم و ملت کے نونہالوں کی آبیاری فرماتے رہے اور علم و فضل کی ایسی شمع روشن کی جس کی ضیابار کنوں سے صرف چکنا ہی نہیں بلکہ اطراف و جوانب بھی چمک اٹھے۔

پھر آپ نے اس ضرورتِ دینی کو محسوس کرتے ہوئے ایک عظیم اشان ادارے کی داغ بیل جون ۱۹۷۹ء میں ڈالی جس کا نام دارالعلوم تیغیہ علائیہ ضیاء القرآن قرار پایا۔ ایک زمانے تک یہ ادارہ جھونپڑی میں چلتا رہا اور خود ہی دم آخر تک درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کی بافیض درس و تدریس ہی کا نتیجہ و ثمرہ ہے کہ کہ آج چکنا شریف میں کئی علماء و حفاظ نظر آرہے ہیں۔ اس ادارے پر چوں کہ ہمیشہ آپ کی خاص نظر کرم رہی، یہی وجہ ہے کہ یہ ادارہ آپ کی حیات مبارکہ سے ہی کافی مشہور و مقبول ہوا، تب سے اب تک کئی حفاظ یہاں سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ اور بہت سے علماء جو اس ادارے میں درجات عالیہ کی ابتدائی تعلیم حاصل کئے، پھر ملک کے مرکزی اداروں

آپ کو اپنے ہر مرید کی یکساں فکر ہوا کرتی تھی، بتانے والوں نے مجھے بتایا کہ جب کوئی مرید کسی دوسری بستی سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو اس بستی میں آپ کے جتنے مرید ہوتے تھے سب کی آپ نام بنام خیریت دریافت کرتے اور دعاوں سے نوازتے جاتے۔ میرے والد گرامی حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین صاحب قبلہ نے بتایا کہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”میں اپنے ہر مرید کے احوال سے ہمیشہ باخبر رہتا ہوں۔“

آپ کی ان مذکورہ بندہ نوازوں کا ہی نتیجہ و شمرہ ہے کہ آپ کا ہر مرید آپ سے بے انتہا عقیدت و محبت رکھتا ہے اور اپنا سب کچھ آپ کے اوپر لٹانے کو ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

خلفاء

اس سے پہلے کہ میں ان حضرات کے اسمائے گرامی کو بیان کروں جنہیں آپ نے خلافت و اجازت سے نوازا، کچھ حال آپ کی بیعت لینے کا بھی تحریر کر دینا مناسب تھا ہوں۔ اس کے علاوہ اخذ بیعت کے سلسلے میں فقہاء کرام نے جن شرائط کی تصریح کی ہے، اس کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

فقہائے کرام نے پیری کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو، ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے چلا جائے گا۔
(۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال لے نہیں تو حلال حرام، جائز ناجائز کا فرق نہ کر سکے گا۔

(۳) فاسق معلم نہ ہو کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور پیر کی تنظیم ضروری۔
(۴) اس کا سلسلہ نبی اکرم ﷺ تک متصل ہو ورنہ اور پر سے فیض نہ پہنچے گا۔ مذکورہ شرائط کی روشنی میں جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بعض تو ان مذکورہ شرائط سے بالکل یا پھر بعض شرائط سے خالی ہیں، جبکہ دیگر بعض لوگوں کا حال یہ

طور سے پورے علاقے میں دین و سنت کی روح پھونکتے رہے اور احراق حق اور ابطال باطل کے ساتھ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں مصروف و سرگردان رہے۔

مریدوں کے ساتھ حسن سلوک

کامل پیر کی علامت ہوتی ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی تربیت اپنے بچوں کی طرح کیا کرتے ہیں۔ اور مرید صادق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے اوپر من دھن یعنی دل و جان سے فدا ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ اپنے مریدوں پر غایت درجہ شفیق و مہربان تھے، مریدین و متوسلین کے ساتھ آپ ہر حال میں حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے مریدین آپ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر آج بھی کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ مرکار سب سے زیادہ مجھے چاہتے اور مانتے تھے۔ آپ اپنے ہر مرید کا بھرپور خیال رکھتے تھے۔ ایمان و عقیدے کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ ان کے حسن عمل کی تذکریں بھی پیدا فرماتے رہتے، ہمیشہ وعظ و نصیحت سے نوازتے رہتے، اگر کوئی مرید آپ کی بارگاہ میں اپنی پریشانی لے کر آتا تو آپ نہایت شفقت کے ساتھ پیش آتے، اور اپنے ہاتھوں کو خدا کی بارگاہ میں اٹھا کر اس کے لیے دعا فرماتے۔ یہاں تک کہ لوگوں کا بیان ہے کہ لوگ آپ کے پاس آنسو لے کر آتے اور آپ کی بارگاہ سے مسکراہٹ کی خیرات لے کر جایا کرتے تھے۔

آپ اپنے ہر مرید پر یکساں نظر کرم فرمایا کرتے تھے، وہ امیر ہو یا غریب آپ کی بارگاہ میں کسی طرح کا امتیازی سلوک ہرگز نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر مرید بلا جھگٹ جب چاہتا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض حال کر دیا کرتا تھا۔ اور آپ بھی اس کی ہربات کو بوجہ تمام سنتے اور غایت لطف و انعام فرماتے ہوئے اس کی مشکلات کا حل نکالتے۔

آپ فرماتے کہ کسی اچھے پیر کو تلاش کر کے مرید ہو جائیے مجھ میں کیا رکھا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کے بارہاٹانے کے باوجود اسے چین و قرار اسی وقت حاصل ہوتا جب وہ آپ کے دست حق پرست پر مرید ہو کر آپ کے حلقة غلامی میں داخل ہو جاتا، اور کیوں نہ ہو کہ آپ اپنے وقت کے ایک برگزیدہ، خدار سیدہ، صاحب زبد و تقویٰ بزرگ تھے۔ ایسے خوش نصیب افراد کی تعداد ہزاروں ہے جو آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے۔

حضرت شاہ طالب القادری تدرس سرہ النورانی نے رشد و ہدایت کی انجام دہی کے لیے مندرجہ ذیل حضرات کو خلافت و اجازت سے نوازا۔

- (۱) پیر طریقت حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد شہاب الدین قادری تنقیح علائی صاحب قبلہ زیب سجادہ خانقاہ تنقیحیہ علائیہ چکنا شریف، ضلع مظفر پور
- (۲) حضرت مولانا صوفی شاہ سید محمد شعیب صادق صاحب مدھوی، حال مقیم، بیلسروضلع ویشالی
- (۳) حضرت مولانا صوفی شاہ عبدالصمد صاحب نیپال
- (۴) حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب، چکنا شریف، ضلع مظفر پور
- (۵) حضرت حافظ وقاری محمد اسرار صاحب محمد پور بزرگ، نیاری، ضلع مظفر پور
- (۶) حضرت صوفی شاہ محمد جبیب الرحمن صاحب انگر، ضلع مظفر پور
- (۷) حضرت مولوی صوفی شاہ محمد عبد الرؤوف صاحب عنایت انگر، ضلع ویشالی

بزرگوں سے عقیدت

بزرگان دین سے عقیدت اور محبت افضل ترین عمل اور باعث خیر و برکت ہے اور ان کی صحیح معنوں میں پیر وی کرنا عین شریعت ہے۔ بزرگوں سے والبنتیگی جہاں ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا ذریعہ ہے وہیں ایمان و عقیدے کی حفاظت کا ضامن بھی ہے، جن لوگوں کی والبنتیگی اپنے اسلاف سے پختہ ہوتی ہے وہ کبھی جادہ مستقیم

ہے کہ اپنی سہولت کے لیے شریعت کو اٹھا کر طلاق میں رکھ دیتے ہیں، اور یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ پیری مریدی کا شریعت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ العیاذ بالله یونہی یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اپنی آسانی کے لیے ایسے پیر کی تلاش کرتے ہیں جو انھیں نماز، روزہ و دیگر احکام شرعیہ پر عمل کرنے کے لیے نہ کہے، بلکہ مرید ہوتے ہی پروانہ جنت ہاتھوں میں تھماڈے، خواہ نماز روزہ احکام شرعیہ کی روز بہ روز پامالی کرتے ہوں، حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان مذکورہ شرائط کے بدر حب اتم جامع ہونے کے باوجود بھی بیعت لینے میں حد درجہ احتیاط بر تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لوگ پیری مریدی کو بہت آسان سمجھتے ہیں اور بیعت کا معنی نہیں سمجھتے، جب کہ ایک سچے مرید کو چاہئے کہ جب وہ کسی سے مرید ہو تو اچھی طرح دیکھ لے کہ وہ شرائط مذکورہ کا جامع ہے یا نہیں کیوں کہ جب وہ خود ہی علم سے خالی ہو گا تو اپنے چاہئے والوں کی رہنمائی کیا کریگا، اور جب مذکورہ شرائط کا پیریل جائے تو بلا تامل مرید ہو جائے، اور مرید ہونے کے بعد پورے طور پر اپنے پیر کا پیر و کار ہو جائے، اپنے ہر گوشہ حیات کو پیر کے نقش قدم سے منور و تباہ کرے، گویا جب تک اس کے اندر اپنے پیر کی اطاعت کا جذبہ کامل نہ ہو جائے وہ صحیح معنوں میں کامل مرید نہیں کہا جاسکتا ہے۔

بیعت کا معنی بیان کرتے ہوئے علیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ بیعت کے معنی ہیں پورے طور پر بک حبانا، لوگ رسی بیعت ہوتے ہیں اور بیعت کے معنی نہیں جانتے، چنانچہ آگے فرماتے ہیں:

حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے، فرمایا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ تھیں دریا سے نکال دوں، عرض کیا میں نے یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے دیا ہے، دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر غائب ہوئے اور یحییٰ منیری قوت قدسیہ سے پہنچا اور اپنے مرید کو دریا سے نکالا۔

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان مذکورہ شرائط کے لیے حاضر ہوتا تو

رضا اور ان کے بابرکت خانوادے سے آپ کی عقیدت و محبت اور شیفگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے صاحبزادہ گرامی مرتب حضرت مولانا الحاج شاہ محمد شہاب الدین قادری تینجی علائی صاحب فرماتے ہیں:

دارالعلوم تیغیہ علیمیہ انوارالعلوم ماری پور مظفر پور کے سالانہ تقریب میں ایک دفعہ تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری مدنظر العالی کی تشریف آوری ہوئی، حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ ان سے ملاقات کے لیے ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ کافی دیر تک دونوں حضرات کے درمیان دینی و مذہبی امور پر گفتگو ہوتی رہی، دوران گفتگو آپ نے اپنے پان دان سے پان لگا کر حضرت تاج الشریعہ دام ظله العالی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیش کیا تو انھوں نے بھی اپنے دونوں ہاتھ بڑھادیے اور فرمایا کہ میرے ہاتھ میں رکھ دیجیے، اس پر حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنے ہاتھ بلند رکھیں اور میرے پہلے ہوئے ہاتھ سے پان اٹھالیں، حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدریہ نے فرمایا کہ ایسا کیوں؟ اس کے جواب میں حضرت شاہ طالب القادری نے فرمایا کہ داتا کا ہاتھ اور پر اور ملتکوں کا ہاتھ نیچے ہوتا ہے، آپ تو کریم ابن کریم ہیں، ہم لوگ تو اس در کے بھکاری ہیں۔

بالآخر حضرت تاج الشریعہ دام ظله العالی مسکراتے ہوئے آپ کے ہاتھوں سے پان کو اٹھالیا اور کھڑے ہو کر آپ سے بغل گیر ہو گئے۔

آپ کے مذکورہ جواب سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو عالیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ النورانی اور ان کے خانوادے سے کیسی گہری عقیدت و محبت تھی، اور آپ کے دل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا کس درجہ ادب و احترام ملحوظ رہا کرتا تھا۔

سے منحرف نہیں ہوتے۔

اس تناظر میں حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات مبارکہ کا جائزہ لینے سے پہلے چلتا ہے کہ آپ بزرگوں سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ جب کبھی کسی خانقاہ میں پہنچتے تو وہاں کا اتنا ادب و احترام کیا کرتے تھے کہ معلوم ہوتا کہ آپ وہیں سے وابستہ ہیں۔ بالخصوص اپنے مرشد برحق شیخ المشائخ حضور سید ناصر کارتینغ علی علیہ الرحمہ والرضوان کی عقیدت و محبت میں تو ہمیشہ سرشار رہا کرتے تھے۔

مگر ماضی قریب کی جن چند شخصیتوں سے آپ کو بے حد لگاؤ اور محبت تھی اور ان کی تعظیم و توقیر کا بے پناہ خیال فرمایا کرتے تھے اور ان کا تذکرہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ کرتے تھے ان میں سرفہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، حضور مفتی عظیم ہند بریلوی شریف، محدث عظیم ہند کچھو چھو چھو شریف، حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی اور مفتی عظیم کانپور امین شریعت حضرت علامہ شاہ مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ والرضوان کی شخصیات قابل ذکر ہیں۔

خانوادہ رضویہ سے شیفگی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ النورانی سے آپ کو حد درجہ عقیدت و محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ جب بھی آپ اپنی مجلس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا ذکر کرتے تو بڑے ادب و احترام کے ساتھ کیا کرتے تھے، یونہی حضور مفتی عظیم ہند علیہ الرحمہ کا بھی جب آپ کا تذکرہ کرتے تو ہمیشہ انہیں آنکاب سنیت کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے، خود بردست شاعر تھے پھر بھی آپ ہمیشہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا ہی کلام بڑے والہانہ انداز میں پڑھا کرتے تھے۔

ذیل میں ہم ایک ایسے واقعہ کو نقل کرتے ہیں جس سے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد

مفتی اعظم کا پور سے عقیدت مندانہ تعلق

سلطان المناظرین امین شریعت مفتی اعظم کا پور حضرت علامہ الحاج شاہ مفتی محمد رفاقت حسین علیہ الرحمہ سے آپ کے بہت گھرے روابط و مرام تھے۔ جس کا واضح ثبوت آج بھی ان دونوں حضرات کے درمیان خطوط کے تبادلے ہیں۔

جب بھی حضور امین شریعت اپنے گھر اسلام آباد بھوپالی پور شریف لاتے تو آپ ان سے ملاقات کے لیے ان کے دولت خانہ پر ضرور جایا کرتے تھے، با اوقات مفتی اعظم کا پور خود ہی چکنا شریف تشریف لاتے، آپ اتنی کثرت سے اسلام آباد بھوپالی پور حضور امین شریعت قدس سرہ سے ملنے جایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ کے شاگرد مولانا سجاد حسین علائی نے آپ سے پوچھا کہ حضور آپ مفتی اعظم کا پور کے پاس اتنا ملنے کیوں جاتے ہیں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ ہماری جماعت کے ایک بڑے عالم، معتمد مفتی اور بلند پایہ مناظر ہیں، ان سے مل کر قلبی سکون ملتا ہے، ساتھ ہی بہت سے مسائل میں جب الجھ جاتا ہوں تو ان سے تسلی کر لیتا ہوں۔

جب مفتی اعظم کا پور مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ والرضوان کے وصال کی خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے ایک لمبی سرداہ کھنچی اور فرمایا کہ آہ! آج سنیت کاماہستاب غروب ہو گیا، پھر شدت جذبات سے مغلوب ہو کر مفتی اعظم کا پور کی شان میں ایک منقبت لکھی جس کو ان کے عرس چہلم کے موقع پر آپ نے مولانا سجاد حسین علائی سے پڑھوا یا، جو بے حد مقبول ہوئی بلکہ سماں عین کے بار بار اصرار پر وہ دو مرتبہ پڑھی گئی، مفتی اعظم کا پور سے آپ کے قلبی لگاؤ کا ندازہ ان کی شان میں کہی ہوئی منقبت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کہی ہوئی منقبت کے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہیں۔

رہنماء اہل سنت پیشوائے اہل دین
رہبر راہ طریقت اور شریعت کا امین

خانوادہ اشرفیہ کا ادب و احترام

گزشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے کہ سرکار سرکار نبی علیہ الرحمہ جب اپنی خانقاہ میں بحیثیت خطیب کسی مستند اور مشہور و معروف شخصیت کو مدعو کرنا چاہتے تو یہ ذمہ داری شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے سپرد کردی جاتی تھی۔

چنانچہ ایک دفعہ سرکار محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کو مدعو کرنے کے لیے آپ کو بھیجا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ جب آپ سرکار محدث اعظم ہند کی بارگاہ میں پہنچتے تو بادب دنوں ہاتھوں کو باندھ کر کھڑے رہے۔ پھر جب محدث اعظم ہند نے آپ کو اپنے قریب تخت پر بٹھانا چاہا تو آپ نے عرض کیا کہ علاوہ الدین کی کیا محبابی کو وہ آپ کے ساتھ آپ کے تخت پر بیٹھے، پھر دو زانوں ہو کر آپ کی نشست گاہ سے نیچے بیٹھے گئے گویا زبان حال سے کہہ رہے ہوں کہ

بگذار کہ بندہ میمِ تادر صف بندگاں نشیم

اسی طرح ایک دفعہ چکنا شریف میں حضرت سید مختار اشرف صاحب کچھوچھ شریف کی آمد تھی، آپ نے اہل چکنا سے فرمایا کہ ان کی آمد کو بڑے پیانے پر استقبالیہ پیش کرنا ہے اور خود ان کی شان میں ایک بہترین کلام نظم کیا، اس طرح سے حضرت سید مختار اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے استقبالیہ پروگرام کی تیاری عروج پر تھی کہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کا وصال ہو گیا۔ پھر جب حضرت سید مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ چکنا شریف تشریف لائے تو اہل چکنا نے ان کے اعزاز میں ایک نشست منعقد کی اور آپ کا نظم کردہ کلام جس کا ہر شعر خانوادہ اشرفیہ سے عقیدت و محبت کی بھرپور ترجمانی کر رہا تھا، ان کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، جس کو حضرت سید مختار اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے نم آنکھوں سے سماعت فرمایا اور بوقت روغنی کافی دیر تک آپ کی قبر پر فاتحہ پڑھتے رہے۔

نقل پیش کرتے ہیں:

محترم و مخلص.....سلام و رحمت

خوردنوازی کا شکر یہ۔ میں نے آپ کو اپنی یادداشت میں محفوظ رکھا ہے خدا کرے جلد کوئی سبیل نکل آئے تاکہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو سکے، اب آپ کی صحت کیسی ہے، مجھے امید نہیں یقین ہے کہ آپ اپنی مخصوص دعاوں میں ضرور یاد رکھتے ہوں گے پھر بھی آپ سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا ضرور فرمائیں۔
امید کہ مزاج بہتر ہو گا۔

مشتاق احمد نظامی

۱۹۶۶ء
۱۲ اپریل

حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے مذکورہ خط کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ ہم عصر علامہ کی نگاہ میں جہاں معتبر و مستند تھے وہیں احترام و عقیدت کی نظر سے بھی دیکھے جاتے تھے۔
ذیل کا واقعہ بھی آپ کے مقام و مرتبے کو بخوبی واضح کرتا ہے۔

متعدد لوگوں کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کلکتہ کی سرزین میں پر ایک اجلاس بنام "سرکار دو عالم کا فرنس" منعقد تھی، جس میں آپ کے علاوہ شخصیت کے ساتھ بھاہ دوراں حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی اور دیگر نامور علماء کے کرام بھی شریک تھے۔ جلسہ محباہ دوراں حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی کی صدارت میں منعقد تھا، جب بھی علماء کے کرام کے ساتھ آپ کی آمد سٹچ پر ہوئی تو مجاہد دوراں حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ سید ہے ماں ک پر تشریف لائے اور اعلان فرمایا کہ سٹچ پر حلقہ تیغیہ کی ایک بزرگ شخصیت حضرت شاہ طالب القادری موجود ہیں لہذا ان کے ہوتے ہوئے جلسے کی صدارت میں نہیں بلکہ حضرت شاہ طالب القادری فرمائیں گی۔

مذکورہ بالا واقعہ اور خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی تحریر سے

یادگار اشرفی و نازش امجد علی[ؑ]
یعنی شیخ الوقت و سچا مفتی شرع متین
طالب ناشاد کو روتا بلکتا چھوڑ کر
چل بسا وہ حق کا پیارا سوے فردوس بریں

علماء تے اہل سنت سے روابط

کسی شخصیت کے مقام و مرتبہ کو متعین کرنے کے لیے ہم عصر علماء کی شہادت بڑی اہمیت رکھتی ہے، جس شخصیت کی عظمت و رفتہ کا اعتراف ان کے معاصر علماء کریں تو ایسی شخصیت کے مسلم ہونے میں کوئی شک و شہمہ نہیں رہ جاتا۔ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے ان کے معاصرین کی چند شہادتیں ہم یہاں اختصار کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں، جو ان کی عظمتوں کی تقییم کے لیے کافی ہیں۔

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ حلقہ تیغیہ کے ایک عظیم علمی اور عبقری شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ کافی متحک و فعال عالم تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہم عصر جید مشاہیر علماء کرام سے کافی اچھے روابط تھے۔ بالخصوص ریس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری، مجاہد دوراں حضرت علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی اور شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی علیہم الرحمۃ والرضوان وغیرہم سے گہر اتعلق تھا۔ مذکورہ علمائے اہل سنت کے ساتھ جہاں آپ کا رابطہ و تعلق خط و کتابت کے ذریعہ رہتا تھا وہیں متعدد مواقع پر ان حضرات کے ساتھ جلسوں میں آپ کی شرکت بطور خاص ہوا کرتی تھی۔ ان مشاہیر علماء کرام کے کئی خطوط انظر سے گزرے جو موقع بہ موقع آپ کو لکھے اور بھیجے گئے تھے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ جماعت علماء اعلام کے درمیان بھی کافی محبوب و مقبول تھے۔ سردست ہم یہاں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے ایک خط کی

غسل و جنازہ

بتایا جاتا ہے کہ وصال کے بعد آپ کی پیشانی سے مسلسل پسینہ جاری تھا، اور بوس پر مسکرا ہٹتھی

شاعر شرق نے کیا ہی خوب کہا ہے:

نشان مردِ مومن با تو گویم چورگ آیدِ تبسم بر لب اوست
آپ کو غسل دینے والوں میں خصوصیت کے ساتھ آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مفتی حامد القادری تغیی صاحب اور حضرت مولانا سجاد حسین علائی صاحب کے علاوہ بھی کئی حضرات شریک رہے۔

غسل و کفن کے بعد جب آپ کا جنازہ مسجد سے مدفن کی طرف چلا، تو لوگوں کا ایک جم غیر آپ کے جنازے کے ساتھ آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے چل پڑا، لوگوں کی حرمت کی انتہا اس وقت نہ رہی، جب پورے راستہ شہد کی مکھیوں کا ایک ہجوم سامنے کی طرح آپ کے جنازے پر اس وقت تک منڈلاتا رہا، جب تک کہ آپ کو سپرد خاک نہیں کر دیا گیا۔

گویا آج یہ کھیاں زبان حال سے کہہ رہی ہوں:

”طالب کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔“

آپ کی نمازِ جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے استاذزادے اور آپ کے غلیفہ اجل حضرت مولانا صوفی شاہ سید شعیب صادق القادری تغیی علائی دام نظرِ العالی نے پڑھائی۔ اور اس طرح سے جو پوری زندگی حقیقت و معرفت کی راہ کا طالب صادق رہا، ایک عالم کو اپنا طالب اور خود معرفت و روحانیت کا مطلوب بن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آسودہ خاک ہو گیا۔ آج بھی ان کی تربت انور پر ہمہ دم برسی انوار و تجلیات کی بارش بانگ دہل اعلان کرتی ہے۔

ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی تخصیت ہم عصر علماء کے کرام کے درمیان جہاں معتبر و مستند تھی وہیں حد درجہ احترام و عقیدت کی نظر سے بھی دیکھی جاتی تھی۔

وصال

آپ اخیر ایام میں تقریباً دو ہفتے تک صاحب فراش رہے۔ اس دوران آپ بالکل خاموش رہتے، کسی سے کچھ نہیں بولتے، بلکہ تنکیہ کے سہارے ٹیکے لگا کر اپنی آنکھوں کو ہمیشہ بند کرنے رہتے تھے۔

ایامِ عالت کا ایک عجیب و غریب واقعہ جس کو اس وقت آپ کی خدمت میں رہنے والے حضرات بیان کرتے ہیں، بڑا ہی مبارک ہے۔

چنانچہ اس وقت آپ کی خدمت میں تقریباً پانچ لوگ ہم وقت رہا کرتے تھے۔ ایک رات نصف شب کے بعد ایک بچے کے قریب جس تسبیح سے آپ ورد فرمایا کرتے تھے، بیماری کے باعث کئی روز سے کنڈی میں لٹکی ہوئی تھی ورنہ تو تسبیح ہمہ وقت آپ کے ساتھ ہی رہا کرتی تھی، اچانک وہ ملنے لگی، اور اس کے دانوں سے آواز آنے لگی، آواز اتنی زور کی تھی کہ خدمت میں رہنے والے اس وقت سمجھی لوگ گھبرا گئے۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ گھراو نہیں۔ لا دا سے مجھے میرے ہاتھوں میں دے دو۔ یہ تسبیح مجھے یاد کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ تسبیح جیسے ہی آپ کے ہاتھوں میں دی گئی، آواز بند ہو گئی۔

تقریباً دو ہفتے علیل رہنے کے بعد ۲/۲ جمادی الآخری ۱۴۸۵ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ دو پہر ۱۲:۲۰ منٹ پر رشد و ہدایت کا یہ عظیم آفتاب اپنے پیچھے علم و فضل کی ضیابار کرنیں چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔ انا للہ و انا

الیہ راجعون

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیسری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کاروال تجھ پر

نعتیہ شاعری: یہ ایک مسلم امر ہے کہ نعتیہ شاعری کی اولین شرط حبِ مصطفیٰ اور عشقِ رسول ہے۔ دلِ نبی کی محبت سے آباد ہو، فکر و خیال پر عشقِ رسول کا پھرہ ہو، قلب میں جذبات کا طوفانِ اٹھا ہو، تو ایسی صورت میں دل کی ہر دھڑکن، خیال کی ہر لہر اور زبان کی ہر جنبش سے نعمت کے اشعار نکلتے ہیں۔

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کا جائز لینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ نبی کی عشق و محبت سے آباد تھا۔ نبی کی محبت آپ کی متاعِ حیات تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ اپنے آقا و مولا کے جذباتِ عشق و محبت سے مغلوب ہوئے تو جذبات کی ترجیح انشعار کے ذریعہ فرمائی اور برجستہ اردو میں تو بھی فارسی زبان میں نعتیہ کلام لکھ کر اپنی تسلیم کا سامان فراہم کرتے۔

آپ چونکہ فارسی زبان و ادب پر بہت گہرا عبور کھتھتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی فارسی دانی کا عالم یہ تھا کہ آپ بلا تکلف فارسی زبان میں کلام فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اردو کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی نعتیہ کلام پیش کیا ہے۔ ذیل میں ہم حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کا فارسی اور اردو نمونہ کلام پیش کرتے ہیں۔

نعت شریف بزبان فارسی

نگا ہے کن شہابِ من نگا ہے	بدر گا ہے تو نال دادِ خوا ہے
ز شر نفسِ خود گم کر دہ را ہم	سو اے تو ندارم خضر را ہے
کرم اے دشگیر ما غریب ایں	تھی دستِ تم ندارم زاد را ہے
جبین قدسیاں بر آستانت	کہ سر کار تو ہست عالم پنا ہے
چزادارم زغیرے رسم و را ہے	منم از بندگان بار گاہت
بما بر ساں شیم زلف گا ہے	نسیما! چوں زکوئے طبیہ آئی
تعالی اللہ چہ ہست ایں بار گا ہے	جیں ریز درت شاہ و گدا اند

نہ پوچھ کیفیتِ کشتگانِ عشق نبی
بڑے سکون سے ہیں آج بھی مزاروں میں
آپ کا مزار پر انوار چکنا شریف میں مر جع خلاق ہے۔ اور عیسیٰ کلینڈر کے مطابق
ہر سال آپ کا عرس ۲ را پر میں کو نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے

فن شاعری میں مہارت

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ فن شاعری میں یکتا نے روزگار تھے، حضرت امیر خسرو اور علی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہما کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شاعری برائے شاعری کے بجائے حمد و نعمت اور سلوک و معرفت اور بزرگان دین کی منقبت کے لیے اپنے جذبات و خیالاتِ حسین و بھیل پیرا یہ میں ڈھالنا آپ کا شیوه رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر شعر مشکبا ر، سدا بہار اور عشق و عرفان سے سرشار نظر آتا ہے۔ آپ کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر یکساں عبور حاصل تھا، الہذا جب چاہتے بلا تکلف جذباتِ عشق و محبت کو بھی اردو تو بھی فارسی زبان میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ بلکہ شعر و سخن سے آپ کا لگاؤ اتنا گہرا تھا کہ اپنے تلامذہ میں بھی شعرو و سخن کا بھر پور ذوق پیدا فرما دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے شاگرد رشید حضرت مفتی عبد الحمید حامد القادری زیب سجادہ خانقاہ قادری تھتیاں شریف اپنے مکتب میں رقم طراز ہیں:

شاہ طالب القادری کو شعرو ادب سے بھی گہرا تعلق تھا اور اپنے تلامذہ میں بھی شعر و ادب کا گہرا ذوق پیدا کر دیا کرتے تھے۔ خود میرے گاؤں (تھتیاں شریف) میں آپ کے فیضِ صحبت سے آدھا درجن سے زیادہ شعراء نے نعتیہ شاعری میں وتابل احترام مقام حاصل کیا جس کے ثبوت میں گلزار حرم نامی کتاب پیش کی جاسکتی ہے۔ جو حضرت طالب القادری کے کلام کے ساتھ تھتیاں شریف کے تمام شعرائے کرام کا مطبوعہ مجموعہ کلام ہے۔ (مکتب)

منقبت درشان

شیخ المشائخ، سید ناصر کار شاہ تنع علی علیہ الرحمۃ والرضوان

حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کے دل میں اپنے مرشد برحق سے حد درج عقیدت و محبت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے مرشد برحق شیخ المشائخ سر کار شاہ تنع علی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان میں ایک دوہسیں بلکہ کئی منقبتیں لکھیں، جو آپ کے مجموعہ کلام انوار طالب میں شائع بھی ہوئیں ہیں، آپ نے اپنے مرشد کی شان میں جتنی بھی منقبتیں لکھیں ہر منقبت لا جواب اور آپ کی عقیدت کا مہکتا گلاب ہے، مگر درج ذیل منقبت کے بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ حضور سید ناصر کار شاہ تنع علی علیہ الرحمۃ کی شان میں اب تک جتنی بھی منقبتیں لکھی گئیں ہیں، ان میں سب سے زیادہ مقبول و محبوب کلام ہے، درج ذیل منقبت کی مقبولیت اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے کئی اشعار آپ کے مرشد برحق سید ناصر کار سر کا نبی قدس سرہ النورانی کے روضہ مقدسہ کے پر نور درود یا پر نمایاں حروف سے کندہ ہیں۔ درج ذیل لکھی ہوئی منقبت مظاہر قطب الانام المعروف بـ انوار قادری ص ۷۳ پر بھی مندرج ہے۔

منقبت

پیر کامل قطب عالم حضرت تنع علی
راز دار کنت کنسزا حضرت تنع علی

کیا رسائی مدرج کی ہواں چمن میں بلبلو
شاخ سدرہ سے سوا ہے رفت تنع علی

شاہ اور ہم سے ملا یہ آنکھ کیا ان کی بساط
رکھتے ہیں سینے میں پہا نعمت تنع علی

بہ ہجر تو پریشان حال طالب بدارد از تو امید نگاہے

نعمت شریف

اضطرب شوق کو حد سے گذر جبانے تو دو
آئیں گے آقا جلانے مجھ کو مر جبانے تو دو

ساری دنیا کو سنائے گا حقیقت کا پیام
ان کے بے خود کو قریب سنگ در جانے تو دو

زندگی کے راز پہاں سب عیاں ہو جائیں گے
عشق میں شیرازہ ہستی بکھر جبانے تو دو

رفعت افلک جھک جائے گی قدموں پر مرے
ہاں قریب روضہ خیر البشر جبانے تو دو

نعمت گوئی ہوگی طالب آپنی مشہور جہاں
اور کچھ عشق شہ خوبان بکھر جبانے تو دو

نعمت شریف

جگر میں درد، دل میں سوزاب چ آہ وزاری ہو
غم سرکار میں اے کاش یہ حالت ہماری ہو

زباں پر رب سلم کی صدائ اور اشک آنکھوں میں
کسی دن اس طرح حاضر تمہارا یہ بھکاری ہو

میرے اعمال ہیں جیسے بھی سب ہیں آپ پروشن
اشارة آپ فرمادیں تو میری رستگاری ہو

بہی ہے دل میں مدت سے تمنا یار رسول اللہ
جنیں شوق ہو طالب کی اور چوکھٹ تمہاری ہو

شجرہ طیبہ

حضرات عالیہ قادریہ، مجددیہ، آبادانیہ، فریدیہ، تینیغیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

آپ نے نہ صرف اپنے مرشد بحق کی شان میں منقبتیں لکھیں بلکہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کا شجرہ شریف بھی نظم فرمایا وہ بھی فارسی زبان میں۔ آپ کا نظم کردہ شجرہ انوار قادری اور انوار طالب دونوں میں مندرج ہے۔

یاخدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن	یار رسول اللہ از بہر خدا امداد کن
بہر شیر عسلی زین عباد امداد کن	از برائے پادشاہ اولیاء حسید رعسلی
وزبرائے کاظم و موسیٰ رضا امداد کن	از طفیل باقر و جعفر امام اولیاء
وزپئے شاہ جنید باصفا امداد کن	صدقة معروف کرخی و سری سقطی ولی
بہر بوافضل عبد واحد باغداد امداد کن	از برائے شبیل و بوالقاسم نور الہمدی
بہر بواحسن عسلی پر رضیا امداد کن	بہر شاہ بو الفرح طرطوسی شیخ زمن
بہر عبد القادر قدرت نما امداد کن	از برائے بوسعید شاہ محمر وی لقا
صدقہ عبد الوہاب ذوالعطاء امداد کن	از طفیل عبدالرزاق و بشرف الدین حق
بہر نمس الدین حسیرائی لقا امداد کن	از برائے شہ بہاؤ الدین و سید عقیل
پئے گدار حمن ثانی مہتد امداد کن	پئے گدار حمن اول بہر نس الدین ولی
بہر اسکندر شہ حاجت روا امداد کن	صدقہ سید فضیل و شہ کمال کیچلی
وزپئے پرجم مقتدی امداد کن	از برائے احمد سرہندی و آدم شریف
وزپئے شاہ محمد باصفا امداد کن	از طفیل شہ محمد خاں لوڈھی شیخ وقت
بہر مولانا محمد نجد زکریا امداد کن	صدقۃ آں میر سندھی محمد غوث وقت

موجب درکات بھی یاں صاحب درجات ہے
اللہ اللہ یہ ہے فسیض صحبت تنغ عسلی
کیوں نہ ہو بے خوف سارا کاروان قادری
ہے دل اعداء پہ بیٹھی بیت تنغ عسلی
فرش والو جاننا چاہو اگر اسرار عرش
کرو حاصل جان و دل سے قربت تنغ عسلی
حشر کے دن تک رہے گا بے خود و سرشار مست
پی لیا ہے جس نے حبام شربت تنغ عسلی
حضرت عبدالسمیع ہیں عسلی علیین میں
دیکھ کر عشرت بداماں حشمت تنغ عسلی
جمگا تاہے عسلی کا تاج سر پر تنغ کے
برکت مولا عسلی ہے شوکت تنغ عسلی
عارف حق محی ملت شہ جلال الدین سے
پوچھئے منزل مفتام و عظمت تنغ عسلی
پوچھتے انجام کیا ہو، عشق کا اب دوستو
ہو گیا طالب شہید الفت تنغ عسلی

ارشاد فرمایا: مرید ہو جانے کے بعد شرائط کی پابندی کریں، نمازِ نفحہ گانے باجماعت ادا کریں، کلمہ شریف کا ورد کھیں، زکوٰۃ ضرور ادا کریں، رمضان المبارک کے پورے روزے رکھیں، اللہ پاک توفیق دے توجیح بیت اللہ شریف کا سفر کریں۔ تمام فرائض ادا کریں، شریعت کی پابندی کریں، درود شریف کثرت سے پڑھیں۔

☆ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پرستختی کے ساتھ قائم رہیں، یہی میرا اور میرے بزرگوں کا مسلک ہے۔

☆ بدمند ہبوں سے دور رہیں، نہ ان کو اپنے پاس آنے دیں اور نہ خود ان کے پاس جائیں۔ علامے اہل سنت کی صحبت اختیار کریں تاکہ برے عقائد اور بدمند ہبوں کے فریب و دھوکہ دہی سے بچا جاسکے۔

☆ جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، شراب، جو اور یونہی دیگر برے کاموں سے سختی کے ساتھ پر ہیز کریں۔

بہر صوفی شاہ آبادی و احسان عسلی وزیر علیم مہتدی امداد کن
بہر دیدار عسلی و شہ فرید الدین حق پئے جلال الدین آقا پیشووا امداد کن
از پئے تیق عسلی باصفا شاہ ہدی درود عالم طالب ناشادرا امداد کن
صدقہ ایساں کہ مقبولان درگاہ تو اند
جان ہر ناشادرا در ہر دو عالم شادکن

ارشادات عالیہ

ارشاد الطالبین، علاء الاملة والدین حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاؤ الدین طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان

بزرگوں کے اقوال و فرمودات میں حکمت و موعظت کے بیش بہا خزانے پو شیدہ ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ولی کامل کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا ایک مختصر جملہ ہزاروں بے مراد کو صاحب مراد بنادیتا ہے۔ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے ارشادات آب زرسے لکھے جانے کے قابل ہیں، یہ وہ ارشادات عالیہ ہیں جنہیں آپ نے مختلف موقعوں پر ارشاد فرمایا۔

☆ آپ سے ایک صاحب نے شریعت و طریقت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: شریعت کتابوں میں ہے اور طریقت بزرگان دین کے سینوں میں پہنا ہے، نیز اتباع شریعت میں کمال پیدا کر لینے کا نام طریقت ہے۔

☆ آپ کے مرید جناب عبدالرشید صاحب ساکن مونگولی ضلع مظفر پور نے ایک بار آپ سے پوچھا کہ مقبول نیکی کی پہچان کیا ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا: جس نیکی کے کرنے کے بعد دوسرا نیکی کی توفیق ملے سمجھو کی گئی نیکی مقبول ہے، کیوں کہ توفیق خیر کی راہ مقبول اعمال سے ہی ملتی ہے۔

☆ ایک موقع پر اپنے مریدین و متوسلین کو نصیحت و موعظت سے نوازتے ہوئے

اختیار دیتا ہے۔ جس کی بدولت کبھی کسی ناگزیر صورت میں یا پھر کسی اور حکمت و مصلحت کے پیش نظر ان سے کرامات کا صدور ہوتا رہتا ہے۔

پھر یہ کرامت کبھی قبولیت دعا کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، کبھی فاقہ کے وقت کسی ظاہری سبب کے بغیر کھانا موجود ہونے کی شکل میں یا تھوڑی سی مدت میں طویل مسافت طکرنے یا شمن سے چھٹکارا حاصل ہونے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یعنی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو عام عادات کے خلاف ہیں۔

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ شریعت و سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک گوشہ شریعت و سنت کی روشنی سے منور تھا۔ جلوٹ ہو خلوٹ ہو سفر ہو یا حضر ہر جگہ آپ ہر حال میں عامل بالشريعہ رہتے تھے۔ دراصل یہی آپ کی ولایت اور سب سے بڑی کرامت تھی۔

البته بطور خرق عادت جن کرامتوں کا ظہور آپ کی ذات مبارکہ سے ہوا، اس کا تذکرہ آج بھی آپ کے مریدین اور محبین اور متعلقین و متولیین کی زبانوں پر موجود ہے۔ ہم یہاں آپ کی ان کی کرامتوں میں سے صرف چند کرامات کا ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) طوفان کا مل جانا

یہ ان دونوں کی بات ہے جب آپ موضع نور اللہ پور بنگرا متصل سرکانہ شریف میں درس و امامت کی خدمت پر مامور تھے، آپ روزانہ ہر نماز کے بعد بنگرا سے چل کر اپنے مرشد برحق کی بارگاہ میں سلوک و معرفت کی تعلیم لینے کے لیے سرکانہ شریف حاضر ہوا کرتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو اپس بنگرا آ جاتے اور نماز پڑھاتے، بنگرا کے

کشف و کرامات

حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

کرامۃ الولی استقامة فعلہ علی قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترجمہ: ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کے مطابق ہو۔

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اس خیال سے کہ جب کبھی ان سے کسی کرامت کا ظہور ہوتا دیکھوں گا تو مرید ہو جاؤں گا، ایک مدت تک وہ آپ کی خدمت میں رہا مگر کبھی کسی کرامت کو ظاہر ہوتے نہیں دیکھا، بالآخر وہ شخص بغیر مرید ہوئے آپ کی بارگاہ سے جانے لگا تو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ ایک عرصے تک تم میری خدمت میں رہے اور آج جا رہے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس شخص نے پوری بات آپ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے کہا کہ اتنے دن ہو گئے اور میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ لہذا میں کسی اور کی بارگاہ میں جا رہا ہوں جہاں کرامت دیکھوں گا وہیں مرید ہو جاؤں گا۔ اس پر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تم اتنے دن میری خدمت میں رہے بھی میرا کوئی عمل شریعت و سنت کے خلاف پایا؟ وہ شخص بولا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو گی۔

سرکار غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت و سنت پر استقامت ہی کادوس را نام کرامت ہے اور استقامت علی الشریعہ کا درجہ بہت ہی اہم ہوتا ہے۔ ہاں یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اولیائے کرام کو تصرف کا

آواز دینے والا کوئی اور نہیں حضرت شاہ طالبؑ القادری سرکار چکنا تھے، آپ نے اپنے قریب بلا یا پھر ایک شیشی سے میرے منہ میں چند بوند دو اڈاں کر ارشاد فرمایا کہ اب بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ میری والدہ فرماتی ہیں کہ خواب میں دوا پلانے کا اثر یہ ہوا کہ اگلے دن صبح کو میں بالکل صحیتیاب ہو گیا۔

(۲) روشن ضمیری

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب کان میاری والے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں گھر پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے دل میں اپنے پیر و مرشد سرکار چکنا کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ غلبہ شوق کا یہ عالم کہ بغیر کچھ کھاۓ، پیئے اسی وقت سائیکل لیا اور سرکار چکنا کی بارگاہ میں حاضری کے لیے چل پڑا، جب میں چکنا شریف حاضر ہوا تو یہ کوئی دو پہر تین بجے کا وقت رہا ہوگا۔ میرے پہنچتے ہی حضرت نے اپنے خادموں سے دستِ خوان بچانا نہ اور کھانا لانے کو کہا، جب کھانا لایا گیا تو آپ نے مجھے اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا، جب ہم لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو سرکار کے خادموں نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت آپ کے انتظار میں اب تک کھانا نہیں کھا رہے تھے، ہم لوگوں نے بار بار اصرار کیا مگر آپ ہر بار یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک صاحب میرے پاس بغیر کچھ کھائے پئے آرہے ہیں، ان کو آجائے دو پھر ساتھ میں کھائیں گے، خادموں سے اتنا سنتے ہی سرکار کی اس بندہ نوازی پر مسیری آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ کی روشن ضمیری پر میرا تیقین اور پہنچتے ہو گیا۔

(۵) آگ سے حفاظت

حافظ نقیٰ احمد علائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنی سرال منپورہ داؤ ڈنگر ضلع ویشاںی میں تھا کہ اسی دوران وہاں بہت زبردست آگ لگ گئی میری سرال کے ارد گرد جتنے بھی گھر تھے تقریباً سب جل گئے قریب تھا کہ میری سرال بھی جبل کر

قیام کے دوران مستقل آپ کا یہی معمول تھا، ایک روز عصر کے بعد سرکار سرکانی کی بارگاہ میں حاضری دے کر نماز مغرب کے لیے بنگرا و اپس ہو رہے تھے، ابھی آپ راستے ہی میں تھے کہ بہت زبردست طوفان اٹھا اور بالکل اندر ہیرا چھا گیا، آپ نے فوراً سرکانی شریف کی جانب اپنارخ کیا اور آندھیوں کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا:-

اے باد مخالف ٹھہر ذرا کسیا مجھ کو بھی ادنی سمجھا ہے
گو میری حقیقت کچھ بھی نہیں ہوں تغ علی کا دیوان
آپ کے شعر پڑھتے ہی طوفان بالکل ختم ہو گیا اور آپ بخیر و عافیت بنگرا پہنچ گئے۔

(۲) ڈاکوؤں سے حفاظت

جناب عبدالجبار صاحب ساکن ہر پور غوث نے بتایا کہ جناب مبارک حسین صاحب مرحوم ساکن نگواں ضلع ویشاںی جو آپ کے مرید و غلام تھے ایک دفعہ کڑھنی، بلیا سے نگواں کے لیے رات میں واپس ہو رہے تھے، راستے میں چند اکوٹ ملے جوان کو پکڑ کر سائیکل، گھڑی چھینتے لگے۔ اسی دوران انھوں نے دیکھا کہ سرکار چکنا قریب ھڑے ہو کر ان ڈاکوؤں سے فرماتے ہیں کہ یہ میرا مرید ہے، اسے چھوڑ دو، آپ کے اتنا کہتے ہی وہ سارے ڈاکوؤں نے چھوڑ دیئے، اور دوسرا طرف چلے گئے۔ اور وہ بخیر و عافیت اپنے گھر پہنچ گئے۔

(۳) روحانی علاج

میری والدہ ماجدہ جو آپ کی مریدہ ہیں انھوں نے میرے بچپنے کا واقعہ بتایا کہ جب میں ایام شیرخواری میں تھا تو ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا کسی طرح شفا نہیں مل رہی تھی جب کہ کافی علاج و معالجہ بھی ہوا۔ اسی دوران ایک روز خواب میں میری والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ وہ مجھے اپنی گود میں لیے کہیں جا رہی ہیں کہ اچانک آواز آئی کہ کہاں جا رہی ہو،

بیہاں تک کہ نج کی نظر اس انگوٹھی پر پڑ گئی جب میرے فیصلے کا وقت آیا تو میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ پہنچیں کیا ہو گا، مگر یہ کیا! نج نے واقعی عمر قید کے بھائے بری لکھتے ہوئے رہائی دے دی۔ پھر اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے آدمی کو بھیج کر مجھے اپنے چمیرہ میں بلوا یا اور پوچھا کہ یہ انگوٹھی کہاں سے آئی ہے؟ میں نے پیر صاحب کے بارے میں بتایا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم مجھے ان سے ملو سکتے ہو میں نے کہا ضرور وہ تو میرے گاؤں چکنا میں ہی رہتے ہیں۔

بالآخر ایک دن میں اس نج کو لے کر چکنا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پھر آپ کے اور نج کے درمیان کیابات ہوئی وہ تو میں نہیں جانتا، البتہ وہ نج میری ہی طرح اب آپ کا کادیوانہ ہو چکا تھا، اور وہ اکثر ملنے آپ سے چکنا آیا کرتا تھا آپ کی بدولت میری بھی اس نج سے کافی قربت ہو گئی اور وہ نج جب تک مظفر پور کورٹ میں رہا میں نے بہت سارے لوگوں کا کام کروا یا۔

(۷) دست غیب

مولانا عبدالحیم علائی چکنا شریف جو آپ کی خدمت میں رہتے تھے، انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک حاجت مند آپ کی بارگاہ میں آیا اور آپ سے سور و پیہ کا مطالبا کیا، حالانکہ اس وقت پیسہ بھی نہیں تھا مگر آپ نے مجھے بلا یا اور فرمایا کہ الماری سے سور و پیہ نکال لاؤ، میں نے عرض کیا حضور پیسے بالکل نہیں ہیں، آپ نے فرمایا جاؤ ٹھیک سے دیکھو، میں نے ہر کتاب اور کتاب کے ہر ایک ورق کو پلٹ کر دیکھا، پوری الماری چھان ڈالی مگر کہیں پیسہ نہیں ملا۔ میں نے واپس آ کر عرض کیا کہ حضور نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا چھا اس بارا اور دیکھا، جب میں واپس دیکھنے پہنچا اور الماری کھولی تو پہلی ہی نظر میں میری نگاہ سور و پے پر پڑی، میں نے سرکار کی بارگاہ میں حاضر کر دیئے، آپ مسکراتے ہوئے اس حاجت مند کو وہ سور و پے دے دیے۔ میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ

راکھ ہو جاتی، میں نے سرکار چکنا کو یاد کرتے ہوئے پکارا کہ حضور کرم فرمائیے! سرکار چکنا حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ سے دہائی اور فریاد کرنے کا اثر یہ ہوا کہ جو آگ کسی طرح سے تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی اب بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور گھر بھی جلنے سے محفوظ ہو گیا۔

(۶) ایک غیر مسلم کی سزا تے قید سے رہائی

مولانا سجاد حسین علائی چکنا شریف سے ان کے بیہاں کے ایک ہندو جس کا نام دیوبیندر ٹھا کر تھا جو چند نوں پہلے مر چکا ہے۔ اس نے بتایا کہ میرے اوپر ایک مقدمہ چل رہا تھا، ایک بار میرے وکیل نے مجھ سے بتایا کہ اگلی تاریخ میں تمہارا مقدمہ فالٹ ہو جائے گا اور ضرور تھمیں عمر قید کی سزا ہو گی۔ میں بہت گھبرا یا اور سوچنے لگا کہ کیا کروں ہر طرف اندر ہی رہا، اندھیرا نظر آ رہا تھا، اچانک میرے دل میں پیر صاحب کا خیال آیا، میں فوراً مسجد کی طرف چل پڑا کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ مسجد میں رہتے ہیں، میں مسجد کے گیٹ پر پہنچا تو دیکھا کہ آنگن میں چار پائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میں گیٹ پر دونوں ہاتھ کو جوڑ کر کھڑا ہو گیا، جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے اپنے قریب بلا یا، میں اپنے ہاتھوں کو جوڑے ہوئے آپ کے قریب گیا پھر آپ کے پیروں کو پکڑ کر ورنے لگا اور عرض کیا کہ سرکار مجھے بچا لیجئے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیابات ہوئی؟ میں نے پوری بات تفصیل سے بتائی اور یہ بھی بتایا کہ اگلی تاریخ میں مجھے عمر قید کی سزا ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراو نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا، پھر ایک چاندی کی انگوٹھی دی اور فرمایا کہ اسے پہن لوا اور جب تم کورٹ میں نج کے سامنے ہونا اس وقت تم کوشش کرنا کہ کسی طرح اس نج کی نظر تمہارے ہاتھ کی اس انگوٹھی پر پڑ جائے، تمہارا کام بن جائے گا۔

اسی دوران مقدمے کی تاریخ آگئی میں کورٹ میں حاضر ہوا اور نج کے سامنے گیا،

اور ادق ادرا ریہ

ذیل میں نماز پنج گانہ کے بعد عمل میں آنے والے اوراد میں سے چند کو یہاں پڑکر کیا جاتا ہے، جو ہمیشہ سے سلسلہ قادریہ آبادانیہ کے بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ ان اوراد کا ذکر سرکار سرکارا نبی قدس سرہ کے خلیفہ اول حضرت شاہ حافظ محمد حنفی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب انتباہ المریدین وغیرہ میں کیا ہے۔

بعد نماز فجر

ذکر (۱) **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ**۔ تین بار
 ذکر (۲) **كَلْمَةُ طِيبَةٍ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُمَدَارٌ سُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ تین بار
 ذکر (۳) **(تَشْهِدُ كَيْ حَالَتْ هِيَ مِنْ بَيْتِهِ بَيْتَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْحَيْرُ يُحِبُّ وَيُمِيَّزُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**۔ دس بار
 ذکر (۴) **أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ**۔ تین بار پڑھ کر سورہ حشر کی آخری تین آیتیں ایک بار
 ذکر (۵) **سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ تریس بار اور ذکر (۶) **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**۔ پڑھے۔
 ذکر (۶) **سُبْحَانَ اللَّهِ أَكْبَرُ / ۱۰۰ بار اور أَكْبَرُ لِلَّهِ أَكْبَرُ / ۱۰۰ بار اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ / ۱۰۰ بار اور**

بعد نماز ظہر: ذکر نمبر (۶/۲۱۵ اور ۶/۱۵) عمل میں لا نئیں

بعد نماز عصر: نماز ظہر کے بعد والے چاروں اذکار کا ورد کریں۔

پیسے تو الماری میں بالکل نہیں تھے پھر حضور یہ کہاں سے آگئے، اس پر حضور طالب القادری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اللہ غیب سے انتظام فرمانے والا ہے۔

(۸) حادثہ سے قبل اطلاع

جناب سریندر پر سادع رفیع بڑا بوسا کن ہر پور غوث پوسٹ پارو ضلع مظفر پور کا بیان ہے کہ میرے گاؤں (ہر پور غوث) میں میرے گھر کے قریب ایک بر گد کا درخت تھا جو کافی پرانا اور گھنا تھا، ہم لوگ دن میں اکثر اس کے سامنے میں بیٹھا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کہیں باہر سے واپس اپنے گھر تشریف لائے تو سیدھے میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کہ آپ لوگ کل سے اس درخت کے نیچے ہرگز نہ بیٹھیں کیوں کہ یہ درخت چند دنوں میں گرنے والا ہے، اس کے بعد ہم لوگ اس درخت کے نیچے بیٹھنا چھوڑ دیئے، ادھروں قبیلی چند دنوں کے بعد وہ درخت اچانک گر گیا، مگر کسی طرح کا حبانی نقصان نہیں ہوا۔ اس طرح آپ کی بدولت ہم لوگ ایک بڑے حادثے سے نج گئے۔

دعاے مبارک عطاے رحمانی

روزانہ بعد نماز عشا: اول آخر تین بار اس درود شریف کو پڑھیں۔ **اللَّهُمَّ صَلِّ**
عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا حُمَّادِ وَعَلَى إِلٰي سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا حُمَّادِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ
عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى كُلِّ مَلَكَتِكَ الْمُقْرَبَيْنَ وَعَلَى عِبَادِ
اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَارْحَمْنَا مَعْهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ درمیان میں اس
دعاے مبارک عطاے رحمانی کو تین بار پڑھیں۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ه
سُبْحَانَ رَبِّ الْأَعْلَى رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَهُ فَاتَّخِذْهُ وَكِنْلَاهُ
فَإِنْ تَوَلَّوْ افْقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَهُ عَلَيْهِ تَوَكِّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ه إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَكْبَرُه إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهُمْ إِلَى
الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَه وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًا
فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبَصِّرُونَه إِنَّا فَتَحْنَالَكَ فَتَحَمَّمِيْنَاهُ وَنُنَيْلُ مِنْ
الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاعٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَه كُلُّ هَمٍ وَغَمٍ سَيَنْجَلِي وَلَسَوْفَ
يُعْطِيَكَ رَبُّكَ فَتَرْضِيَ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ کان وَعْدُه مَفْعُولًا لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ هُمَدَرَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا حُمَّادِ وَالْهُ
وَأَصْحَابِهِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَكَتِ يَعْدِدُ مَعْلُومَه إِلَى الْأَكْبَرِ۔
مذکورہ دعاے مبارک عطاے رحمانی کے فوائد بہت ہیں۔ یہ دعاے مبارک ہمیشہ
سے جیسا کہ ہدایۃ المریدین اور رموز حقیقت وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے سلسلہ آبادانیہ تیغیہ
کے بزرگوں کا معمول رہی ہے۔

بعد نماز مغرب: ذکر نمبر ارتا ۶ عمل میں لا یں۔ اور اس کے بعد حدیۃ الرسول اور
 حفظ ایمان کی نیت سے دو دور کعتیں ادا کریں۔

بعد نماز عشا: ذکر نمبر ارتا ۳، اور ۵ کو عمل میں لا یں۔ پھر کم از کم ۱۰۰ اربار درود
 شریف پڑھیں۔

نوٹ: نماز بدیۃ الرسول پڑھنے کا طریقہ: پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ
 واضھی اور دوسرا رکعت میں الحمد کے بعد سورہ المشرح ایک ایک بار پڑھے۔ اور اس کا
 ثواب رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح کو پہنچائے۔ نماز حفظ الایمان ادا کرنے کا
 طریقہ: پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ اخلاص ۷ بار اور سورہ فلک اربار اور دوسرا
 رکعت میں الحمد کے بعد سورہ اخلاص ۷ بار اور سورہ الناس اربار پڑھے اور سلام کے
 بعد سجدہ میں جا کر تین مرتبہ کہے یا حسینی یا قیوم مثیت نا علی الایمان۔

تعلیم خمسہ

اس ذکر کے پانچ اركان ہیں:

- اول : **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ ۲۰۰ مرتبہ**
- دوم : **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُمَدَرَّسُولُ اللَّهِ۔ ۲۰۰ مرتبہ**
- سوم : **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّيْ منْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔ ۱۰۰ مرتبہ**
- چہارم : **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ ۱۰۰ مرتبہ**
- پنجم : **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللَّهِ۔ ۵۰۰ مرتبہ**

طالب قادری تاثرات کے آئینے میں

نعتیہ شاعری اور طالب قادری

از پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ علی احمد جید قادری
سجادہ نشین سرکار سر کانی شریف، مظفر پور

نوٹ: ”نعتیہ شاعری اور طالب قادری“ کے عنوان سے حضرت شاہ طالب قادری کے نعتیہ مجموعہ کلام ”انوار طالب“ میں ایک گراف تدری اور بابرکت تحریر پیر طریقت استاذ العلما حضرت علامہ شاہ علی احمد جید قادری صاحب قبلہ کی موجود ہے، آپ کی تحریر وہیں سے لے کر شامل کتاب کی جاری ہی ہے۔

شاعری اور وہ بھی نعتیہ شاعری بقول عرقی
عرقی مشتاب ایں رہ نعت ست نہ صحرا
آہستہ کہ رہ بردم تنغ ست فتم را
مگر! تاریخ اسلام شاہد عدل ہے کہ حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
قدس میں عہد رسالت ہی سے نعت کہنے کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ مذاہن بارگاہ
رسالت کے سرخیل حضرت حسان ابن ثابت کہہ جاتے ہیں۔ تابعین و تبعیں تابعین نے
بھی نعتیں کہی ہیں۔

بزرگان دین علمائے ربانیں کا تو حسین مشغلہ رہا ہے اس سلسلہ میں حضور سیدنا
غوث اعظم اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہما الرحمۃ والرضوان کے دیوان شاہد عدل ہیں
اور پھر جامی اور شیرازی کے نام سے کون آشنا ہیں، ان حضرات کی فارسی نعتیں آج بھی
زبان زد خاص و عام ہیں۔

حضور شاہ طالب قادری

تاثرات

کے آئینے میں

میں سمجھتا ہوں کہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مشہور شعر
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لہل الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
کی بہترین ترجمانی ہے۔

حضرت طالب القادری کو فارسی اور اردو، دونوں زبانوں پر کافی عبور حاصل تھا، ان کے اس مجموعہ کلام ”انوار طالب“ میں آپ اردو نعت کے ساتھ ان کی فارسی نعمتیں بھی پڑھیں گے۔ وہ نعتیہ شاعری میں صرف امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے روحاںی تلمذیت ہے، ان کے کلام کا پڑھنا اور سننا ان کا خاص مشغله تھا، علیٰ حضرت کی نعت پر تضمین کا ایک بند ملاحظہ ہو۔

جب کہ محشر کی مشکل گھٹری آپ پرے
باپ بیٹی سے اپنے بھی منہ پھیر لے
کاش اس وقت طالب یہ ہاتھ کہے
غمزدؤں کو رضاً مژده دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

یہ میرے ایک عظیم دعویٰ کی یہی دلیل ہے۔ ویسے تو ان کی ہر نعت اور نعت کا ہر شعر ان کے جذبات و عقیدت کا آئینہ دار ہے۔

چند بر جستہ شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:
سو ز جگر سے کام لے درد سے ساز باز کر
عشق نبی میں دل کو تو شمع صفت گداز کر
لور

تمہاری تحقیق نو کا شمرہ اے عقل وال تو تمھیں مبارک
جنون عشق نبی سلامت دماغ لے کر میں کیا کروں گا

چ نعت پسندیدہ گویم ترا علیک السلام اے نبی الوری
حضرت طالب القادری جن کا مجموعہ کلام ان کے صاحبزادہ بلند اقبال حضرت
علامہ شاہ محمد شہاب الدین ثاقب فائز (یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مددوح کا تاریخی
نام محمد شہاب الدین فائز ہے۔ یہ بھی نعت کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں، مسند سجادگی پر
فائز ہیں اور نعت گوئی کا ذوق و راثت میں پایا ہے، اپنا تخلص ثاقب کرتے تھے، میں نے
کہا کہ تاریخی نام کے جزو فائز کو بطور تخلص استعمال کیجیے، اس طرح ان کا تخلص اب ثاقب
سے فائز ہو گیا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت طالب القادری علیہ الرحمہ نے پہلے اپنا
تخلص راجح تختب کیا تھا اور اپنے کلام میں اسی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ میں نے
انھیں مشورہ دیا کہ آپ اپنا تخلص طالب کر لیجیے اور چوں کہ وہ تینی ہونے کی وجہ سے
 قادری تھے اسی نسبت خصوصی کی وجہ سے طالب القادری کھلانے گئے۔ یاد رہے کہ فقیر
بھی اپنا تخلص پہلے سالک رکھتا تھا اسی نسبت میں آپ نے فرمایا کہ آپ بجائے سالک
لکھنے کے اپنے نام کے ساتھ جید لکھئے اور اسی طرح میں جید القادری ہو گیا) جمع کر کے
شائع کرنے کی سعادت حاصل فرمار ہے ہیں، یہ بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر حاصل،
حضرت شیخ المشائخ سرکار سرکار نبی علیہ الرحمہ اپنا تخلص و سیم فرمایا کرتے تھے، اور اسی طرح
حضرت قطب الارشاد علیہ الرحمہ اپنا تخلص ابراہیم۔ ان شاء اللہ ان حضرات کے مجموعہ
کلام جلد ہی منتظر عام پر آئیں گے۔ حضرت طالب القادری کی نعتیہ شاعری دراصل
فیضان قادری ہے، قادریت کے ترجمان عظیم، امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
کے دیوان نعت کی آج بھی دنیا میں دھوم ہے اور آپ کا پسندیدہ سلام تو تقریباً دنیا کے
ایک کروڑ آدمی روزانہ پڑھا کرتے ہیں۔

حضرت طالب القادری کی نعتیہ شاعری کو سمجھنا ہے تو پھر اسے ان کے کلام کی روشنی
میں سمجھئے۔

منم از بندگان بار گاہت چزادارم زغیرے رسم و را ہے

حضرت مولانا صوفی شاہ سید شعیب صادق قادری تیغی صاحب خطیب و امام جامع مسجد بیلسر ضلع ویٹائی

حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری تیغی علیہ الرحمہ کی شخصیت ایسی صاف ستھری اور پاکیزہ تھی کہ جو دیکھتا ہے ساختہ اس کی نگاہوں میں ایک ولی کامل کی تصویر پھر نہ لگتی۔

آپ ایک ذی علم با کمال اور متھر ک وفعاں عالم تھے، آپ کے تعلقات اس وقت کے اکابر علماء کرام مثلاً شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند، سرکار محمد اعظم ہند کچھوچھوی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، حضرت مولانا شاہ عبدالحنفیت مفتی آگرہ، حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی، مجاهد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن، امین شریعت حضرت مفتی رفاقت حسین اور علامہ ارشد القادری وغیرہم علیہم الرحمۃ والرضوان سے تھے۔

آپ کئی مقامات پر دینی تعلیم دیتے رہے، اور آخر میں چکنا شریف آ کر ہمیشہ کے لیے یہیں مقیم ہو گئے۔ آپ جہاں کہیں بھی اقامت پذیر ہوتے، وہاں دین و سینیت کی روح پھونک دیا کرتے تھے۔ عشق مصطفیٰ کا جام پلا کر لوگوں کو سرشار و مست فرمادیا کرتے تھے۔

مجھ پر بے حد کرم فرمایا کرتے تھے۔ جن دنوں آپ تھتیاں شریف میں تعلیم کی خدمت انجام دیتے تھے، میں آپ کے حکم سے بیلسر کی مسجد میں درس و امامت کی خدمت انجام دیتا رہا، اور جب کبھی بھی آپ بیلسر سے گزرتے تو ہمارے پاس ایک شب ضرور قیام فرماتے، اور مجھے روحانیت و معرفت کی تعلیم و تلقین فرمایا کرتے تھے۔ پھر

اور ایک شعر جو خود ان کے حال کا ترجمان ہے!
نہ پوچھ کیفیت کشتگان عشق نبی
بڑے سکون سے ہیں آج بھی مزاروں میں
اور دم رخصت یہ اعتراف کہ
یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا

گداے بارگاہ تیغی
فقیر علی احمد جید القادری

سجادہ نشین سرکار سرکار نبی شریف، خانقاہ تیغیہ ماری پور، مظفر پور
۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
(منقول ازانوار طالب)

مناظر اہل سنت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی

بانی و سربراہ اعلیٰ جامعۃ الخضرا، مردن، ضلع مظفر پور
سابق شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف

عزیز گرامی قدر مولانا غلام جیلانی مصباحی سلمہ شیخ طریقت حضرت شاہ محمد علاء الدین طالب القادری قدس سرہ النورانی کے گوشہ ہائے حیات کتابی شکل میں لارہے ہیں۔ اس ضمن میں مجھ سے بھی تاثر قلم بند کرنے کی نہ صرف فرمائش کی بلکہ اب جب کہ کتاب طباعت کے لیے پریس جانے والی ہے ان کے اصرار نے قلم برداشتہ کچھ لکھنے پر مجبور کر دیا اور میں ہوں کہ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باعث ان کی خواہش کا کماحتہ احترام کرنے میں قادر ہا۔

اور حق بات یہ ہے کہ یہ سعادت یا تو حضرت العلام مولانا حامد القادری زید مجدہ کو حاصل کرنی تھی کہ وہ ان کے تلمیز رشید اور مرہون منت ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے احوال و کوائف سے زیادہ واقف اور ان کی درس گاہ سے فیض یافتہ ہیں۔

یا پھر یہ خدمت مجھے انجام دینی تھی کہ ان کے بعد ۱۳ ارسال ان کی کتاب زندگی کے مطالعہ کا موقع نصیب ہوا اگر میں اپنی مصروفیات اور حقیقت یہ ہے کہ اپنی بے بضاعتی کے باعث اس کی انجام دہی سے قادر ہا۔

بھری آنکھیں کسی کی پوچھتے جو آستین رکھتے
ہوئی شرمندگی کیا کیا ہمیں اس دست خالی سے
مگر ایک تمنا تھی کہ کسی طرح یہ کام ہو جائے اسی لئے حضرت کے صاحبزادہ بلند اقبال عزیز مکرم مولانا شہاب الدین سلمہ کو اس طرف بارہا متوجہ کرتا رہا مگر قرعہ فال عزیز القدر مولانا غلام جیلانی مصباحی سلمہ کے نام نامی تھا، چنانچہ اس جو اس سال عالم اور نیک

جب میں بیلسر کے بعض نامساعد حالات کی وجہ سے مستغفی ہوا تو آپ کے حکم سے کچھ دونوں تک آپ کے وطن مالوف ہر پور توارہ میں بھی درس و امامت کی خدمت انجام دیتا رہا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ بیلسر کی مسجد میں تشریف لے جائیں وہاں آپ کی ضرورت ہے اور وہی رہیں، ”بیلسر“ ہی آپ کی راجدھانی ہے۔ چنانچہ آج بھی آپ کے حکم کے موجب بیلسر مسجد کے حجرے میں پڑا ہوا ہوں، اور شاید میرے مرنے کے بعد یہی حجرہ میری آخری آرام گاہ بھی ہو۔ آپ کے الطاف و عنایات کی بڑی بھی فہرست ہے۔ آپ کی وصیت کے مطابق میں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہمیشہ کے لیے آپ چکنا شریف کی سرز میں پر آسودہ خاک ہو گئے۔

یہ جان کر مجھے بے حد خوشی و مسرت حاصل ہوئی کہ جناب مولانا غلام جیلانی مصباحی صاحب حضرت شاہ محمد علاء الدین تیغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات لکھ رہے ہیں۔ میں دلی مسرت کے ساتھ مولانا موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے اس اقدام کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

دعاء ہے کہ خدا نے قدیر اپنے مقربین کے روحانی فیضان سے ہم ہم ہوں کو دار ہیں میں سرفراز و سرخ رو فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاهہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سر اپا تقصیر
شعیب صادق القادری تیغی غفرله
خطیب و امام جامع مسجد بیلسر ضلع ویٹالی
۱۳ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۱۶ء

عبور و اعتماد تھا کہ حضرت سعدی کو چچا سعدی کہہ کر یاد کیا کرتے تھے، فارسی میں بھی طبع آزمائی فرماتے تھے۔ اردو میں آپ کا مجموعہ کلام شائع ہو چکا ہے، آپ کے درجن بھر تھتیاں کے وہ شاگرد جو تعلیم کی تکمیل سے قاصر ہے اور گلستان، بوستان وغیرہ آپ سے پڑھ کر معاشری ذمہ دار یوں میں مشغول ہو گئے، ان میں آج بھی ایسے ہیں جو ہل چلانے، دکانداری سنن جانے میں گلستان بوستان کے اشعار لگانے تھے ہیں۔

آپ آج کی درس گاہی و خانقاہی رقابت سے بالاتر رکھ رکھا پہنچ کی بارگاہ میں مودب رہے۔ اہل سنت کی جس درس گاہ میں گئے یا جس خانقاہ میں پہنچ، ایسا لگتا تھا کہ آپ وہیں سے وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہمیشہ سب میں یکساں مقبول رہے۔ ذہانت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حاضر جوابی کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ ایک بد نہ ہب نے ایک بار آپ سے کہا ”السلام علیکم“،

آپ نے بلا تامل برجستہ جواب دیا ”وعليکم السلام“ کہئے خریت مزاج؟ آپ اگرچہ بہت بارع بخشیت کے مالک تھے مگر طبیعت میں ظرافت بھی تھی، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگ آپ کی مجلس سے دور و نفور رہنے کے بعد آپ سے قریب تر ہونے کے متمنی رہا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک صاحب نے اپنی نومولود بچی کے نام کے لیے آپ کی خدمت بارکت میں حاضری دی، اور عرض کی کہ فلاں نام کے وزن پر ہواں کی مناسبت سے آپ نے کچھ نام بتائے مثلاً انوری، اصغری، آخری مگر سارے ناموں کے بارے میں اس نے بتایا کہ مذکورہ ناموں میں سے کچھ میری بچیوں کے ہیں تو کچھ خاندان کی دیگر بچیوں کے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اب میرے ذخیرہ الفاظ میں صرف دونام بچے ہیں جنوری اور فروری، اس پر سارے اہل محفل مسکرا پڑے۔

آپ کی خصوصیات میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ آپ عام خلفا کی طرح محض اور اد و وظائف کی تعلیم پر ہی اکتفا نہیں فرماتے تھے بلکہ تحفظ عقائد پر خاص توجہ دیتے

خوزیز نے ہم سہوں کا فرض اور قرض دونوں اتار دیا۔ فجز اہلہ احسن الجزاء۔
آدم بر سر مطلب!

حضرت شاہ طالب القادری سے میری پہلی ملاقاتِ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۷ء میں انھیں کے گلستان علم مدرسہ احیاء العلوم تھتیاں میں ہوئی اور انھیں کی خواہش پر حضرت شیر بہار علیہ الرحمہ کے ذریعہ مجھے وہاں بلا یا گیا اور مدرسہ مذکور کی صدارت نیز ۱۲رسال تدریسی تعمیری خدمات کی انجام دی میرے ذمہ رہی۔

۱۳ رہرسوں میں انھیں خلوت و جلوت اور مختلف تقریبات میں انھیں قریب سے جانے اور سمجھنے کا زریں موقع ہاتھ آیا، ان کی کتاب زندگی کا ۱۳ رسالہ عین مطابعہ جتنا بڑھا، قرب بھی بڑھا، پھر مجاہد دوراں حضرت علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، علامہ کامل سہسرا می، امین شریعت حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین مفتی اعظم کان پور، علامہ جید القادری وغیرہ اکابر اہل سنت کی مجلسی گفتگو میں حضرت کا ذکر خیران کی مبارک زبانوں پر آپ کے حوالہ سے توصیفی کلمات نے میرے دل میں ان کی عظمت کا سکھ بٹھا دیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے ان کی ذہانت و فطانت، کسی نے جودت طبع، دوراندیشی، سنجیدگی و متنانت، کسی نے استقامت فی الدین و تصلب فی العقیدہ، تو کسی نے وعظ و تذکیر، حزم و تقاء، کسی نے صبر و حل و سادہ مزاجی و توضیح و انساری مختلف اوصاف حمیدہ کا نطبہ پڑھا۔ ان کی کہتر نوازی اور علم و علامہ دوستی بھی اس دیار سے انہی کے ساتھ رخصت ہو گئی۔

آپ غالباً پس سلسلہ کے خلافے تیغیہ میں حضرت علامہ جید القادری کے علاوہ پہلے خلیفہ و مجاز تھے جو مند آراء تدریس رہے۔ ان بہت ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ کہنہ مشق شاعر بھی تھے، فارسی زبان و ادب میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ کی فارسی دانی سے حضرت سعدی علیہ الرحمہ کی یاد تازہ ہوتی تھی بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ نائب سعدی یا بہار کے سعدی ہوں۔ آپ کو فارسی زبان و میان پر اس فتدر

طالب نہیں مطلوب ہو گئے۔ رب قدیر ان کی تربت پاک پر عدل سے زیادہ فضل کی بارش کرم برسائے۔

تربت طالب پلیکن اے خدا
بارش ابر کرم ہوتی رہے

طالب دعا

محمد مطیع الرحمن رضوی

خادم جامعۃ الخضر امر و مظفر پور

۱۸ ربیع النور ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹ جنوری ۲۰۱۶ء

تحا و رعش رسول کا جام گھٹی میں پلاتے تھے، اس طرح مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت سرانجام دے کر ان کی سنت پر عامل تھے۔ اور یہ خدمت محض زبانی نہیں بلکہ تحریری بھی دیا کرتے تھے۔ بد مذہبیوں سے تحریری سوال و جواب کی کچھ کاپیاں میرے پاس بھی کتب و رسائل کے انبار میں دبی ہوئی ہیں، ان کے مطالعہ سے اس زمانہ کے مناظر کو مناظر میں کام آنے والے ایسے دلائل قاہرہ نظر آئیں گے جو ان کی نظر وں سے اوجھل ہوں گے۔

شمع نیازی نے کعبہ کو مزار آدم بتا کر جب نیاقتنہ کھڑا کیا تو آپ نے اس کا رد بلغ فرماتے ہوئے ”اظہار حقیقت“ نامی کتاب تصنیف کی اور اس طرح سے اہل سنت کے لیے ایک علمی دستاویز فراہم کر دیا جس کے سامنے شمع نیازی کی شمع بجھ گئی۔ احقاق حق اور ابطال باطل ان کی زندگی کا سر ماہی تھا، اس پروہ کس پابندی کے ساتھ کار بند رہے اس کا اندازہ ذیل کی سطور سے لگائیں۔

آپ کے وصال پر ملال سے تقریباً پندرہ یوم قبل ”چکنا“ ان کی عیادت کے لیے رقم الحروف حاضر ہوا تھا، جب وہ نیم جاں ہو چکے تھے، آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی، سانس پھولتی تھی، بات کرنے کی سکت نہیں تھی، اس عالم میں بھی حسرت بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

”بد مذہبی کی سرکوبی کرتے رہئے گا“

سچ ہے آپ کا یہ جملہ ترجیحی کر رہا ہے۔
انھیں جانا اٹھیں مانا نہ کر کھا غیر سے کام اللہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
ان کا یہ آخری جملہ میرے لیے نصیحت نہیں بلکہ وصیت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس آخری جملہ نے ان کی پوری سوانح حیات سمیٹ کر کھدی۔

بلاشہ آپ کی ذات ستودہ صفات اہل سنت کے لیے عموماً سلسلہ تبغیہ کے لیے خصوصاً ایک عظیم دولت تھی۔ ان کی طلب صادق تھی الہذا وہ اپنی طلب میں کامیاب ہو کر

اور باطنی طور پر اتنا سنوار دیتے تھے کہ ان کی شکل و صورت، لباس و پوشائے، اتحاد و اتفاق، اخلاق و عادات اور حسن عمل و حسن گفتار کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ تنی حلقہ کے برادر ان طریقت کسی اور ہی دنیا کی مخلوق ہیں۔ سچ کہا ایک حقیقت نگار شاعر نے
تو نے دل میں بھر دیا نور و حنلوص و اتحاد
زندہ بادے عظمت در بار سر کا نبی شریف

اسی نورانی ماحول کے پروردہ حضرت طالب القادری بھی تھے۔ جن کے پاس کتابی علم بھی تھا اور روحانی علم بھی، جنہوں نے اپنی پوری زندگی مسجد میں معتمک ہو کر یا مدارس و مکاتب میں دینی علوم سے بچوں کو آرائستہ فرمائے کہ حسن و خوبی کے ساتھ گزاری وہ خود بھی متشرع تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی شریعت کی سخت پابندی کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

آپ فارسی کے اچھے استاد تھے اور اپنے طلبہ کو صاحب استعداد بنانے کی بھرپور کوشش کیا کرتے تھے، آپ کو شعر و ادب سے بھی گہر تعلق تھا اور اپنے تلامذہ میں بھی شعر و ادب کا گہر اذوق پیدا کر دیا کرتے تھے، خود میرے گاؤں میں آپ کی فیض صحبت سے آدھا درجن سے زیادہ شعراء نے نعتیہ شاعری میں ایک قابل احترام مقام حاصل کیا۔ جس کے ثبوت میں ”گلزارِ حرم“ نامی کتاب پیش کی جاسکتی ہے۔ جو حضرت طالب القادری کے کلام کے ساتھ تھتیاں شریف کے تمام شعراء کے کرام کا مطبوعہ مجموعہ کلام ہے۔

میں نے حضور سیدنا سرکار سرکا نبی کے خلافے ذوی الاحترام کی گدیوں پر بیٹھنے والے اکثر سجادگان کو اس بات پر بارہا تو جدلائی کہ وہ اپنے مرکز عقیدت کے حالات زندگی، ان کی دینی خدمات، ان سے فیض یافتہ خلفا کے حالات، مریدین کی تعداد اور دیگر علمی و مذہبی کارگزاریوں کو تحریری شکل دے کر شائع کریں تاکہ اپنے دوسرے اسلاف کی طرح ان کی زندگی بھی محفوظ ہو جائے لیکن ع کون سنتا ہے فغان درویش آپ حضرات کا اقدام یقیناً لا تحقیق تحسین و قابل تبریک ہے، خداوندوں اپنے

حضرت مولانا شاہ مفتی عبد الحمید حامد القادری تیغی مصباحی صاحب زیب سجادہ غانقاہ قادری تھتیاں شریف، مظفر پور (بہار)

سلسلہ تیغیہ کی ایک علمی شخصیت

عزیز گرامی قدر حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی زید مجدمسلام و رحمت یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ میرے استاذ گرامی حضرت مولانا الشاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمہ کے حالات زندگی کو صفحہ تاریخ پر منت کر رہے ہیں، خداوندوں آپ کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور آپ کو اور آپ کے رفقاء کارکو سلسلہ تیغیہ کے بزرگوں کے فیضان کرم سے سعادت مند بنائے آئیں۔

حضرت الشاہ طالب القادری علیہ الرحمہ مرید تھے مولانا الشاہ غلام رسول صاحب فریدی علیہ الرحمہ سے جن کا مزار پر انوار تھا نہ پارو ضلع مظفر پور کے گوریگاوال نامی گاؤں میں مرجع خلاق ہے، اور شرف خلافت حاصل ہے سلسلہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ کے تاریخ ساز و باکردار بزرگ حضرت سیدنا الحاج الشاہ محمد تبغی علی علیہ الرحمۃ والرضوان سے۔ غالباً ۱۹۵۲ء کا زمانہ تھا جب حضرت طالب القادری تھتیاں شریف میں خدمت تدریس انجام دے رہے تھے، انہیں حضرت سرکار سرکا نبی نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت سرکار سرکا نبی کی مجلس پاک کا دستور تھا کہ آپ اپنی بارگاہ کے حاضر باشوں کو عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں ڈھال کر ایمان و تقدیم کا مضبوط حصار عطا فرمادیتے تھے اور ہر آن زندگی کے ہر موڑ پر کام آنے والے شرعی مسائل سے آگاہ فرماتے رہتے تھے، اسی مجلس پاک کا فیضان کرم تھا کہ آپ کے خلفاً و مریدین سنت و شریعت کے زیور سے آرائستہ ہو کر اپنے قریب آنے والوں کو بھی ظاہری

حضرت مولانا محمد ابوالنجیر تیغی علائی صاحب

صدر المدرسین مدرسہ فیضان العلوم تیغیہ دارا پٹی، مرودن ضلع منظفر پور

مرشد برحق حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمہ کی شخصیت سرکار سرکانی تاجدار ولایت حضرت الحاج الشاہ تنع علی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفاء میں اہم اور نمایاں تھی، سرکار طالب القادری کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے گونا گوں خوبیوں کو جمع فرمادیا تھا، ایک عرصے تک میں آپ کی بابرکت بارگاہ میں رہ کر خدمت کی سعادت سے بہرہ مندر ہا، آپ اعلیٰ درجہ کے مقنی، پرہیزگار اور خوف و خشیت ربانی کی لازوال دولت سے مالا مال تھے۔

آپ ایک سچے کامل خدار سیدہ بزرگ اور بافیض ولی تھے۔ شریعت و سنت پر سختی سے عمل پیرا رہنے کے ساتھ دین و سنت کے فروغ کے لیے ہمیشہ کوشش رہتے، یہ آپ ہی کا صدقہ و فیضان ہے کہ حصول علم کی عظیم ترین دولت مجھے اور میرے دیگر برادران طریقت کو ملی اور آپ ہی کی فیض رساناگاہ کرم سے چکنا اور اس کے اطراف و جوانب میں کئی علماء پیدا ہوئے۔

ظاہری حیات میں چکنا شریف کی مسجد میں بوسیدہ چٹائی پر بیٹھ کر پورے علاقے میں سرکار سرکانی کا جو فیضان تقسیم فرماتے رہے۔ آج آپ کے آستانے کی چوکھت سے وہی فیضان زمانے میں بٹ رہا ہے۔ خدا کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولا کریم ان کے آستانے سے یہ سلسلہ قیامت تک جاری رکھے اور ہم لوگوں کو ان کا فیضان لمحہ لمحہ عطا کرے۔

فقیر محمد ابوالنجیر تیغی عفی عنہ

صدر المدرسین فیضان العلوم تیغیہ
دارا پٹی، مرودن ضلع منظفر پور

حبیب کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں سلسلہ تیغیہ کے فیضان کو عام کرنے والوں کی مدد فرمائے اور سب کو حضرت سیدنا سرکار تنع علی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نقش قدم پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاص - نقیر تنع

حامد القادری المصباحی غفرله

خادم جامعہ مدینۃ العلوم، پچکوٹی شریف، ضلع، منظفر پور

۸/رذی الحجہ ۱۴۳۷ھ

تو کل واستغنا، یہی ان کی زندگی کا کل اثاثہ تھا، میں نے ان کی زندگی میں کوئی ٹھاٹ بات نہ دیکھا، ٹھاٹ پر بیٹھتے اور بسا اوقات ٹھاٹ پر ہی سوجاتے، آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یادتازہ ہو جاتی تھی۔

عشق رسول آپ کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی نعمت جب آپ ترم میں پڑھتے تو ایک عجیب سماں بندھ جاتا، لہجہ اتنا پر درد ہوتا کہ آنکھیں نم ہو جاتیں، محفل میں شاید ہی کوئی ایسا ہوتا جو متکاڑ ہوئے بغیر رہتا، ایسا محسوس ہوتا کہ عشق رسول آپ کی صورت میں محسم ہو گیا ہو، آپ خود ایک خوش فکر شاعر تھے۔ ”انوار طالب“ اس کامنہ بولتا ثبوت ہے مگر باوصف اس کے آپ صرف اعلیٰ حضرت ہی کے کلام پڑھتے، جس طرح شیخ المشائخ کو اعلیٰ حضرت سے والہانہ لگا دتھا، ٹھیک اسی طرح آپ کو بھی اعلیٰ حضرت سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی، آپ اپنے مرشد کے پرتو تھے، یا یوں کہیے کہ شیخ المشائخ کی دوسری تصویر کا نام حضور طالب القادری ہے۔ میں مبارک باد پیش کرتا ہوں ارباب خانقاہ تینی ہزار سال بعد ہی ایک زمانہ ساز بزرگ سے لوگوں کو متعارف ہونے کا موقع مل رہا ہے ورنہ تو ہمارے بزرگوں کی حیات و خدمات پر صرف چادریں ہی چڑھا کرتی ہیں۔

نیازمند

محمد علی رضا مصباحی

جامعہ عائشہ، مہوا ضلع ویشالی

حضرت مولانا محمد علی رضا مصباحی صاحب

جامعہ عائشہ، مہوا ضلع ویشالی

استاذ گرامی پیر طریقت حضرت علامہ مولانا شہاب الدین صاحب قبلہ زید محبہ نے مجھ سے کسی مجلس میں فرمایا کہ والد گرامی کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دی جا رہی ہے کچھ اپنے مشاہدات و تاثرات لکھ کر بچج دیں تا کہ اسے شامل کتاب کیا جاسکے۔

ایک ایسی ذات جو میرے خانوادے کے پیر و مرشد ہی نہیں بلکہ میرے بھی محس و مرbi ہیں، اس ذات کے حوالے سے کچھ لکھنا گوکہ میرے بس کاروگ نہیں، پھر بھی خریداران یوسف کی فہرست میں ناموں کی شمولیت بھی کسی اعزاز سے کم نہیں۔

حضور طالب القادری قدس سرہ تینی بزرگوں میں جمع البحرين کا درجہ رکھتے تھے، علم میں بڑی گہرائی تھی، شیخ المشائخ قدس سرہ کو آپ کی علمی پختگی پر کامل اعتماد تھا، جب کہیں بعد عقیدوں سے مناظرہ کی ضرورت پڑتی تو شیخ المشائخ کی نظر انتخاب آپ ہی پر پڑتی۔ کچھ کتابیں آپ کی علمی یادگاریں، مرتد شیع نیازی نے جب کعبہ شریف کو قبر آدم قرار دے کر طواف جیسے پاکیزہ عمل کوبت پرستی سے تعبیر کیا تھا اس وقت ”اظہار حقیقت“ کے ذریعہ آپ نے اس کا سخت تعاقب کیا۔ میرے خیال میں یہ پہلی کتاب ہے جو افکار نیازی کے بطلان پر لکھی گئی۔

آپ کے عالمانہ رنگ و آہنگ پر صوفیانہ طرز و ادغال ب تھی، جس راہ تصوف کے آپ صوفی تھے اس کا مأخذ اشتقاق ”صافی“ نہیں بلکہ ”صفاء قلب“ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے، روشن ضمیری آپ کے چہرہ سے عیا تھی۔ پاک باطن اور نیک سیرت تھے، طبیعت حد درجہ زادہ ادا نہ پائی تھی، تقویٰ و طہارت صبر و شکر، شایم و رضا،

میں رہتا اس کے اندر بھی آپ یہ جذبہ بیکراں پسید فرمادیا کرتے تھے۔ پوری زندگی اشاعت مسلک حقہ کے لیے کوشش رہے، دیانت، وحابیہ اور دیگر باطل و بد مذہب جماعتوں کی سرکوبی کے لیے جیسے آپ کی زندگی وقف ہو۔

آپ کی پوری شخصیت حدرجہ بارعہ و پرشیش تھی، آپ کی صرف گفتاری دنوایز نہ تھی بلکہ آپ کا کردار بھی دنوایز تھا، آپ کے بافیض مجلس کے حاضر باش عوام ہوں یا عالماب کی زبانوں پر آپ کے دنوایز لفڑا کو کردار کے تذکرے آج بھی موجود ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ کی شخصیت اس شعر کے مصدق تھی ۔

نگہ بلند، سخن دنوایز، حبائ پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

آپ کے زادہ نہ، صوفیانہ اور عارفانہ گوشہ ہائے زندگی اور کتاب حیات کو پڑھنے کے بعد ہر کوئی بر جستہ آپ کے بارے میں یہی کہتا ہوا نظر آئے گا، کہ آپ بالکل اپنے مرشد و مریب شیخ المشائخ سر کار سر کا نبی کے مظہر تھے، جن کا ہر لمحہ یاد خدا میں گزر کرتا تھا، جنہیں نہ دنیا کی کوئی فکر تھی اور نہ ہی اہل دنیا کی۔

آپ نے اپنی حیات ظاہری میں اپنی نگاہ ولایت سے نہ جانے کتنے دکھ درد کے ماروں کے غم کامدا اکیا اور آج بھی یہ سلسلہ آپ کی چوکھت سے جاری و ساری ہے۔ رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات کو عام و تام کرے۔ اور ان کے فیضان سے ہم ہوں کو وافر حصہ عطا کرے۔

نیازمند

محمد امیر الدین نوری

مدرسہ حنفیہ غوثیہ توارہ چندن پوسٹ پارو ضلع مظفر پور

حضرت حافظ وقاری الحاج محمد امیر الدین نوری صاحب

مدرسہ حنفیہ غوثیہ، توارہ چندن، پارو، مظفر پور

ارشاد الطالبین علاء الملة والدین حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمہ شیخ المشائخ سیدنا سرکار تبغ علی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلیفہ اجل اور محبوب نظر تھے، آپ تقویٰ و طہارت کے حسین پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ بیک وقت مدرس، مبلغ، مصنف، مناظر اور ایک اچھے شاعر بھی تھے۔

یہاں دنوں کی بات ہے، جب میں آپ کے گلشن علم و ادب مدرسہ احیاء العلوم تھنتیاں شریف میں اپنے استاذ گرامی مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا منفی محمد مطیع الرحمن رضوی صاحب کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کر رہا تھا، میں نے ان ایام میں بہت ہی قریب سے آپ کی زندگی کے متصوفانہ اور زادہ نہ گوشوں کو دیکھا، یقیناً آپ ہر گوشہ حیات سے بہت ہی بافیض و باکمال اور بے مثل و بے مثال نظر آتے تھے۔ اللہ کی بارگاہ کے مقرب و محبوب تھے۔

آپ کی ہمیشہ مجھ پر شفقت و عنایت خاص رہی، غم خواری و غم گساری اور بندہ نوازی آپ کا شیوه تھا۔ طبیعت میں یہ کونہ ظرافت بھی تھی، بایں ہمہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں آتا وہ ہمیشہ کے لے آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا۔ آپ کی کتاب زندگی کے پاکیزہ اوراق اس کے قلب و نظر میں ہمیشہ کے لیے نقش کا لجھر ہو جایا کرتے تھے۔

آپ مجھ پر بے حد اعتماد فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے مدرسہ احیاء العلوم تھنتیاں شریف کے آمد و اخراجات کی ذمہ داری میرے سپرد فرمائی تھی۔ اس کے علاوہ بعد میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ توارہ چندن کی خدمت بھی آپ نے میرے حوالے کی۔ آپ کے سینے میں خدمت دین و مذہب کا ایسا جذبہ تھا کہ جو بھی آپ کی خدمت

فیضان بھی عطا ہوا تھا۔ اسی لیے سرکار کے تمام خلافاً میں آپ ”بڑے مولا نا“ کے خطاب سے نوازے گئے۔ آپ شاعری میں بھی اعلیٰ مفتام پر فائز تھے اور آپ کی شاعری اعلیٰ درجہ کی شاعری تھی۔ وہ مجھ سے برابر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا کلام سننا پسند کرتے تھے۔ دیگر شعرا میں آسی غازی پوری، محمدث عظیم ہند، وفا صفحی غازی پوری، ادیب مکن پوری وغیرہم کے نعتیہ اشعار بھی سننے رہتے تھے۔ اس دور کے جو چند شعرا آپ سے شعری اصلاح لیا کرتے تھے۔ آج ان کا بچھے شعرا میں شمار ہوتا ہے۔ اس دور کے بڑے علماء سے آپ کو قلبی اور قریبی تعلقات تھے۔ حضور امین شریعت مفتی عظیم کانپور سے آپ کو بڑا گہرالگاؤ تھا۔ آپ بارہ ان سے ملاقات کرنے ان کے گھر اسلام آباد (بھوپال پور) جایا کرتے تھے۔ آپ ہرسال بار ہویں شریف اور گیارہویں شریف کے موقع پر حشیش میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ جس میں تقریر کرنے کے لیے باوقار اور مستند علماء کرام کو بلایا کرتے تھے۔

میں ایک دفعہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے کسی اور سے مرید ہونے کے لیے فرمایا، میں نے عرض کیا کہ حضور ہی میری پسند ہیں بلکہ میری ہی نہیں میرے پورے گھروالوں کی پسند ہیں، جس طرح میرے والدین آپ سے مرید ہیں میں بھی آپ ہی سے مرید ہوں گا بالآخر حضرت نے کرم فرمایا اور اپنی غلامی میں مجھ حقیر کو داخل کرتے ہوئے مرید فرمایا۔

خدا کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بروز قیامت ہم سہ ہوں کا حشر آپ کے قدموں میں فرمائے اور دارین میں ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔

محمد سجاد حسین علائی

چکنا شریف ضلع مظفر پور

۵ اذی الحجه ۱۴۳۷ھ

حضرت مولانا سجاد حسین علائی صاحب

چکنا شریف ضلع مظفر پور

میری عمر اس وقت تقریباً بارہ سے چودہ برس رہی ہو گی جب میں نے حضور علاء الملة علیہ الرحمہ کو چکنا شریف میں موجود پایا تھا۔ اس سے قبل چکنا شریف میں کب تشریف لائے مجھے کچھ یاد نہیں۔ چوں کہ میرے بچپن اور شورو آگئی سے بے گانگی کا زمانہ تھا۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ بچپن میں ان سے مجھے بہت ڈر لگتا تھا، ابتدائی کستا میں یہ رہنا القرآن سے لے کر ناظرہ، قرآن شریف اور فارسی کی پہلی، آمد نامہ اور گلزار دبستان وغیرہ میں نے ان سے پڑھی۔ پھر انہوں نے ہی دارا پڑی مدرسہ فیضان العلوم میں داخلہ کروایا جہاں چار سال تک فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں میں پڑھتا رہا۔

مسلسل میں اور میرے چند ساتھی شب و روزان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ہر وقت میں ان کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ سفر و حضر میں میں ان کا خادم تھا، اٹھارہ سے انیس سال کی میری عمر ہی ہو گی جب ان کا انتقال ہوا تھا۔

حضور علاء الملة علیہ الرحمہ ایک ایسے مرد فقیر ہیں جن کی پوری زندگی حنبل خدا کی خدمت اور گم گشتگان راہ کی ہدایت و رہنمائی میں گزری۔ آپ کی مقدس ذات سراپا ہدایت و اصلاح تھی۔ آپ کی صحبت با فضل صحبت تھی، کیوں کہ زہدو تقوی اور نفس کشی کے اعلیٰ مقام پر آپ فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل جن نعمتوں پر ہوا وہ آپ کی ذات سے فیضیاب ہوئے۔ ہاں ایسے بھی لوگ بھی میری نظر وہ سے گزرے جنہیں ان کی صحبت سے کچھ فائدہ نہ ملا کیوں کہ ”تربیت نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بدست“ میں نے آپ کے بارے میں جو بھی الفاظ لکھے وہ میرے تجربہ و مشاہدہ کے عین مطابق ہیں۔

حضور علاء الملة علیہ الرحمہ کو شیخ المشائخ سرکار سرکار نبی علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے علم کا

کو کوئی ضرورت یا کوئی پریشانی ہو تو شہاب الدین سے ضرور کہنا۔

بلاشہمہ آپ کے صاحب زادہ گرامی پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ قادری تغیی علائی آپ کے پرتو اور عکس جمیل ہیں، آج بھی جب ہمیں ان کی یاد بے چین و بے قرار کرتی ہے تو آپ کے صاحب زادہ گرامی پسیر طریقت حضرت علامہ مولانا شہاب الدین صاحب قبلہ کو دیکھنے کے بعد چین و سکون مل جاتا ہے۔

چکناوالے حضور شاہ طالب القادری کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتے کہ وہ ہمیشہ ہم چکناوالوں کے درمیان آرام فرمائیں۔ آج ان ہی کی بدولت چکنا کو چکنا شریف اور عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھا اور کہا جاتا ہے۔

خاکپائے طالب القادری

عبد الحکیم علائی

چکنا شریف ضلع مظفر پور۔ ۱۵ اذی الحجه ۱۴۳۷ھ

حضرت مولانا عبد الحکیم علائی صاحب

چکنا شریف، ضلع مظفر پور

سیدی و سندری آقا مولائی مندوی حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمہ شریعت و طریقت کے ایک حسین سنتگم تھے۔ آپ متقدی، پرہیزگار اور ایک بافیض ولی تھے۔

ایک عرصے تک میں آپ کی خدمت میں رہا، میں نے آپ کو بے مثل و بے مثال پایا۔ آپ سے میں نے تعلیم حاصل کی پھر میں نے کچھو چھہ شریف حب امنع اشرف میں داخلہ لیا۔ میں اپنے نام کے ساتھ ”علائی“ لکھا کرتا تھا، چوں کہ میں آپ کے حلقہ غلامی میں داخل ہو چکا تھا۔ اسی نسبت سے علائی لکھتا تھا۔ ایک دفعہ حب امنع اشرف کے مہتمم حضرت سید اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے میرے نام کے ساتھ علائی کیوں لکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضور سرکار تغیی علیہ الرحمہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمہ سے بیعت ہوں، لہذا ان کے نام سے نسبت کرتے ہوئے علائی لکھتا ہوں۔ حضرت سید اظہار اشرف صاحب قبلہ نے جب میرے پیر و مرشد کا نام سناؤ تو برجستہ مجھ سے فرمایا کہ ماشاء اللہ بہت اچھے پیر کے مرید ہو۔“

بلاشہمہ مرشدی الکریم حضور طالب القادری علیہ الرحمہ کی ذات وہ ذات تھی جنہیں اچھے اچھے اچھا کہا کرتے تھے۔

آج یہ آپ کا ہی احسان ہے کہ چکنا اور اس کے اطراف میں کئی علماء نظر آ رہے ہیں آپ چکناوالوں کو بہت چاہتے اور مانتے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد تم لوگوں

نیک طینت نیک نام حضرت مولانا شاہ علاء الدین طالب القادری خلیفہ شیخ المشائخ
حضرت تنغ علی شاہ کا تعلق چکنا شریف مظفر پور سے ہے، آبائی وطن رتوارہ چندن پوست
پارو ضلع مظفر پور تھا، زندگی کی سماں بہاریں دیکھنے والے عالم باعمل نے مسجد و مدرسہ
میں امام و مدرس کی حیثیت خدمات انجام دیں، درس و تدریس کے ساتھ آپ نے رشد و
ہدایت کا بھی چراغ جلایا اور سات لوگوں اپنی خلافت سے نوازا جب کہ آپ کے
مریدوں کی تعداد ہزاروں میں ہے مریدین کا حلقہ وسیع ہونے سے آپ کی مقبولیت
عیاں ہے اس مقبولیت میں خوش گوارا صافہ جو چیز کرتی ہے وہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی مدح سرائی کہ اس کا رشتہ عشق شہ خوبال صلی اللہ علیہ وسلم سے استوار ہے۔
نعمت گوئی کو طالب القادری نے تو شہ، آخرت اور ذریعہ نجات جانا، سایہ عدام مصطفیٰ کا
ملنا ان کی نظر میں مدحت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ ہے۔ نعمت گوئی کے شغل میں
ان کا انداز مخلصانہ ہے اور اسی انداز سے وہ درود نعمت کے پھول بنام رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نچخار کرتے جاتے ہیں۔

نعمت گوئی کا مجھ کو صلہ مل گیا	نعمت گوئی دامنِ مصطفیٰ مل گیا
تیر انام بھی آگیا اللہ اللہ	نعمت گوئی کے شغل میں طالب
چھٹے نہ ہاتھ سے دامانِ احترام رسول	اسی سے حشر میں ہو گی نجات اے طالب
اور کچھ عشق سہ خوبال نکھر جانے تو دو	نعمت گوئی ہو گی طالب اپنی مشہور جہاں
گہارے حمد و نعمت لاثا تارہوں گا میں	بزم رسول پاک سجا تارہوں گا میں

(انوار طالب)

نعمت گو شعر نے انسانی زندگی پر محظوظ کریا، محسن انسانیت، پیغمبر اسلام محمد عربی صلی
اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا اعتراف کیا ہے، مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و
رفعت اور شانِ محبوی پر رoshni ڈالی ہے چنانچہ طالب القادری نے بھی سرکار دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت، رفت و بلندی، عظمت و فضیلت کا شاعر انہ اور الہانہ اظہار کیا

ادیب عصر گرامی و قاربِ محمدی صاحب قبلہ

ساکن چاند پور فتح پوست بریار پور ضلع ویشالی (بہار)

طالب القادری کی نعمتیہ شاعری

نعمت گوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”بعد از خدا بزرگ“ ہونے اور ان کی
رحمت للعالمین کی توضیح ہے۔ یہ حصول خیر و برکت کا عمل ہے اس کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی مدح و شناہ ہے، ان کی سیرت و شخصیت سے عوام الناس کو روشناس کرانا ہے، تقید و
پیروی کی ترغیب دینا ہے۔ روایت طور پر توہر شاعر نے اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے
مگر خصوصیاتی توفیق اسے ہی میسر ہوئی جو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو، فخر دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے حقیقی محبت اور عشق و عقیدت نعمت گوئی کی محک
ہے کامل عشق و لقین، اطاعت و تسلیم اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح عرفان حاصل
ہونے کے بعد ہی نعمت گوئی میں باضافہ طلبی آتی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد علاء
الدین طالب القادری تنگی علیہ الرحمہ و الرضوان وہ صوفی باصفا ہیں جنہیں تاج دار کوئی نہیں
صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت نے نعمت گو بنا یا۔ آپ کا مسلک خود پرستی یا نخوت
نہیں بجز واکساری اور جان ثاری و دل گدازی ہے، صوفی شعر اور تصوف کے خانوادوں کا
نعمت گوئی کے عروج و مقبولیت میں خاصاً خل رہا ہے، صوفیاً کرام اور صوفی شعراء نے
ہماری زندگی اور شعر و ادب دونوں کو متاثر کیا ہے، بہار جیسے مردم خیز خطہ کے علماء صوفیاء نے
اپنی دینی اور روحانی تعلیمات کے وسیلے سے اس سرز میں پاک کو بزرگی اور برتری کا شرف
بنخشنا جن کا دل بادہ تصوف کا چھلکتا جام ہے جو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پچے
مداح اور شیدائی ہیں جن کا شعری سر ما یہ نور جسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے منور ہے۔

کمالات کو جاگر کیا ہے کہ ان سے بخشش کی امید ہے، حضرت طالب القادری نے شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کے طلبگار ہونے کا مودبانہ ثبوت پیش کیا ہے۔

سراکار ہمارے ہیں تو کس بات کا ڈر ہے
مانا کہ خطا کار و گناہ گار ہیں لیکن
سرپ ہو گا سایہء دامان سرکار جہاں
دیکھنا ہم عاصیوں کی شان کو روز حساب
مرے اعمال ہیں جیسے بھی سب ہیں آپ پر روشن
اشارة آپ فرمادیں تو میری رستگاری ہو
نجات خلق کی ہے آپ کے اشاروں میں
کرم کرم کہ ہوں میں گناہ گاروں میں
ادھر بھی نگاہ کرم میرے آقا
گنہگار بھی تو ہیں آخر تمھارے
فتر عصیاں دھلے سر سبز ہو کشت امید
گرم برس جائے بھی گیسوے رحمت کا سحاب

(انوار طالب)

شاعر شیریں کلام طالب القادری نے انہیں نعمتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شر
عقیدت، فرط محبت، اظہار عشق، اور ان کی حیات اقدس، سیرت پاک، اخلاق و اقوال
، اعمال و اوصاف کو زیر بحث لایا ہے، قاری کے دل میں موجود الفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو
جگایا ہے اس لیے کہ خود ان کے دل میں عشق مجھی کی شمع روشن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
والہانہ شفیقی اور سادگی و سنجیدگی طالب القادری کی شخصیت کا نمایاں جو ہر ہے، وہ رسمًا
نہیں جذب دروں سے مجبور ہو کر شعر کہنے والوں میں ہیں، ان کی نعمتیہ شاعری ذہن کی
پیداوار نہیں بلکہ دل کی آواز ہے، جو بر جنگی اور بے سانگی کے پیکر میں ڈھل کر نمودار
ہوئی ہے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ انس والفت نے طالب القادری کی نعمتوں
میں اثر انگیزی پیدا کی ہے، وہ اثر انگیزی جس کی اہمیت قادر الکلامی اور فن مہارت سے
زیادہ ہے، فقیر انہ اور قلندرانہ شان والے طالب القادری کے نعمتیہ اشعار میں احساس کی
وہ شدت ہے کہ بات قلب و روح کی گہرائیوں میں اترتی چلتی ہے۔

جگر میں در دل میں سوز لب پا آہ وزاری ہو غم سرکار میں اے کاش یہ حالت ہماری ہو
مئے عشق محمد جس کو مل جاتی ہے قسمت سے پھر اس کو کوئی رنج و غم نہیں رہتا زمانے میں

ہے کہ دنیا ہی نہیں آخرت بھی ان سے وابستہ ہے حشر میں انہیں کی شفاعت کام آئے گی،
دونوں عالم ان کی حاجت روائی کا محتاج ہے، شاعر نے اس کی تعریف کی ہے جس کے
ٹکڑوں پر کائنات پلٹتی ہے، اس کے اوصاف بیان کیے ہیں جس کے دم سے کفر کی ظلمتیں
مٹی ہیں، اس کی شاخوانی کی ہے جس کا نام خدا کے ساتھ آتا ہے، اس کی حیات طیبہ کی
بات کی ہے آب حیات جس کے تلوں کا دھون ہے، اس کی نعمت لکھی ہے جس کی بادشاہی
ہر زمانے میں ہے، طالب القادری نے ہادی دو جہاں، پیشوائے سل، مالک جزوکل،
محبوب رب، رحمت کل، جلوہ نور اول کی مدحت سرائی میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ حد سے
تجاویز کیا ہے، یعنی تواریکی دھار پر بڑی ہوشیاری سے چل کر دکھایا ہے۔

یہ ہے عظمت مصطفیٰ اللہ اللہ کہ ہے عرش بھی زیر پا اللہ اللہ
دو عالم ہیں محتاج جس کے کرم کے وہ ہے میرا حاجت روا اللہ اللہ
سمجھ سکے نہ ملک رفعت مقام رسول فراز عرش سے بالا اوج بام رسول
خیال طائر سدری جہاں پہنچ نہ سکا وہ رفتیں وہ منازل ہیں زیر گام رسول
اس کے قبضہ میں تھی ٹوٹی چٹائی اس کے گھر میں تھی ٹوٹی چٹائی
مجھ کو وہ مالک دو سر امل گیا جس کے زیر تصرف ہے کون مکاں
منکر و دیکھنا سرکار کی شان کیتا حشر میں آپ ہی کا اڑتا پھریرا ہو گا
پھر بھی ممکن ہی نہیں سروردیں کا جواب لا کھ آ جائیں مقابل آفتاب و ماہتاب
(انوار طالب)

مذاخ خیر اور ری حضرت طالب القادری نے حضور پرنو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان
کرتے ہوئے انہیں باغ قدرت کا مہکتا پھول، حق کی ضیا پھیلانے والا، ظلمت و کفس
مٹانے والا، شمع محبت دل میں جلانے والا، جود و کرم کا دریا بھانے والا، آتش غم کا بجھانے
والا، جن و بشر کی بگڑی بنانے والا، حق سے گنة بخشانے والا، بے کس اور بے بس کا سہارا،
ڈوہتی ناؤ کا کھیون ہارا اور خود کو خطا کار، گنہگار، سیاہ کار، بتا کر شاہ ا Mum صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و

اگر دل میں تنا ہے جہاں میں بادشاہی کی تو پہلے سرور کو نین کے دربار کا بھکاری ہو جس پر مد و نجوم کی تابش بھی ہے ثار

(نووار طالب) آقا کی عنایت کی نظر دیکھ رہے ہیں اب دل میں محبت کا اثر دیکھ رہے ہیں

روضہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں کی نظر دیکھنے والے فدائے رسول حضرت بفیض محبت مجھے آج طالب۔ طالب القادری، دعا گو ہیں کہ انھیں روضہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جانے کا شرف حاصل ہوا اور وہاں پہنچ کر نگاہوں کو وہ ادب سے جھکائیں۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ غم گسار ہیں جنھیں مصیبت میں پکارا جاتا ہے۔ طالب القادری نے اپنے لئے اور امت دوست و عقیدت کا اعلان کیا ہے، وہ دعا جو دیونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی آواز ہے، در

محمد یہ کے لئے دعاۓ خیر کی ہے، وہ دعا جو دیونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی ہے اپنی مصطفیٰ پر پہنچنے کی جہاں انہوں نے دعا کی ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی ہے اپنی محبت و عقیدت کا انعام چاہا ہے، وہ جبین شوق جھکانے کے متمنی ہیں کہ جہاں مرنا رشک زندگی کے لئے دعاۓ خیر کی ہے، وہ دعا جو دیونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی آواز ہے، در

مشتعل ہوا اور وہاں پہنچ کر نگاہوں کو وہ ادب سے جھکائیں گے

بھر نبی میں اشک بہاتا رہوں گا میں دامن کو رشک خلد بناتا رہوں گا میں

(نووار طالب)

تو نویر میرے دل میں اس بے مثال کی نظر جلوہءِ معبر آ رہا ہے وہ آتے ہیں مشکل کشائی کو طالب۔ عشق میں شیرازہ ہستی بکھر جانے تو دو زندگی کے راز پہاں سب عیاں ہو جائیں گے دامن کو رشک خلد بناتا رہوں گا میں

بھر نبی میں اشک بہاتا رہوں گا میں

(نووار طالب)

اردو کی نعتیہ شاعری میں شاہ عرب صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کے جوش خروش کے ساتھ روضہ اقدس کی زیارت کا ذوق شوق بھی دیکھائی دیتا ہے، حضرت طالب القادری نے مست و سرشار ہو جانے، میخوار ہو جانے، نذر سرکار ہو جانے، بیمار ہو جانے اور سگ دربار ہو جانے کی تمنا کی ہے، سرور دیں صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ وہ آستانہ ہے جہاں سطوت شاہانہ سرگوں ہے، چاند ستارے اس در کے بھکاری ہیں، وہاں قدسیوں کا شب و روز بسیرا رہتا ہے، ملائک درود وسلام پڑھتے ہیں، یہ وہ در ہے جسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کعبے کا کعبہ کہا ہے، اس در کی گدائی بادشاہت سے کم نہیں، یہاں فقیری میں بھی شان سلطانی ہے۔

دنیا میں کوئی اور مفر ہے نہ مقرر ہے بے یاروں کا ملا فقط سرکار کا در ہے
بس وہی ہوگا میرے شاہ کا روضہ زائر قدسیوں کا جہاں دن رات بسیرا ہوگا
جبین شوق جھک جاتی ہے تو اٹھنے نہیں پاتی کشش اتنی ہے محبوب خدا کے آستانے میں
تیرے در کی گدائی کم نہیں کچھ بادشاہی سے فقیری میں بھی اپنی شان سلطانی نہیں جاتی
ملتی نہیں نظیر کسی بارگاہ میں جوبات ہے شہا تیرے جاہ و جلال میں
سرور دیں کے آستانے پر سرگوں سطوت شاہانہ ہے خم ہے جس پر فلک کا اونچا سر میرے آقا کا آستانہ ہے

مرے رب مجھ کو پہنچا دے اب ان کے آستانے پر کہ جن کے آستانے پر ملک بہر سلام آئے رفت افلک جھک جائے گی قدموں پر مرے ہاں قریب روضہ خیر البشر جبانے تو دو ادب سے نگاہوں کو اپنی جھکائے در پاک خیر البشر آرہا ہے ہو گا مرناؤہ مرار شک شہیداں طالب سر جو حنم ان کے در پاک پہ میرا ہوگا یقین ہے وہ کبھی تو اپنے روضے پر بلا نیں گے کبھی تو رنگ لائے گا غم بھرنا ضرورا پنا

(نووار طالب)

دیدار اقدس کی تمناؤہ تمنا ہے کہ اس کا دل میں پیدا ہونا ہی بڑی سعادت کی بات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مسیحائی کا اظہار ہو گا اور مرقد میں ان کا دیدار خیز ہو گا، یعنی جناب طالب کو مرنا اس لئے قبول ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ایک بہانہ ہے، مرقد کی تہائی اور اندھیرے میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ مونس کا کام کریگا، اس لئے شاعر کی تمنا ہے کہ دم آخر لب پر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رہے تاکہ خاتمه بالخیر ہوتی کہ صور اسرافیل سن کر جب نیند ٹوٹے تو اس وقت بھی لب پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جاری رہے۔

مجھ کو میرنا قبول ہے کیونکہ ان سے ملنے کا ایک بہانہ ہے
آئینگے آقا جلانے مجھ کو مرجانے تو دو
اضطرابِ شوق کو حد سے گزر جانے تو دو
سفینہ بحرم سے زندگی کا پار ہو جائے
دم آخر جو لب پر مصطفیٰ پیارے کا نام آئے
مرقد میں بھی آنکھیں ہیں کھلی دیدکی خاطر
دیوانے تیسری رہگزرو دیکھ رہے ہیں
ترے جلوؤں کے سوا کون بنے گا مونس
جبکہ میں ہوں گا اور مرقد کا اندھیرا ہو گا
الہی صور اسرافیل سن کر نیند جب ٹوٹے
محمد مصطفیٰ کا نام میرے لب پر جاری ہو
(انوار طالب)

اصناف سخن میں زیادہ نازک و لطیف صنف نعمت ہے، کیونکہ یہ کسی عام شخص کی تعریف و توصیف نہیں ہے بلکہ سر و کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف ہے جن کا کوئی ہم سرو شانی نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں ”بأخذ دیوانہ باش و باحمد ہوشیار“ کی منزل ہمہ دم پیش نگاہ ہنی چاہئے، نعمت گوئی بڑے ہو شہ و ہواں کا عمل ہے، سر کار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے مودب و مہذب رہنا بے حد ضروری ہے، زبان و بیان کی لغزش بھی جرم ہے، طالب القادری نے اس سلسلے میں محتاط رویہ اپنایا ہے، ان کی زبان عشق محمدی سے سرشار ہے، انہوں نے معصوم، سادہ اور بے ساختہ زبان استعمال کی ہے، وہ زبان جو تکلف و قصنع سے یکسر پاک ہے، زبان صاف شستہ، روایاں دواں ہے تو لب والجہ دل آویز اور طرز اظہار شگفتہ

ہے، عاشق مصطفیٰ حضرت طالب القادری بظاہر زیارت حریمین شریفین سے محروم رہے مگر ان کے نعتیہ اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں اس زیارت کا روحاںی شرف حاصل تھا، تصور مدینہ سے وہ باغِ خلد کے مزے لوٹتے رہے، دیگر نعمت گو شعر اکی طرح حضرت طالب القادری نے بھی مدینۃ النبی کا ذکر کیا ہے مگر اس ذکر میں ہوش کا دامن نہیں چھوڑا ہے، انہوں نے اس دیارِ حبیب کا ذکر خیر کیا ہے جہاں ہمہ وقت تو نویر سحر پھیلی رہتی ہے، ہر سمت جلوؤں کے دھارے بہتے ہیں، دیوانہ مدینہ وہاں کی خاک اڑانے میں سکوں محسوس کرتے ہیں اس لئے کی طبیبہ کے ریگزاروں میں جو دل کشی ہے وہ آسمان کے کہکشاں میں نہیں، مدینہ کے خارزاروں میں جو رنگ نور ہے وہ کسی چیز کی بہاروں میں نہیں، جینا آغوش مدینہ میں جینا ہے کہ وہاں ہونے سے رنج و غم دور ہتا ہے، طالب القادری بلبل زار مدینہ ہیں جو ہند کے قفس سے آزاد ہو کر گلشن دیارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں چپھانا چاہتے ہیں۔

مدینے کی رعنایاں اللہ اللہ اللہ ہر سمت بہتے ہیں جلوؤں کے دھارے
جو رنگ نور ہے طبیبہ کے خارزاروں میں کہاں وہ حسن ہے جنت تری بہاروں میں
اللہ رے یہ عالم انوار مدینہ راتوں میں بھی تنویر سحر دیکھ رہے ہیں
بنے مسکن مدینے میں ہوسار رنج دور اپنا اشارہ چشمِ رحمت سے جو فرمادیں حضور اپنا
جزر کار کے کوئی کے نہیں اپنا زمانے میں نہاب تاخیر فرمائیں مجھے طبیبہ بلا نے میں
میں ہوں دیوانہ احمد مدینہ مجھ کو پہنچا دو سکوں مجھ کو ملے گا خاک طبیبہ کی اڑانے میں
ہم بھی لوٹیں گے مزے طبیبہ میں باغِ خلد کے ہم نشینیا! بھر کے لمحے گزر جانے تو دو
احباب ہیں سرگرم سفر سوئے مدینہ بیٹھے ہوئے ہم گرد سفر دیکھ رہے ہیں
(انوار طالب)

عشق نبی میں جینا بھی سعادت مندی ہے اور مرنا بھی، چنانچہ حضرت طالب القادری نے بھی موت کی آرزو کی ہے یا آرزوں کی ہے کہ اس طرح سے مرنے میں

اور ایک سے زائد منقبت میں کیا ہے، طالب القادری کی بیشتر نگارشات رنگ قدیم یعنی پیرایہ غزل میں ہیں، انہوں نے نظمیہ ہیئت بھی اختیار کی ہے اور اس میں بھی کہنہ مشقی دکھائی ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی نعت پر لکھی گئی تضمین بھی خوب سے خوب تر ہے، وہ باطنی طور پر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے روحانی تلمذ تھے اور ان کے کلام سے اکتساب فیض کیا، ظاہر انہوں حیات وارثی سے بھی مشورہ سخن کیا ہتھ، انہیں فارسی زبان پر بھی عبور حاصل تھا، چنانچہ طالب القادری نے چند نعمتیں فارسی میں بھی لکھی ہیں اور سلسلہ قادر یہ مجید یہ، آبادانیہ، فرید یہ، تیغیہ کاشہرہ مبارکہ بھی فارسی زبان میں تحریر کیا ہے۔

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن	یار رسول اللہ از بہر خدا امداد کن
کرم اے دشگیر ما عندری باں	تھی دستم ندارم زاد را ہے
تمام خلق خدا طالب رضاے خداست	خداے پاک مگر طالب رضاے رسول

(انوار طالب)

انوار طالب کی شاعری عقیدت کی شاعری ہے، عشق و ایمان کی شاعری ہے، یہ وہ شاعری ہے جس میں مقدار نہیں معیار کی اہمیت ہے، اس شعری گلد سے میں فکر کی پاکیزگی ہے تو فون کی پنجگی، اس میں دوسروں کو متاثر کرنے کی پوری قوت ہے، تمام نگارشات سرتاسر عقیدت و محبت میں ڈوبی ہوئی ہیں، واردات دل، اخلاص روحانی اور حلاوت ایمانی کی کارفرمائی ہے، وجود ان کیف و نشاط کے سمندر میں موجود ہے، رقت خیزی شاعر کے جذبات حقیقی کا پتہ دیتی ہے، طالب القادری کے یہاں علم، تصوف اور شاعری ایک دوسرے میں مدمغم ہے، ان جیسے حقیقی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پختہ کار نعت گوکی بدولت اس صنف کا مستقبل تاقیامت اور روشن ہے، طالب القادری ایسے نعت گویوں میں سے ہیں جن کی تعریف ہوئی چاہئے کہ وہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں رطب المسان ہیں جن کی تعریف خدا خود کرتا ہے، کلام

و بر جستہ، پیرایہ بیان میں دلکشی و رعنائی ہے، کلام طالب سلسیل بیان کی تزویز تازگی، بندش و تراکیب کی چحتی اور ندرت فن کے حسن سے بہر ہو رہے، مبالغہ یا الفاظی کی شعبدہ گری قطعی نہیں، انہوں نے سچے جذبات اور پاکیزہ احساسات کو شعری جامہ پہنایا ہے، شاعر نے دل گداختہ اور خون جگر سے کام لیا ہے، طالب القادری نے سروردیں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اسی طرح سے کی ہے، اور صرف تعریف کی ہے، مدح خوانی کی ہے، لہذا انہیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی قطعی منظور نہیں، چنانچہ انہوں نے بے ادبیں کو بے نقاب بھی کیا ہے، منکر عظمت و رسالت کو طنز و طعن کا نشانہ بھی بنایا ہے، گستاخوں اور بے ادبیں کی مذمت کی ہے اور ناموس رسالت کا دفاع کیا ہے۔

فخر کون و مکاں کی جن کی ہستی ان کو کہتا ہے گستاخ بھائی
لب پر کلمہ ہے دل میں گستاخی یہ روشن تو منافقانہ ہے
لب پر توحید مگر منکر تعظیم نبی اس کو رہبر نہ کہو کوئی لٹیسا را ہو گا

(انوار طالب)

بجیشیت شاعر طالب القادری کی شخصیت مسلم ہے، انہوں نے نعت گوئی کی شیریں اور دل نشیں صنف کو سنجیدگی سے مستقل فن کے طور پر استعمال کیا ہے، اگرچہ وہ اپنے نثر نگار بھی ہیں اور ”اظہار حقیقت“ کے نام سے ایک کتاب بھی یادگار چھوڑی ہے جس میں تحفظ شریعت اور تحفظ مسلک کی باتیں ہیں مگر ہنرمندی کے جو ہر جس کتاب میں کھلتے ہیں وہ ہے ”انوار طالب“، حمد و نعت اور منقبت و سلام کے اس شعری گلدستے کو ان کے صاحبزادہ بلند اقبال حضرت مولانا محمد شہاب الدین قادری تنی علائی سجادہ نشین خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف (منظفر پور) نے شائع کیا ہے۔ آغاز مالک ارض و سماں، فتا در مطلق، منع لطف و عطا اور لائق سجدہ کی حمد سے ہوا ہے، بھر شہ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں متعدد نعمتیں پیش کی گئی ہیں۔ طالب القادری نے پیر و مرشد محبوب الاولیاء سرکار نہیں سے انہیں بے پناہ عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار ایک چادر مبارک

طالب شعری لطفتوں اور فنی دل آویز گویوں سے آ راستہ اور پیراستہ ہے، نعمت گوئی کے ادبی محاسن اس میں بھڑے پڑے ہیں، شاعر نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ داری کرتے ہوئے رموز عقیدت کے باریک مسئللوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، بعض اشعار تو ایسے ہیں جن سے ان کی باطنی حیثیت کا انکشاف ہوتا ہے، ان کا قال حال اور حال قال نظر آتا ہے، اس طرح کے نعتیہ اشعار عام نعمت گویوں کے بس کی بات نہیں، یہ اسی سے ممکن ہے جو اس کے لئے تن من سے وقف ہو، ایسی شاعری وہی کر سکتا ہے اور اسے ہی کرنا چاہیے جو پابند شریعت، اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل بریاں رکھتا ہو۔

تصور کا میرے یہ اعجاز دیکھو
بیہیں سے مدینہ نظر آرہا ہے
ہمیں اس وقت یا رب گنبد خضری نظر آئے
سکون کی منزلوں میں جب یہ دل کی بے قراری ہو
دیدہ سر سے ابھر میں دیکھا جو روئے مصطفیٰ
قلب حزین پکار اٹھا خم تو سر نیاز کر
روے حبیب پاک سے کچھ لے کے روشنی
تاریک دل میں شمع جلاتا رہوں گا میں
طالب یہ آخری ہے تمنا خدا گواہ
کاش آئے مجھ کو موت دیا رحبیب میں

(انوار طالب)

طلبگار دعا

بدر محمدی

ساکن: چاند پور فتح پوسٹ بریار پور ضلع ویشالی
۳۰ جنوری ۱۴۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ

منظوم خران عقیدت

غور سے دیکھو شہاب الدین کا روئے حسیں
دیکھنی ہو جس کو بھی صورت علاء الدین کی
فیض ظاہر کے لیے ہیں سامنے نظر
فیض باطن کے لیے تربت علاء الدین کی
بند آنکھیں جب بھی کراوائے گی تم کو نظر
دل کے آئینوں میں خود صورت علاء الدین کی
اے مرید ان محبت باعمل بن کر رہو
لائق تعریف ہے دعوت علاء الدین کی
تم کرو حسن عقیدت کی حفاظت رات دن
تم پہ ہو گی سایہ گر برکت علاء الدین کی
حشرت ک پھولے پھلے گلشن علاء الدین کا
تا ابد باقی رہے نکہت علاء الدین کی
ہے دعا شہبم کی یہ بڑھتی رہے بڑھتی رہے
مومنوں کے قلب میں عظمت علاء الدین کی

نتیجہ فکر:

حضرت شبسم کمالی پوکھریوی

منقبت درشان طالب القادری علیہ الرحمہ

از استاذ الشعرا حضرت شبسم کمالی پوکھریوی

پڑھ رہا ہوں منقبت حضرت علاء الدین کی
پھر رہی ہے آنکھ میں صورت علاء الدین کی
مرتبہ سے ان کے واقف ہے فدائے قادری
کوئی انساں کیا کرے مدحت علاء الدین کی
حضرت تنع علی کا فیض باطن یوں ملا
سارے بے دینوں پہنچی ہبیت علاء الدین کی
مرشد پرحق کے حلق پاک کی تصویر تھی
آنکھ والوں کے لیے سیرت علاء الدین کی
دین کی تعلیم سے اور یاد حق سے کامخت
لائق خود رشک تھی خدمت علاء الدین کی
پہلے چکنا تھا مگر اب بن گیا چکنا شریف۔
ہے یقیناً یہ بھی ایک برکت علاء الدین کی
شاعر اسلام تھے بے شبہ طالب قادری
ہے عیاں ہر شعر سے عظمت علاء الدین کی
مسردار زادہ بن گنے صوفی، ولیٰ بے ریا
محض تعریف ہے حضرت علاء الدین کی

اب ہیں مولا نا شہاب الدین ثاقب قادری
یادگار نیک خوش طینت علاء الدین کی

منقبت درشان حضور شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ

از: افضل مظفر پوری

عاشقوں کی نظر میں بسا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 قادریت کا ایک آئینہ ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 قادری سہروردی مجھی آبادانی فریدی جھلک ہے
 دل کش دل نشیں دل ربا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 زہد و تقویٰ میں بھی آپ کامل آپ قرآن و سنت کے عامل
 اس لیے تو ہمیں بھاگیا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 جب جھکائی نظر دیکھ لی ہے پل میں مجھ کو تسلی ملی ہے
 دل کے آئینے میں بس گیا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 شاہ تنغ علی کا کرم ہے ذات ان کی بڑی محترم ہے
 ان کے فیضان سے کھل اٹھا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 ارض چکنا شریف آج بیٹک نور و گہت میں ڈوبا ہوا ہے
 اس زمیں کو ضیاء بخشتا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 سچ گیا عرس اقدس سہانہ آگیا تیرے در پہ دیوانہ
 بالیقین درد دل کی دوا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 اب ہٹا دیکھنے رخ سے چادر آگئے ہم زیارت کی خاطر
 در پہ بیتاب افضل کھڑا ہے طالب القادری تیرا چہرہ
 نتیجہ فکر: افضل مظفر پوری

منقبت درشان حضور شاہ طالب القادری علیہ الرحمہ

از: حضرت حافظ نقی احمد علائی اظہر مظفر پوری

جود یکھا مرتبہ اعلیٰ علاء الدین تنغی کا

یقینا ہو گیا شید اعلاہ الدین تنغی کا

طفیل پختن ہے سرور کو نین کا صدقہ

نظر آتا ہے بس جبلہ علاء الدین تنغی کا

ہمیشہ پارش انصار رحمت ہوتی رہتی ہے

سدرا پر نور ہے روضہ علاء الدین تنغی کا

کوئی محروم در سے آج تک لوٹا نہیں ہرگز

ہر اک سائل میں ہے چرچا علاء الدین تنغی کا

شراب عشق و مستی پی لیا جوان کی چوکھت سے

ہوا دیوانہ وہ بندہ علاء الدین تنغی کا

چھلکتا جام وحدت کا بے شکل جام عرفان ہے

ہر اک رندوں میں ہے شہرہ علاء الدین تنغی کا

میرا دامن کھاں اب گوہ مقصد سے خالی ہے

کرم ہے مجھ پہ در پردہ علاء الدین تنغی کا

جمال غوث دیکھیں گے نبی کا نور دیکھیں گے

رہے آنکھوں میں جب چہرہ علاء الدین تنغی کا

الہی اظہر عاصی پہ محشر تک رہے ہر دم

کرم سے فضل سے سایہ علاء الدین تنغی کا

نتیجہ فکر: حضرت حافظ نقی احمد علائی اظہر مظفر پوری

شجرہ عالیہ قادر یہ آبادانیہ تمغیہ علائیہ

یارب یہ محمد بہر علیٰ بہ حسین شہ والا مددے
 پئے زین عبا قر و عفر پئے کاظم و موسیٰ رضامددے
 بولایت معروف کرنی پئے عبد اللہ سری سقطی
 بے جنید و شبیل ابو القاسم عبد الواحد مولا مددے
 بے ابو الفرج و ابو الحسن علیٰ بے سعید مبارک مخزوی
 پئے شیخ مشائخ پیر جہاں عبد القادر آقامددے
 پئے عبد الرازاق و شرف الدین و عبد الوہاب و بہاء الدین
 بے عقیل و مسیح و گدار حمن ہے نہیں اللہ دین ہدی مددے
 بے گدار حمن بن محبوب علیٰ و فضیل و مکال و مکندر شاہ
 طفیل احمد سر ہندی بے آدم حسینی لقا مددے
 پئے پیر محمد و شاہ محمد و شاہ محمد عباسی
 بے امیر محمد و میر محمد واصل ذات خدا مددے
 بے کرامت صوفی آبادانی بولایت شاہ احسان علیٰ
 پئے عبد العلیم و دیدار علیٰ و فرید الدین ہدی مددے
 پئے شاہ محمد عبد اسیم و سید شاہ جلال الدین
 پئے شاہ محمد تیق علیٰ اے رب العرش علیٰ مددے
 بہر حال مریداں خستہ جگر کن نظر عنایت یا مولیٰ
 پئے شاہ محمد علاء الدین ہمہ حلقة گوشاں رامددے
 ☆☆☆

مناقبت درشان طالب القادری علیہ الرحمہ

از: مولانا شمارا حمد حقی صاحب

محبوب حق کا پیارا حسپکنا شریف میں ہے
 کتنا حسین نظارا حسپکنا شریف میں ہے
 گزری ہے جن کی زندگی عشق رسول میں
 رب نے جنہیں نکھارا چکنا شریف میں ہے
 دین متین کی خدمت کرتے رہے ہمیشہ
 لاکھوں کو جو سنوارا حسپکنا شریف میں ہے
 محبوب بھی محب بھی مطلوب بھی ہیں طالب
 یہ راز آشکارا حسپکنا شریف میں ہے
 ہیں آسمان علم ولایت کے جستنے تارے
 ان میں سے ایک تارا چکنا شریف میں ہے
 تقوی کے یہ ہیں پیکر دین متین کے رہبر
 اخلاق کا منارہ چکنا شریف میں ہے
 مایوس رہتے کیوں ہو حقی ذرا بتاؤ
 جبکہ تیرا سہارا حسپکنا شریف میں ہے

لز:

حضرت مولانا شمارا حمد حقی صاحب

مزید اس سلسلے کو برقرار رکھتے ہوئے آئندہ بھی ہر سال عرس علائی کے باہر کت موقع پر کسی نہ کسی کتاب کی اشاعت و طباعت کا کام ان شاء اللہ تعالیٰ خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف سے حضرت علامہ مولانا شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ دام ظلہ کی سرپرستی میں جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ کرم خانقاہ اور خانقاہ کے جملہ مریدین و محبین اور متولین و معتقدین پر تادیر قائم رکھے۔

خانقاہ شریف سے دعوت و تبلیغ کامبارک عمل بھی ہر دور میں انجام دیا جاتا رہا ہے، موجودہ صاحب سجادہ بھی خانقاہ کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے قرب و جوار اور دور و دراز علاقوں میں تیلینگی سفر پر تشریف لے جایا کرتے ہیں۔ بھری کلینڈر کے مطابق ہر مہینے کی گیارھویں شب میں خانقاہ قادریہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف پر گیارہویں شریف کی مناسبت سے مغلل ذکر منعقد کرتے ہیں۔ جس میں خاص طور پر طہارت، وضو، غسل اور روزہ و نمازوں غیرہ کے ضروری مسائل کی تلقین کی جاتی ہے۔

ان سب کے علاوہ خانقاہ شریف میں آنے والے حضرات کی ہر ممکن خدمت انجام دی جاتی ہے۔ رب قدری کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف کے فیضان کو عام و تام کرے۔ اور خدمات کے دائرہ کو وسیع سے سعی تر فرمائے۔ آمین بجاه سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

غلام جیلانی مصباحی

خادم التدریس جامعہ صدیق پچھوند شریف اور یا (یو، پی)

متولن: رتوارہ چندن پوسٹ پارا ضلع مظفر پور (بہار)

۲۲ جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۷ء

بروز دو شنبہ مبارکہ

خانقاہ قادریہ تیغیہ، علائیہ چکنا شریف کی چند اہم خدمات

خوشہ مسجد مدرسہ خانقاہ کہ دروے بود قیل و قل و قل مدرسہ خانقاہ ارشاد الطالبین علاء الاملة والدین حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی سے منسوب یہ خانقاہ، سلسلہ تیغیہ کی اہم اور نمایاں خانقاہوں میں سے ایک ہے۔ جہاں سے خلق خدا کے ارشاد و ہدایت کا سلسلہ پوری شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے، جس کے روحاںی فیوض و برکات سے ایک وسیع حلقہ مستفیض و مستینیر ہو رہا ہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ تا قیامت اسی شان و شوکت کے ساتھ جاری و ساری رہے۔ آمین

اس خانقاہ کے مندرجہ و صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحجاج الشاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ دام ظله الاقدس ہیں۔ جن کے ہمدرد سجادگی میں علمی، دینی، مذہبی اور سماجی خدمات انجام پار ہی ہیں، اس وقت جو بعض اہم خدمات خانقاہ مذکور سے خانقاہ کے گردی نہیں حضرت علامہ مولانا شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ کی زیر تولیت و سرپرستی انجام پذیر ہو چکی ہیں، یا پھر اخبار میں اسی میں خصوصیت کے ساتھ خانقاہ کی تعمیر، جلسہ گاہ کی تعمیر، مہمان خانہ کی تعمیر اور دارالعلوم تیغیہ علائیہ چکنا شریف کی روزافزوں تعمیر و ترقی ہے۔ اس کے علاوہ روضہ حضور طالب القادری کی دیدہ زیب عمارت مع گنبد شریف کی تعمیر و ترمیم بھی اہم ہے۔

یونہی نشر اواشاعت کے سلسلے میں اب تک جو خدمات پیش کی جا چکی ہیں۔ ان میں حضرت شاہ طالب القادری علیہ الرحمۃ کا مجموعہ کلام بنام ”انوار طالب“ اور آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل مستند مجموعہ ”حیات طالب“ کی اشاعت و طباعت ہے۔

زیارت حریم شریفین: (۱) حج ۱۴۰۰ھ، (۲) عمرہ بار اول ۱۴۰۰ھ، (رمضان المبارک)
 (۳) عمرہ بار دوم ۱۴۰۰ھ، (رمضان المبارک)
 تدریسی خدمات: جامعہ صدیہ پچھوند شریف اور یا (یو، پی) شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۱
 جنوری ۱۴۰۳ھ، عتا حال

مختصر تعارف مؤلف

نام : غلام جیلانی مصباحی
 ولدیت : حافظ و قاری الحاج محمد امیر الدین نوری
 جائے پیدائش : ہر پور تو اڑھ پوسٹ پارو ضلع مظفر پور بہار
 ابتدائی تعلیم : مدرسہ حنفیہ غوشیہ تو اڑھ چندن پوسٹ پارو ضلع مظفر پور
 جامعہ اشرفیہ سے پہلے جن مدارس میں تعلیم حاصل کی: (۱) دارالعلوم تیغیہ علاسیہ ضیاء
 القرآن چکنا شریف ضلع مظفر پور (۲) مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد ضلع متھو (یو، پی)
 (۳) جامعہ احمدیہ رضویہ گھوٹی ضلع متھو (یو، پی)

جامعہ اشرفیہ میں داخلہ: ۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹۹۹ء
 فراغت فضیلت: جامعہ اشرفیہ مبارکپور کیم بھادی الآخری ۱۴۲۲ھ مطابق اگست ۲۰۰۲ء
 اسناد و مارکشیٹ: منشی، مولوی، کامل، عالم، فاضل دینیات (اترپردیش مدرسہ تعلیمی
 بورڈ لکھنؤ) وسطانیہ، فو قانیہ، مولوی (بہار ایجوکیشن مدرسہ بورڈ پنڈ) عالم، فاضل (منظہر
 الحج عربی فارسی یونیورسٹی پنڈ) A.D.C.A. (حافظ ملت انفارمیشن ٹکنالوجی انسٹی
 ٹیوٹ) عالم، فاضل، اردو اور عربی ڈپلومہ

مضامین و مقالات: ماہنامہ ضیاء الصمد پچھوند شریف (یو، پی) ماہنامہ عرفان رضا مقصود
 پور اور ای مظفر پور (بہار) اور دیگر سائل و جرائد میں دو درجن سے زائد مضامین و
 مقالات کی اشاعت

تصنیف و تالیف: (۱) اسلام اور شراب نوشی (ہندی کتابچہ) (۲) اسلام اور عورت (۳)
 اسلام اور پرده (ہندی کتابچہ) (۴) آداب زندگی (اردو، ہندی) (۵) حیات طالب

خانقاہ تیغیہ علائیہ چکنا شریف کی چند اہم خدمات

ارشاد الطالبین، علاء الاملة والدین حضرت مولانا صوفی شاہ محمد علاء الدین طالب القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی سے منسوب خانقاہ تیغیہ علائیہ، سلسلہ تیغیہ کی ایک اہم اور باریق پیش خانقاہ ہے، جہاں سے خلق خدا کے ارشاد و بدایت کا سلسلہ پوری شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے، جس کے روحاں فیوض و برکات سے ایک وسیع حلقة مستفیض و مستغیر ہو رہا ہے۔

اس خانقاہ کے مندوش اور صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ دام ظله الاقدرس ہیں، جن کے عہد سجادگی میں علمی، دینی، مذہبی اور سماجی خدمات بخوبی انجام پا رہی ہیں، نیز تعمیری خدمات کے حوالے سے خانقاہ شریف، جلسہ گاہ، مہمان خانہ روضہ شاہ طالب القادری اور گنبد شریف نیز دارالعلوم تیغیہ علائیہ ضیاء القرآن چکنا شریف کی تعمیر و تزئین خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

خانقاہ کے زیر انتظام نشر و اشاعت کا کام بھی جاری ہے۔ حضرت شاہ طالب القادری کا مجموعہ کلام ”انوار طالب“ اور آپ کی حیات و خدمات پر مشتمل مستند مجموعہ ”حیات طالب“ کی طباعت و اشاعت خانقاہ مقدسہ کا اہم علمی کارنامہ ہے، طباعت و اشاعت کے اس مبارک سلسلہ کو برقرار رکھتے ہوئے صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ محمد شہاب الدین صاحب قبلہ دام ظله الاقدرس کی سرپرستی میں ہر سال عرس شریف کے مبارک موقع پر کسی مفید اور اہم کتاب کی اشاعت کا رادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان خدمات کو تبول فرمائے اور اس مقدس خانقاہ کے فیوض و برکات کو عام و تام کرے۔ آمين

طالب دعا

غلام جیلانی مصباتی

روارہ چندان، پوسٹ پارو، شمع متفسر پور، بہار

KHANQAHE TEGHIA ALAIA

Chakna Sharif, Distt Muzaffarpur (Bihar)